(۶۱)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اردو شمارہ (۱۱۴)

ادارۂ ادبیات اردو

سنہ ۱۹۴۳ عیسوی میں

یعنی

حیدرآباد دکن کے مشہور ادارۂ ادبیات اردو نے اپنی مختلف مجلسوں شعبوں اور شاخوں کے ذریعہ سے اردو زبان اور ادب کی جو خدمات سنہ ۱۹۴۳ء میں انجام دیں اُن کا مجمل

تذکرہ

مرتبہ

خواجہ حمید الدین شاہد بی۔اے

مدیر سب رس

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن

۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۴۴ء

قیمت ۸ ر



ادارۂ ادبیات اردو سے متعلق دوسرے معلوماتی کتابچے

۱۔ سرگذشت ادارہ (سنہ ۱۹۳۰ تا سنہ ۱۹۴۰ء)
۲۔ ادارہ سنہ ۱۹۴۱ء میں
۳۔ ″ سنہ ۱۹۴۲ء میں
۴۔ ادارہ اسکے مقاصد اور مصروفیات (انگریزی میں)
۵۔ کتابچۂ معلومات اردو انسائیکلو پیڈیا
۶۔ قواعد وضوابط و نصاب نامۂ اردو امتحانات
۷۔ قواعد وضوابط شعبۂ طلبہ
۸۔ تبصرہ سنہ ۱۹۴۳ء کی مصروفیات ادارہ پر از معتمد عمومی ادارہ
۹۔ روئداد اردو امتحانات بابتہ سنہ ۱۹۴۰ء از صدر مجلس اردو امتحانات
۱۰۔ ″ ″ ″ ″ سنہ ۱۹۴۱ء ″ ″ ″ ″
۱۱۔ ″ ″ ″ ″ سنہ ۱۹۴۲ء ″ ″ ″ ″

ملنے کا پتہ

سب رس کتاب گھر
خیریت آباد۔ حیدرآباد دکن

ادارۂ ادبیات اردو ۱۹۴۳ء میں

۱۔ دیباچہ مرتب

۲۔ عام معلومات

۳۔ عام مصروفیات

۴۔ شعبوں کی مصروفیات

۵۔ شاخوں اور مرکزوں کی اردو خدمات

۶۔ مطبوعات

دیباچہ

ادارۂ ادبیاتِ اُردو کے تیرھویں سال کی مصروفیات کا ایک اجمالی خاکہ آئندہ صفحات میں درج ہے۔

اگرچہ سنہ ۱۹۴۳ء یوں بھی اہلِ عالم پر سخت گذرا لیکن ادارے کی زندگی کا یہ تیرھواں برس ادارہ اور بعض اربابِ ادارہ کیلئے واقعی بہت سی آزمائشوں اور کٹھنائیوں کا باعث بنا رہا۔ جہاں اس کے ایک مخیر اور مخلص مؤسس مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم۔ اے نے اسی سال وفات پائی اسکے سرگرم مؤسس اور معتمدِ عمومی جناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ خانگی اور سرکاری افکار میں مبتلا رہے۔ اور اسکے ایک اور مؤسس پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری کے میسور میں منتقل ہوجانے کی وجہ سے ادارے کی اکثر مصروفیتوں کو ناقابلِ تلافی صدمہ پہنچا۔ ساتھ ہی ادارہ کا مالیہ بھی گذشتہ دو تین سالوں کے مقابلے میں اس سال ایسا کمزور رہا کہ ادارے کے کارکنوں کو اتنی تنگی شاید ہی کبھی محسوس ہوئی ہو۔

ان تمام پریشانیوں کے باوجود خدا کا شکر ہے کہ ادارے نے ہمہ جہتی ترقی کی جو رفتار پیدا کی تھی وہ سنہ ۱۹۴۳ء میں بھی نہ صرف قائم رہی بلکہ اس میں قابلِ اطمینان اضافہ بھی ہوا۔ چنانچہ اس سال ادارے نے اُردو کی جو خدمات انجام دیں اتنی شاید ہی اس سے قبل کے کسی ایک سال میں انجام دی گئی ہوں۔

ادارہ کی کوششوں سے شہر حیدرآباد سے باہر جن مقامات پر اُردو کا کام انجام پا رہا تھا انکی تعداد سنہ ۱۹۴۲ء میں ۳۴ تھی اور اس سال یہ تعداد بڑھ کر ۴۵ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اور مسرت کا مقام ہے کہ اب ممالکِ محروسہ سے باہر بھی ادارے کا فیض عام ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۳ء میں ایسے چھ مقامات (یعنے ایوت محل۔ بمبئی۔ بنگلور۔ کھام گاؤں۔ میسور۔ اور ناگپور) میں ادارے کی معاون شاخیں اور اردو کے کارگذار مرکز قائم ہو گئے ہیں۔

(۲۱۰۰)
اُردو امتحانات میں سنہ ۱۹۴۲ء میں ۱۱۴۸ امیدوار شریک ہوئے تھے لیکن سنہ ۱۹۴۳ء میں شرکا کی تعداد دو ہزار ایکسو تک پہنچ گئی گویا اس ایک سال ہی میں اتنے امیدوار شریک ہوئے جنکی تعداد گذشتہ سالوں کے جملہ امتحانات کے شرکا کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ رہی۔ ادارہ نے تعلیمِ بالغاں کی جو مہم شروع کی تھی وہ ایسی مقبول ہوی ہے کہ سنہ ۱۹۴۳ء میں خاص طور پر دو بار اُردو دانی کا امتحان منعقد کرنا پڑا۔ اس سلسلہ میں اس سال کی ایک نمایاں کامیابی یہ ہے کہ سرکارِ عالی کی جملہ افواج کیلئے اُردو امتحانات میں شرکت اور کامیابی لازمی قرار دی گئی ہے۔

ادارے کے کتبخانہ میں اگرچہ اس سال کوئی نمایاں اضافہ نہیں ہوا لیکن کتبخانہ کی تنظیم کا کام مکمل ہوگیا اور

کتابوں کے انڈکس کارڈ مصنفوں اور کتابوں دونوں کے ناموں کے لحاظ سے مرتب کر لیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قلمی کتب کے مجموعہ میں سے ۲۷۵ اردو مخطوطات کا ایک تفصیلی تذکرہ ضخیم کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ کتاب جدید ترین تحقیقی انداز میں مرتب اور شائع کی گئی ہے اور اسکی اشاعت جناب ڈاکٹر زور صاحب معتمد اعزازی ادارہ کی دو سالہ شبانہ روز محنت و تحقیق کا نتیجہ ہے۔

اس سال ادارے نے ایک اور مہم کا آغاز کیا۔ یعنے اسکے ایک وفد نے راقم الحروف کی قیادت میں تقریباً (۲۳) اضلاع و دیہات کا دورہ کر کے اردو کا جائزہ لیا اور ہر جگہ کے مقامی باشندوں میں تبادلۂ خیال اور تقریروں اور جلسوں کی مدد سے اردو کی خدمت گذاری کا ولولہ پیدا کیا۔ اس وفد نے اپنی تفصیلی رپورٹ بھی مرتب کی ہے جو علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوگی۔

۱۹۴۳ء ادارے کی عمارت کے مسئلہ میں بھی مبارک ثابت ہوا۔ اس سال ادارے کی ایک ذاتی عمارت کے حصول کے لئے نواب مہدی یار جنگ بہادر کی صدارت اور نواب زین یار جنگ بہادر کی نائب صدارت میں ایک باضابطہ مجلس عاملہ قائم ہوئی اور انتخاب و حصول اراضی و تیاری نقشہ جات وغیرہ کی کارروائی کا آغاز کیا گیا جو کامیابی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ ادارے سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اس خبر سے بھی خوش ہونگے کہ قلعہ گولکنڈہ میں کٹورہ حوض کے کنارے ادارے کو پانچ ایکڑ زمین کا ایک باغ بطور دوامی پٹہ حاصل ہو گیا ہے۔ جس پر ادارے کی جانب سے تاریخ و آثار دکن کی ایک اعلیٰ نمائش گاہ اور محققین و مصنفین کیلئے مہمان خانے تعمیر کئے جائینگے۔ چنانچہ اس کام کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔

گذشتہ سال ادارے نے صرف آٹھ کتابیں شائع کی تھیں لیکن ۱۹۴۳ء میں حسب ذیل بارہ کتابیں شائع ہوئیں (جنمیں بعض بہت ضخیم یعنے چار چار سو صفحات کی ہیں)

۱۔ ادارۂ ادبیات اردو ۱۹۴۲ء میں — از خواجہ حمید الدین شاہد بی اے
۲۔ ماہ لقا اور دوسری نظمیں — از مولوی عزیز احمد صاحب بی اے آنرز (لندن)
۳۔ پودوں کی کہانی — از پروفیسر محمد سعید الدین صاحب ایم اے بی ایس سی آنرز ایڈنبرا
۴۔ طبیعیاتی کائنات — از پروفیسر سید محمد علی صاحب نقشبند ایم اے آرسی ایس۔ بی ایس سی لنڈ
۵۔ ہندوستانی تمدن — از ڈاکٹر اینٹورا ٹو باڈی قل
۶۔ تعلیم کا مسئلہ — از ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے (کنٹب) پی ایچ ڈی۔ ڈی ایس سی
۷۔ سچ کا جادو — از مولوی علی بن عبد الحبیب الحضرمی صاحب
۸۔ ناصر الدولہ آصفجاہ چہارم — از مولوی مراد علی صاحب طالع اردو فاضل
۹۔ افضل الدولہ آصفجاہ پنجم — از 〃 〃 〃 〃 〃
۱۰۔ باتیں — از مولوی شجاع احمد صاحب قائد
۱۱۔ تذکرۂ اردو مخطوطات جلد اول — از ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور
۱۲۔ جیوتی (طبع ثانی) — از جناب مہندر راج صاحب سکسینہ ایم ایس سی

ان کتب کے علاوہ اردو انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد کا ابتدائی مسودہ بغرض طباعت دار الطبع سرکار عالی میں بھیجا جا چکا ہے اور توقع ہے کہ اب یہ کتاب جلد منظر عام پر آسکے گی۔ اس سال ادارہ کے دونوں ماہ نامے سب رس اور بچوں کا سب رس پابندی سے جاری رہے اور انکی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

۱۹۴۳ء میں ادارے نے اپنے طرز کار میں ایک اہم تبدیلی بھی کی چنانچہ اسنے طے کیا کہ آئندہ سے وہ اپنا دار الاشاعت کی حیثیت کا کام رفتہ رفتہ گھٹا دیگا کیونکہ حیدرآباد میں حسن اتفاق سے اب کئی ناشرین اور ادارے قائم ہو چکے ہیں جو یہ کام بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اسلیئے ادارۂ ہذا اب اردو کا ذوق پھیلانے کی خاطر اپنی قوتیں زیادہ تر ادبی و تاریخی تحقیقات۔ تعلیم بالغان اور اس سے متعلقہ اردو امتحانات اردو انسائیکلوپیڈیا۔ وفد کی شکل میں اضلاع و دیہات کے دوروں اور دیگر علمی مصروفیات میں صرف کریگا۔ اور اسکی جانب سے صرف ایسی ہی کتابیں شائع کیجائینگی جنکو اسکے شعبے مخصوص ضرورتوں کے پیش نظر خود مرتب کرائینگے۔ یا جنکی اشاعت کی بطور خاص سفارش کریں گے۔

خواجہ حمید الدین شاہد

۱۵؍ جنوری ۱۹۴۴ء

تفصیلی فہرست مندرجات

ادارۂ ادبیات اردو

سرپرست اعلیٰ

ہز ہائی نس والاشان ڈاکٹر سر اعظم جاہ بہادر ایل ایل ڈی، جی بی ای۔ شہزادۂ برار
سپہ سالار افواج آصفی و ولیعہد سلطنت آصفیہ

سرپرست

ہز اکسلنسی کرنل ڈاکٹر حافظ سر محمد احمد سعید خاں بہادر نواب چھتاری و صدر اعظم دولت آصفیہ
عالیجناب نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ ثالث سابق مدار المہام حیدرآباد
عالیجناب آنربیل راجہ دھرم کرن بہادر ایچ سی ایس صدر المہام تعمیرات سرکار عالی

صدر

عالیجناب آنربیل ڈاکٹر سر نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ
معین امیر جامعہ عثمانیہ و صدر المہام تعلیمات و عدالت سرکار عالی

معتمد

عالیجناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن)
پروفیسر اردو جامعہ عثمانیہ

ارکان مجلس انتظامی

عالی جناب نواب لیاقت جنگ بہادر ایچ سی ایس معتمد فینانس سرکار عالی
عالی جناب نواب معین نواز جنگ بہادر ایچ سی ایس معتمد سیاسیات و باب حکومت سرکار عالی
عالی جناب نواب زین یار جنگ بہادر انجینئر و چیف آرکیٹکٹ سرکار عالی
عالی جناب مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے، بی ایس سی کنٹب ناظم تعلیمات سرکار عالی
عالی جناب مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے کنٹب پرنسپل نظام کالج حیدرآباد
عالی جناب مولوی عبد القادر صاحب سروری ایم اے، ایل ایل بی صدر شعبۂ اردو جامعہ میسور
عالی جناب مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ایم اے، ایل ایل بی ریڈر تاریخ جامعہ عثمانیہ
عالی جناب مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نائب ناظم محکمہ رجسٹریشن و اسٹامپ سرکار عالی

ادارۂ ادبیات اُردو

شعبہ جات اور ان کے معتمدین

شعبۂ زبان ــــ ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب ایم اے ڈی فل (آکسن) مہتمم کتب خانۂ آصفیہ
شعبۂ اُردو امتحانات۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری ایم۔ اے، ایل ایل بی صدر شعبۂ اُردو جامعہ میسور
شعبۂ تالیف و ترجمہ۔ مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم۔ اے، ایچ سی ایس نائب معتمد فینانس سرکار عالی
شعبۂ اُردو انسائیکلوپیڈیا۔ مولوی فیض محمد صاحب صدیقی ایم اے و مولوی سید بادشاہ حسین صاحب
شعبۂ تاریخ دکن ــــ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔ اے، ایل ایل بی۔ ریڈر تاریخ جامعہ عثمانیہ
شعبۂ شعرا و مصنفین دکن۔ مولوی سید محمد صاحب ایم۔ اے لکچرار اُردو کلیہ بلدہ حیدرآباد
شعبۂ سائنس ــــ پروفیسر محمد سعید الدین صاحب ایم اے، بی ایس سی آنرز ایڈنبرا صدر شعبہ نباتیات جامعہ عثمانیہ
شعبۂ تنقید ــــ نواب میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔ اے ریسرچ اسکالر۔
شعبۂ نسواں ــــ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ (محل مولوی سید رحمت اللہ صاحب ناظم محکمۂ رجسٹریشن و اسٹامپ)
شعبۂ کتب خانہ۔ نواب مرزا سیف علی خاں صاحب جاگیردار
شعبۂ ادب اطفال۔ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ بی اے (آکسن) صدر کلیہ اناث جامعہ عثمانیہ
شعبۂ طلبہ ــــ مولوی معین الدین احمد صاحب انصاری

اراکین مجلس ادارت سب رس

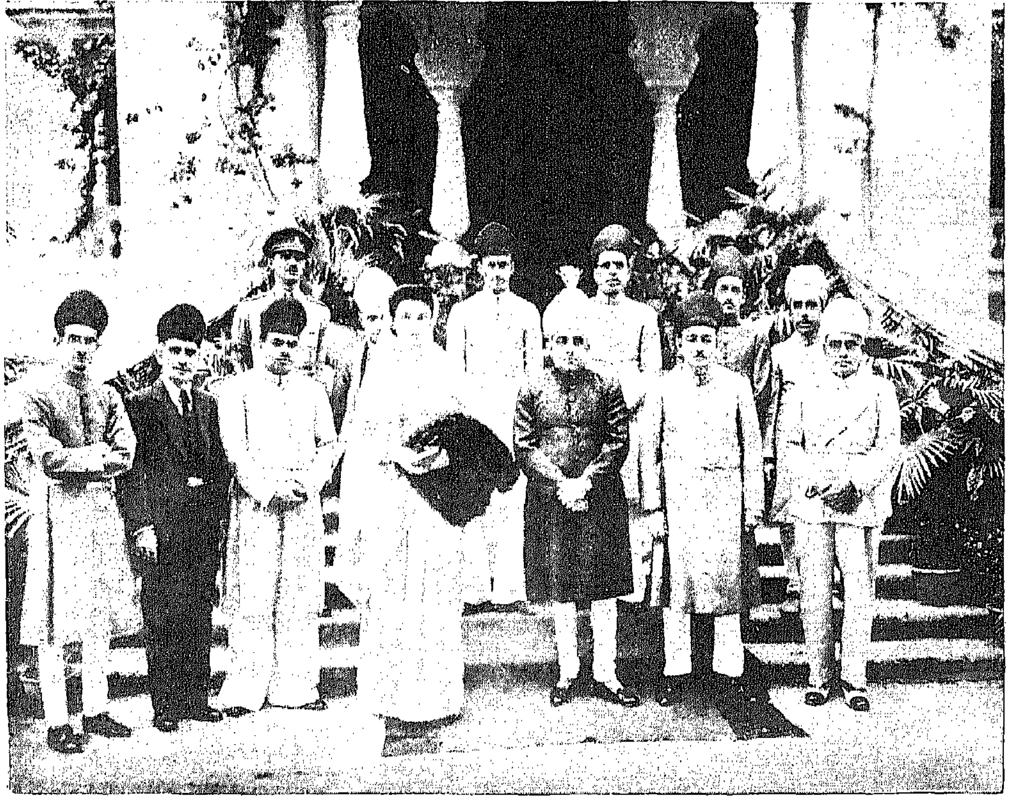
محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ
مولوی عبدالحفیظ صاحب صدیقی بی ایس سی
خواجہ حمید الدین شاہد
مولوی معین الدین احمد صاحب انصاری

ادارۂ ادبیات اُردو

معاونین

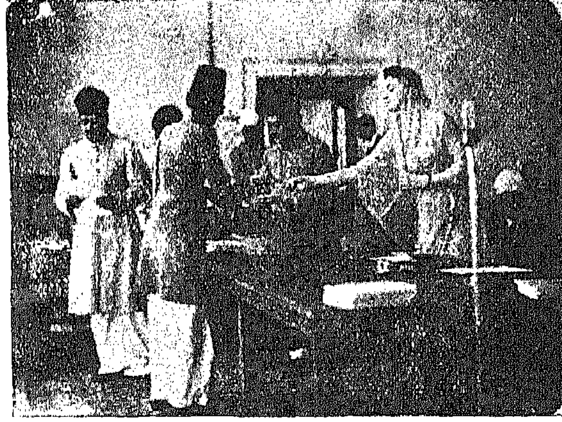
نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیزؔ
مولوی محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب اے آر سی ایس بی ایس سی (لندن) سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ
نواب لیاقت جنگ بہادر ایچ سی ایس معتمد محکمۂ فینانس سرکار عالی
مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب بی اے ڈی لٹ ۔ معتمد انجمن ترقی اردو
مولوی قاضی محمد حسین صاحب ایم اے' ایل ایل بی' نائب معین امیر جامعہ عثمانیہ
مولوی اظہر حسین صاحب بی اے سابق معتمد تعلیمات سرکار عالی
مولوی سید احمد حسین صاحب امجدؔ
مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری بی۔اے اکسن سابق ناظم تعلیمات
مولوی مرزا حسین علیخاں صاحب بی۔اے اکسن پرادوسٹ جامعہ عثمانیہ
نواب عنایت جنگ بہادر
راجہ نرسنگ راج بہادر عالیؔ
مولوی سید خورشید علی صاحب سابق ناظم دفتر دیوانی ومال وملکی وغیرہ
مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بی ایس سی لندننا ۔ ناظم محکمۂ صنعت وحرفت سرکار عالی
مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم۔اے' بی ایس سی کنٹب ناظم تعلیمات سرکار عالی
مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔اے کنٹب پرنسپل نظام کالج حیدرآباد
مولوی محمد سجاد مرزا صاحب ایم۔اے کنٹب پرنسپل کلیۂ تعلیم المعلمین جامعہ عثمانیہ
مولوی مرزا احمد بیگ صاحب ناظم اسٹیٹ ٹیلیگرافی
محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (محل ہمایون مرزا مرحوم)
مولوی میر اکبر علیخاں صاحب بی۔اے' ایل ایل بی۔ بیرسٹرایٹ لا ۔
مولوی عارف الدین حسن صاحب ڈویژنل افسر اورنگ آباد

هز ہائی نس ڈاکٹر جنرل والاشان شہزادہ اعظم جاہ بہادر اور ہر ہائی نس شہزادی درشہوار شہزادی برار کی تشریف آوری جلسۂ عطائے اسناد و انعامات کے موقع پر اِدارے کی مجلس انتظامی اور معتمدین شعبہ جات کا گروپ

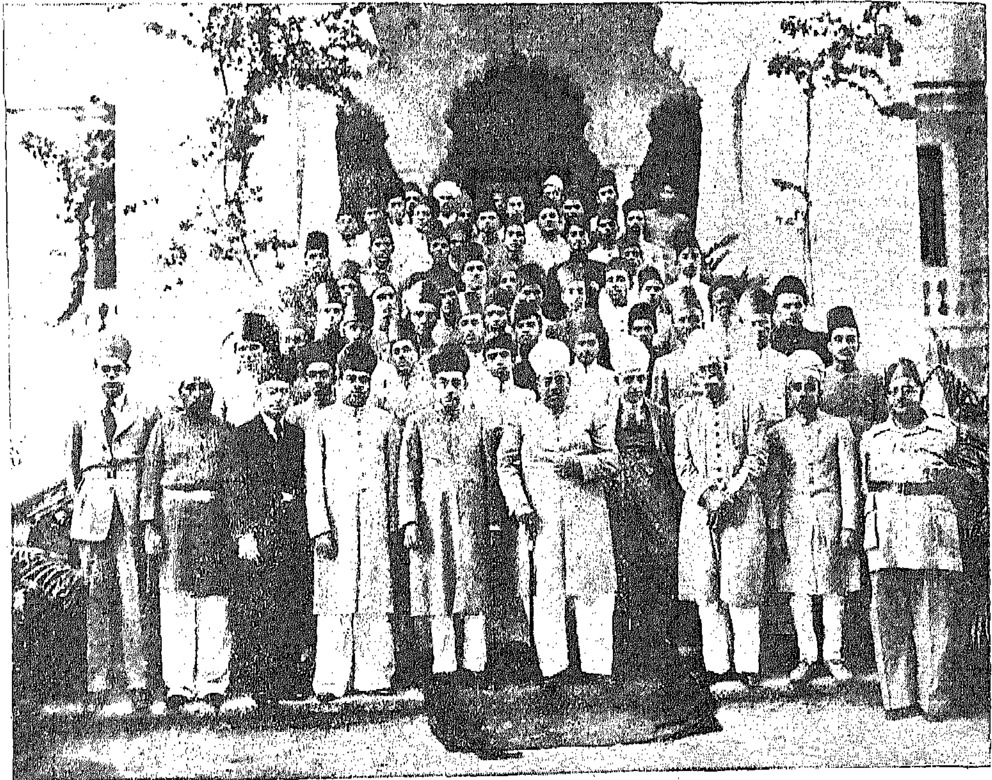


ائیں سے بائیں طرف :- مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم۔اے۔کنٹب رکن مجلس انتظامی۔ انریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم۔اے۔ڈی لٹ صدر اِدارہ۔ ہز ہائی نس شہزادہ برار۔ ہر ہائی نس شہزادی برار۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور معتمد ادارہ۔ مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔اے کنٹب رکن مجلس انتظامی۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب رکن انتظامی۔

وسری طرف :- میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔اے معتمد شعبہ تنقید۔ مولوی فیض محمد صاحب صدیقی ایم۔ایڈ معتمد شعبہ اُردو اِنسائیکلوپیڈیا۔ مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم۔اے۔ ایچ۔سی۔ایس معتمد شعبہ تالیف و ترجمہ۔ مولوی سید محمد صاحب ایم۔اے معتمد شعبہ شعراو مصنفین دکن۔ نواب صمد یار جنگ بہادر کنٹرولر شہزادہ والاشان۔ مولوی حامد اللہ صاحب۔ اے ڈی سی والاشان بہادر۔



ہز ہائی نس شہزادی برار ٹاؤن ہال میں سنہ ۱۹۴۲ع کی اسناد تقسیم فرما رہی ہیں



ارباب ادارہ اور اُردو امتحانات کے کامیاب امیدواران سنہ ۱۹۴۲ع کا ایک فوٹو
جلسہ عطائے اسناد کے بعد ٹاؤن ہال باغ میں۔

ادارۂ ادبیاتِ اردو کے سالانہ اجلاس ۱۹۴۲ء

ادارے کے ۱۳۶۱ھ کے سالانہ اجلاس دوشنبہ و سہ شنبہ بتاریخ ۱۲ و ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ م ۲۱ و ۲۲ ڈسمبر ۱۹۴۲ء منعقد ہوئے۔ اس تقریب میں حسب سالہائے گزشتہ ادارے کی جملہ شاخوں کے ارباب کار کے علاوہ مختلف مقامات کے علم دوستوں اور جامعات کے نمائندوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ بڑی مسرت کا مقام ہے کہ جامعات بمبئی، مدراس اور میسور نے اپنے نمائندوں کو ہماری دعوت پر روانہ کرنے کا انتظام کیا۔ رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو، علامہ سید سلیمان ندوی، ملا رموزی وغیرہ نے بھی شرکت پر آمادگی ظاہر کی تھی لیکن بروقت شریک نہ ہو سکے۔

انتظامات | جلسہ گاہ اور قیام گاہ کے انتظامات کئی روز قبل ہی سے نواب سراج الدین احمد صاحب بی اے اور مولوی ضامن علی صاحب غازی کی نگرانی میں شروع ہو چکے تھے اور ان دونوں کی شبانہ روز مصروفیتوں کی وجہ سے بروقت جملہ انتظامات مکمل ہو سکے۔ اس دفعہ جلسہ گاہ اور قیام گاہ کو متصل رکھنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ ڈیروں اور شامیانوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ حسب سال گزشتہ اس سال بھی نواب ظہیر یار جنگ بہادر بی اے امیر پائیگاہ و رفیق ادارہ نے اپنے شامیانے اور ڈیرے روانہ فرمائے تھے۔ ان کے علاوہ محکمۂ نظامت آبکاری اور محکمۂ نظامت بندوبست سے بھی متعدد ڈیرے حاصل کئے گئے تھے جن کی فراہمی خاص طور پر مولوی غلام احمد خاں صاحب میر مجلس پائیگاہ، مولوی قاضی زین العابدین صاحب ناظم آبکاری، مولوی ابوالحسن صاحب مہتمم آبکاری، مولوی مظہر حسین صاحب بی اے اور مولوی غلام محمد صاحب مددگاران ناظم بندوبست وغیرہ کی دلچسپیوں کی رہین منت ہے۔

قیام گاہ کے انتظامات مولوی مرزا عبدالحلیم بیگ صاحب کے سپرد تھے جنھوں نے خاص ایثار اور تن دہی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے اور ہر ڈیرے میں فرش فروش فرنیچر اور نمائندگان اضلاع کے ناموں کی چٹھیاں وغیرہ لگا کر انتظامات میں باضابطگی اور خوبی پیدا کی۔

جلسوں کا نظام العمل | اس سال اس امر کی پوری کوشش کی گئی کہ جلسوں میں شرکت کرنے والوں کے لئے علمی مصروفیتوں کے باعث ادبی ضیافت کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام ہو سکے۔ نیز ادارے کے اکثر شعبوں کو اپنی خدمات کے اظہار کا موقع ملے۔ چنانچہ پہلے ہی روز صبح میں دس بجے سے مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے کینٹب کی صدارت میں شعبۂ طلبہ کا سالانہ اجلاس منعقد کیا گیا اور سہ پہر میں چار بجے سے ٹاؤن ہال باغ عامہ میں ہز ہائنس والا شان حضرت ولیعہد بہادر نے جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات کی صدارت فرمائی۔ رات میں مشاعرہ منعقد ہوا جس کی صدارت عالیجناب آنریبل مولوی غلام محمد صاحب سی آئی ای صدر المہام فینانس نے کی۔ دوسرے روز تین جلسے منعقد ہوئے۔ صبح میں عالیجناب آنریبل ڈاکٹر مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ کی صدارت میں ادارے کا سالانہ علمی اجلاس، دوپہر میں جملہ ارباب کار و نمائندگان اضلاع کا مشاورتی اجلاس اور سہ پہر میں بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر کی صدارت میں ادارے کے شعبۂ نسوان کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ ان تمام جلسوں میں جو مفید اور پر مغز تقریریں کی گئیں ان کی روداد اور اقتباسات آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

مندوبین کی آمد | جملہ مندوبین دوشنبہ ۲۱ ڈسمبر کی صبح میں فائز حیدرآباد ہوئے اور ادارے کی طرف سے اسٹیشنوں پر ان کا استقبال کیا گیا جن مہمانوں نے ان جلسوں کی شرکت کے لئے سفر کی زحمت گوارا کی ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے بی ای ایس۔ نمائندہ جامعہ بمبئی

۲۔ مولوی محمد عثمان صاحب بی اے ٹی ڈی لندن صدر مہتمم تعلیمات و صدر شاخ اورنگ آباد۔

۳۔ مولوی غازی معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل معتمد شاخ اورنگ آباد۔

۴۔ مولوی سید عارف الدین حسن صاحب ڈویژن افسر اورنگ آباد و سرپرست شاخ پربھنی۔

۵۔ مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا اردو عالم معتمد شاخ پربھنی۔

۶۔ مولوی اشرف الدین صاحب فیضی اردو فاضل شریک معتمد شاخ پربھنی۔

۸۔ مولوی محبوب خاں صاحب یوسف زئی بی اے ڈپ ایڈ معتمد شاخ چتیاپور

۹۔ مولوی عماد الدین صاحب نمائندہ شاخ چتیاپور۔

۱۰۔ مولوی حرمت علی صاحب مظہر معتمد شاخ بالانگر۔

۱۱۔ مسٹر ڈی وینکیا شریک معتمد شاخ بالانگر۔

۱۲۔ مولوی محمود عالم حسینی صاحب نمائندۂ شاخ نظام آباد۔

۱۳۔ مولوی نور الحسن صاحب انور [illegible] شاخ شاہ آباد۔

۱۴۔ " سید بدیع اللہ حسینی صاحب قلندر نمائندۂ شاخ شاہ آباد

۱۵۔ " شبیر علی صاحب معتمد شاخ رینا پور۔

۱۶۔ " امجد الدین صاحب نمائندۂ شاخ رینا پور۔

۱۷۔ " شیخ محمد عمودی صاحب معتمد شاخ بسمت نگر۔

۱۸۔ " عنایت علی خاں صاحب نائب معتمد شاخ بسمت نگر۔

۱۹۔ " عثمان خاں صاحب کمالی معتمد شاخ ہنگولی۔

۲۰۔ " عبد المنان صاحب نمائندہ " " ۔

۲۱ " محمد عمر خاں صاحب صدر شاخ داورواڑی۔

۲۲۔ " عبد الحی خاں صاحب معتمد " "

۲۳۔ محترمہ زہرہ بیگم صاحبہ معتمدہ شاخ نسواں داورواڑی۔

۲۴۔ کریمہ صاحبہ نائب " " " " ۔

۲۵۔ مولوی محمد ؟ صاحب نائب صدر شاخ داورواڑی۔

۲۶۔ " منظور احمد صاحب معتمد " " ۔

۲۷۔ مولوی محمد علی خاں صاحب معتمد شاخ بھوم۔

۲۸۔ " محمد یونس صاحب نمائندہ " "

۲۹۔ " خواجہ معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی صدر شاخ روضتین گلبرگہ

۳۰۔ " نیاز علی خاں صاحب نیاز معتمد " "

۳۱۔ " عطاء اللہ صاحب عطا معتمد شاخ کلیانی۔

۳۲۔ " عبد الکریم صاحب وکیل شریک معتمد " "

۳۳۔ " غلام حسین صدیقی صاحب معتمد شاخ پرلی۔

۳۴۔ " دولت خاں صاحب گنہ دار نمائندۂ شاخ پرتیڑہ۔

۳۵۔ " خلیل احمد صاحب صدیقی نمائندۂ شاخ " ۔

۳۶۔ " سید غلام علی صاحب نمائندۂ شاخ " ۔

۳۷۔ " مولوی محمد بن عمر صاحب ایم اے معتمد شاخ گلبرگہ۔

۳۸۔ " عبد الغنی صاحب اثمر نمائندہ " " ۔

۳۹۔ " محمد عمر خان صاحب خیام " شاخ شعبۂ طلبہ گلبرگہ۔

۴۰۔ " فخر الدین صاحب ارمان نمائندہ " "

۴۱۔ " محبوب حسین صاحب تمنا اردو فاضل نمائندہ شعبۂ طلبہ گلبرگہ

۴۲۔ " غوث محی الدین صاحب معتمد شاخ رائچور۔

۴۳۔ " بشیر احمد صاحب صدیقی بشیر نمائندۂ شاخ رائچور۔

۴۴۔ " قاضی خواجہ عطاء اللہ صاحب معتمد شاخ سیڑم۔

۴۵۔ " منصور علی صاحب معتمد شاخ سائے گاؤں۔

۴۶۔ " عبد الخالق صاحب۔

۴۷۔ " عبد اللہ صاحب۔

۴۸۔ " عبد الرزاق صاحب۔

۴۹۔ " احمد اللہ خاں صاحب نمائندگان شاخ داورواڑی۔

ان نمائندوں کے علاوہ مختلف شاخوں کے متعدد کامیاب امیدواروں نے بھی جلسوں میں شرکت کی۔

اجلاسوں کے انتظامات کے [illegible] ارباب ادارہ نیز نواب سراج الدین احمد صاحب، مولوی ضامن علی صاحب غازی اور مولوی مرزا عبد الحلیم بیگ صاحب

کے علاوہ مولوی سید عارف الدین حسن صاحب، مولوی مراد علی صاحب طالع، مولوی ابو سعد سید اسمٰعیل صاحب شوراپوری، مولوی رحیم الدین صاحب کمال ظہیرآبادی، مولوی عبدالخالق صاحب، مولوی غازی معین الدین صاحب وکیل، ورنگ آباد، مولوی شعیب اللہ خاں صاحب، مولوی فضل الرحمٰن صاحب جعفری وغیرہ نے ادارے کی جو مخلصانہ اور رضاکارانہ مدد فرمائی اس کے لیئے جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ خاص کر مولوی سید عارف الدین حسن صاحب نے جس خلوص و ایثار کے ساتھ قیام گاہ کے انتظامات کی رہبری کی اس کا تو کوئی شکریہ ہی ادا نہیں کیا جاسکتا۔

اس سال شعبۂ نسواں کے لیئے جو اجلاس مختص کیا گیا تھا اس کے انتظامات اس شعبہ کے ارباب کار کے رہین منت رہے۔ ان کے علاوہ خاص طور پر مولوی ضامن علی صاحب غازی کے خلوص و ایثار کا جتنا اعتراف کیا جائے بجا ہے کیونکہ صاحب موصوف نے اس سالانہ اجلاس کے لیئے کئی روز تک مصروف رہنے کے علاوہ ستاون روپے کے عطیے سے بھی ادارے کی مدد کی۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر زور نے حسب سالہائے گزشتہ اس سال بھی نہ صرف شعبۂ نسواں کے سالانہ اجلاس کے انتظامات میں مدد فرمائی بلکہ اپنی مسلسل شبانہ روز مصروفیت سے مہمانوں کے قیام و طعام کا قابلِ تعریف انتظام فرمایا۔

سالانہ اجلاس شعبۂ طلبہ

اس سال ادارے کے سالانہ اجلاسوں کے لیئے دفتر ادارہ کے محاذی وسیع میدان میں جو شامیانے نصب کیئے گئے تھے ان میں کرسیوں اور صوفوں پر تقریباً سات سو اصحاب کی نشست کا انتظام تھا۔ اور خواتین کے لیئے جلسہ گاہ سے متصل ایک ڈیرہ مخصوص کر دیا گیا تھا

یہاں اس واقعہ کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ان جلسوں کے لیئے محکمہ جات صدر نظامت تعلیمات، صدر مہتممی تعلیمات، مہتممی نسواں بلدہ، مہتممی نسوان میدک، عثمانیہ ٹریننگ کالج، کلیۂ اناث بلدہ، اور نظامت آبکاری سے تقریباً ایک ہزار کرسیاں حاصل کی گئیں جن کے لیئے مولوی سید علی اکبر صاحب، محترمہ رفیعہ بیگم صاحبہ، مولوی سجاد مرزا صاحب، مولوی فیض الدین صاحب، مولوی قاضی زین العابدین صاحب خاص کر مستحق شکریہ ہیں۔

۱۲ دسمبر کی صبح ہی سے جبکہ اضلاع کے مہمان ابھی تشریف بھی نہ لائے تھے کہ جلسہ گاہ میں علم دوست اصحاب جمع ہونے لگے جن میں محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ پرنسپل زنانہ ہائی اسکول نام پلی اور ان کے شوہر مولوی محمد عثمان صاحب صدر مہتمم تعلیمات، نواب میر باسط علیخاں صاحب ناظم عدالت خفیفہ، نواب غوث یار جنگ بہادر، پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی۔ نواب ناصر الدین احمد صاحب، مولوی عارف الدین حسن صاحب ڈویژنل افسر اورنگ آباد۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور اور دیگر ارباب ادارہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مولوی سید علی اکبر صاحب صدر جلسہ بھی قبل از وقت تشریف لائے اور مندوبین کی قیام گاہ کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ جلسہ کے آغاز کے بعد مولوی معین الدین احمد صاحب انصاری صدر شعبہ طلبہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور اپنے شعبہ کی روئداد سنائی جس کے بعد حیدرآباد کے مشہور ہندو قائد مسٹر سری کشن پیرسٹر لا نے بعنوان "میرے تعلیمی خواب" ایک پرمغز تقریر کی، مولوی سید محمد صاحب ایم اے نے "طلبہ اور اردو" کے موضوع پر وہ تمام وسائل بیان کئے جو طالب علموں کو اردو کی خدمت کے لیئے اختیار کرنے چاہئیں۔ شاخ ہائے اضلاع کے نمائندوں میں سے مولوی محمد بن عمر صاحب معتمد شاخ گلبرگہ نے "دکن کی اردو خدمات" پر ایک بسیط تقریر کی جس کے بعد مظفر علی خاں صاحب معتمد شعبہ نے ایک نظم سنائی اور مولوی شیخ رحیم الدین صاحب ظہیرآبادی نے شعبہ طلبہ کے اغراض و مقاصد اور طلبہ کے برادرانہ تعلقات اور باہمی تعاون پر مفید خیالات کا اظہار کیا۔ مولوی سید علی اکبر صاحب

نے اپنی صدارتی تقریر میں ادارے کی خدمات، شعبۂ طلبہ کے افادے، پر روشنی ڈالتے ہوئے طالب علموں کے لیے مفید مشورے پیش کیے۔ صدارتی تقریر کے بعد نواب بہادر یار جنگ بہادر نے جو مجلس اتحاد المسلمین کے سالانہ مشاورتی اجلاس کے باعث دیر میں تشریف لائے تھے طلبہ کو مخاطب کر کے نہایت فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ اس میں بہت سے ایسے مفید مشورے شامل تھے جو طلبہ کے لیے ہمیشہ دستور عمل ثابت ہوں گے۔ آخر میں مولوی معین الدین صاحب انصاری نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور صدر جلسہ نے نواب صاحب کی تقریر پر تبصرہ فرما کر اجلاس کے برخواست کا اعلان کیا۔ اس اجلاس کی تقریروں کے اقتباسات آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

شعبۂ طلبہ کے اغراض و مقاصد

یہ شعبۂ طلبہ کی صحیح تربیت کے لیئے قایم کیا گیا ہے۔

(۱) اس میں فوقانی طبقہ تک کے طلبہ بلا لحاظ مذہب و ملت شریک ہو سکیں گے۔ اس شعبہ کے ذریعہ طلبہ کی ایک مستحکم برادری قایم کرنے کی کوشش کی جائے گی جس کے ارکین باہمی تعاون و ہمدردی کے ذریعے اپنے کاموں کو سہل اور اپنی دلچسپیوں میں اضافہ کر سکیں گے۔

(۲) ارکین میں علمی اور ادبی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے تحریری و تقریری مقابلے منعقد کئے جائیں گے جن پر شعبہ کی جانب سے انعامات بھی دیے جائیں گے۔ اور بہترین مضامین سب رس میں شایع ہوا کریں گے۔

(۳) سب رس کے ضمیمے میں ارکین شعبہ ہی کے مضامین کو ترجیح دی جائے گی۔

(۴) ارکین میں سے کسی کو تصنیف و تالیف کا شوق ہو تو ان کی اشاعت میں مدد دی جائے گی۔

(۵) طلبہ کو مفید مشورے دیے جائیں گے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ آسانی کے ساتھ ہر کام سر انجام دے سکیں۔

(۶) ارکین شعبہ ادارۂ ادبیات اردو کی مطبوعات رعایتی قیمت پر خرید سکیں گے تاکہ ان میں کتابیں جمع کرنے کا شوق پیدا ہو اور مطالعہ کا ذوق بھی ترقی پائے۔

(۷) ارکین ادارہ کے کتب خانے سے بھی استفادہ کر سکیں گے۔

(۸) طلبہ کے لئے سیر و تفریح زائد از نصاب مصروفیات میں حصہ لینے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں گے۔

(۹) ارکین شعبہ گرمائی یا دیگر مسلسل تعطیلات میں ملک میں دورہ کریں گے تاکہ اضلاع کے طلبہ کے ساتھ ان کے تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں۔

(۱۰) طلبہ کے محبوب مشاغل کی صحیح تربیت کیلئے انھیں مفید مشورے دئے جائیں گے۔

(۱۱) گرمایا دیگر مسلسل تعطیلات کو بہتر طریقے پر گزارنے کے لئے ان دنوں میں مناسب دلچسپیاں پیدا کی جائیں گی۔

(۱۲) ڈرامے اور معاشرتی جلسے منعقد ہوا کریں گے۔

(۱۳) ارکین شعبہ ادارۂ ادبیات اردو کی ہر دلچسپی میں برابر کے شریک رہیں گے۔

(۱۴) ارکین کو ترغیب دی جائے گی کہ دیہات سدھار یا اسی قسم کی اور تحریکات میں حصہ لیں۔

جلسۂ عطائے اسناد و انعامات

دوشنبہ ۱۸ر ڈسمبر چار بجے دارالبلد باغ عامہ میں ادارے کا عطائے اسناد و انعامات کا جلسۂ عام زیر صدارت ہز ہائینس جنرل والا شان ڈاکٹر شہزادۂ اعظم جاہ بہادر ولیعہد دولت آصفیہ و سرپرست اعلیٰ ادارۂ ادبیات اردو منعقد ہوا۔ چار بجے سے قبل ہی اسناد و انعام حاصل کرنے والے امیدواران بلدہ و اضلاع نیز علمی دلچسپی رکھنے والوں کی ایک کافی تعداد ٹاؤن ہال میں جمع ہوگئی۔ بالائی منزل پر پردہ نشین خواتین کی نشست کا انتظام تھا۔ ٹھیک ساڑھے چار بجے شہزادۂ ولیعہد اور ہز ہائینس شہزادی درشہوار کی رونق افروزی پر آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر ادارہ، مولوی سید علی اکبر صاحب صدر مجلس اردو امتحانات، ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد ادارہ اور ادارے کے مختلف شعبوں کے معتمدین نے استقبال کی عزت حاصل کی۔ ویر ہائینس کے موٹر سے اترتے ہی ایک گروپ فوٹو لیا گیا۔ مہمانوں میں جو علم دوست مرد اور خواتین شامل تھے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر بی اے امیر پائیگاہ، آنریبل راجہ دھرم کرن بہادر صدر المہام تعمیرات، نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر، نواب بہادر یار جنگ بہادر، نواب صمد یار جنگ بہادر، نواب ممتاز یار الدولہ بہادر، نواب ناظر یار جنگ بہادر، مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری معتمد سیاسیات، مولوی محمد عبدالرحمن خاں صاحب سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ، مولوی الیاس برنی صاحب ناظم دارالترجمہ، خان بہادر سید احمد صاحب پرنسپل آرٹس اسکول، مولوی قاضی زین العابدین صاحب ناظم آبکاری، نواب میر باسط علی خاں صاحب ناظم عدالت خفیفہ، مولوی عظیم الدین احمد صاحب سابق ناظم کروڑگیری، نجیب اشرف صاحب ندوی پروفیسر اردو بمبئی، مولوی سید شاہ محمد صاحب معتمد اقبال اکیڈیمی لاہور، مسٹر سری کشن بیرسٹر، مولانا تمنا عمادی پھلواروی، پرنسپل سید محمد اعظم صاحب، مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب، کرنل نذیر الاسلام خاں صاحب، کرنل میاں بشیر صاحب، پروفیسر ہارون خاں صاحب شروانی، ڈاکٹر داس صدر شعبہ حیوانیات، مولوی فیض الدین صاحب صدر مہتمم تعلیمات بلدہ، مولوی محمد عثمان صاحب صدر مہتمم تعلیمات اورنگ آباد، ڈاکٹر سید حسین صاحب پرنسپل جامعہ عثمانیہ، مولوی ظہیر الدین احمد صاحب نائب معتمد فینانس، مولوی کریم اللہ خاں صاحب مددگار ناظم معلومات عامہ، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی صاحب، ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب، ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب، پروفیسر فضل حق صاحب، پروفیسر حمید صدیقی صاحب، ڈاکٹر کلیم اللہ حسینی صاحب، مولوی خواجہ محمد احمد صاحب مددگار ناظم آثار قدیمہ، مولوی مظہر اللہ صاحب مددگار پرنسپل جامعہ عثمانیہ، مولوی ابوالحسن صاحب مہتمم آبکاری بلدہ، مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب مددگار ناظم رجسٹریشن، مولوی عزیز احمد صاحب سکریٹری شہزادی برار، نواب سعادت علی صاحب رضوی، مولوی سید بادشاہ حسین صاحب، مولوی فیض محمد صاحب صدیقی، پروفیسر عبدالباری صاحب، پروفیسر لطیف احمد صاحب فاروقی، پروفیسر عبدالقادر صاحب، مولوی سید ابو محمد صاحب، مولوی سید محمد صاحب، اور دیگر پروفیسران عثمانیہ کالج، نظام کالج، ٹریننگ کالج وسٹی کالج وغیرہ۔

مسز رستم جنگ بہادر، مسز ہمایوں مرزا، مسز پلے، مس پدمجا نائیڈو، نور النساء بیگم صاحبہ پرنسپل زنانہ ہائی اسکول۔ زہرہ بیگم صاحبہ وغیرہ۔

حضرت والا شان شہزادۂ اعظم بہادر کے کرسئ صدارت پر فائز ہوتے ہی جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مولوی سید علی اکبر صاحب نے منجانب ادارہ صدر جلسہ اور شہزادی صاحبہ کا خیر مقدم کرنے کے بعد ۱۹۴۳ء کے اردو امتحانات کی روداد سنائی جس کے بعد حضرت والا شان ولیعہد بہادر نے اپنا خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا جس کو محکمۂ لاسلکی حیدرآباد کی جانب سے ریکارڈ کیا گیا اور اسی روز رات میں نو بج کر بیس منٹ پر ریڈیو اسٹیشن سے خبروں کے بعد نشر کیا گیا۔ شہزادۂ والا شان کے ہر جملے پر حاضرین کی تالیوں سے ٹاؤن ہال گونج رہا تھا۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر نے اپنی تقریر میں ادارہ ادبیات اردو کی خدمات کا تعارف کراتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا کہ آنریبل راجہ دھرم کرن بہادر نے ادارے کو ایک ہزار روپے کا عطیہ دے کر اس کی سرپرستی قبول فرمائی۔ آخر میں نواب صاحب نے بحیثیت صدر ادارہ شہزادی صاحبہ سے استدعا کی کہ اسناد اور انعامات تقسیم فرمائیں جس کو شہزادی صاحبہ نے بڑی مسرت سے قبول کیا اور جملہ امیدواروں کو اپنے دست مبارک سے تمغے اور اسناد عطا فرمائیں۔ بعض نہایت مسن امیدواروں کو اردو دانی کی اسناد دیتے وقت شہزادی صاحبہ نے خاص طور پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ آخر میں ڈاکٹر زور صاحب معتمد ادارہ نے ہر ہائینس اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کے بعد تمام مہمان عصرانہ میں مصروف ہوئے جو ٹاؤن ہال کی گیلری میں ترتیب دیا گیا تھا۔

ادارے کے اغراض و مقاصد

(۱) اردو زبان و ادب کی توسیع اور حفاظت۔

(۲) سرزمین دکن میں اردو زبان اور ادب کا صحیح ذوق پیدا کرنا۔

(۳) ملک کے نوجوانوں میں انشا پردازی اور شاعری کا ذوق پیدا کرنا اور تصنیف و تالیف میں رہبری اور مدد کرنا۔

(۴) عوام میں اردو کی تعلیم اور مطالعہ کا شوق پیدا کرنا اور اس کے لئے ضروری وسائل اختیار کرنا۔

(۵) اردو کو مختلف علوم و فنون سے روشناس کرنا۔

(۶) تاریخ دکن کی خدمت اور ملک کے تاریخی اور ادبی آثار کی حفاظت۔

(۷) ایک ایسا مکمل کتب خانہ قائم کرنا جس میں اردو کی بالعموم اور خاص طور پر دکن کی تمام تحریریں اور آثار محفوظ ہو سکیں، اور جس کا ایک حصہ ناشر کے لئے وقف رہے گا۔

قواعد رکنیت ادارہ

۱۔ سرپرست وہ ہوں گے جو ایک ہزار روپے یکمشت یا ایک سو روپے سالانہ ادارہ کو عطا فرمائیں۔ ان کی خدمت میں تمام مطبوعات ادارہ بلا قیمت پیش کی جائیں گی۔

۲۔ معاون وہ ہوں گے جو ڈھائی سو روپے یکمشت یا پچیس روپے سالانہ ادارہ کو عطا فرمائیں۔ ان کو سال بسال مطبوعات ادارہ بلا قیمت دی جائیں گی۔

۳۔ رکن دوامی وہ ہوں گے جو از روئے قواعد بالا ادارہ کے سرپرست یا معاون ہوں یا جو ادارہ کو پچاس روپے یکمشت عطا کریں گے۔ ان کو سال بسال ادارہ کی مطبوعات و رسائل تین چوتھائی قیمت پر دیئے جائیں گے۔

۴۔ رکن الف وہ ہوں گے جو ساٹھ روپے سالانہ دیں۔ ان کو سال بسال ادارہ کی مطبوعات تین چوتھائی قیمت پر رسالہ سب رس بلا قیمت دیا جائے گا۔

۵۔ رکن ب وہ ہوں گے جو چار روپے سالانہ دیں گے۔ ان کو سال بسال ادارہ کی مطبوعات بارہ فیصد کمی قیمت پر یا طلبا اور کمپوں کا سب رس بلا قیمت دیا جائے گا۔

۶۔ رفیق وہ ہوں گے جن کی علمی و ادبی خدمات مستند سمجھی گئی ہوں، یا جو ادارہ کے علمی و ادبی کاموں میں غیر معمولی حصہ لے رہے ہوں، جس کے اعتراف میں مجلس انتظامی ان کو رفیق منتخب کرے گی۔

خیر مقدم و روئداد شعبۂ اردو امتحانات

یہ روئداد اس جلسۂ عطائے اسناد میں سنائی گئی جو ۱۲ ڈسمبر ۱۹۴۲ء کو بصدارت ہز ہائنس
حضرت والاشان شہزادۂ اعظم جاہ بہادر بمقام ٹاؤن ہال باغ عامہ منعقد ہوا۔

میں اس امر کو اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتا ہوں کہ ادارۂ ادبیات اردو کے شعبۂ امتحانات کے صدر کی حیثیت سے اس کے امتحانات کے تیسرے جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات میں آپ سب خواتین و حضرات کا خیر مقدم کروں۔ ادارۂ ادبیات اردو اور اس کے ارباب کار آج اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے کہ اس کے سرپرست اعلیٰ اور دودمان آصفی کے چشم و چراغ حضرت شہزادہ جنرل والاشان اعظم جاہ بہادر ہز ہائنس دی پرنس آف برار اس جلسہ کی صدارت فرما رہے ہیں۔ ہز ہائنس نے بہ حیثیت سپہ سالار افواج باقاعدہ سرکار عالی جو نمایاں کام انجام دیئے ہیں ان سے آپ سب حضرات بخوبی واقف ہیں۔ گزشتہ چند سال کے عرصہ میں فوج کی جو تنظیم اور اصلاح ہوئی ہے وہ جنرل والاشان ہی کی رہنمائی اور دلچسپی کی رہین منت ہے جن کی مساعی جمیلہ کا یہ نتیجہ ہے کہ میدان جنگ میں حیدرآبادی سپاہی سرخروئی حاصل کر رہے ہیں۔ ہز ہائنس کی دلچسپیاں اور مساعی صرف فوج تک محدود نہیں ہیں بلکہ ملک کی ہر جہتی ترقی ہز ہائنس کے ہمیشہ پیش نظر رہتی ہے اور ہز ہائنس علمی تحریکات کی سرپرستی کرنے میں کبھی دریغ نہیں فرماتے جس کا ثبوت حضرت والاشان نے اس جلسہ کی صدارت کو شرف قبولیت عطا فرما کر دیا ہے۔

۱۹۴۲ء کے ساتھ ادارہ کی زندگی کا بارہواں سال ختم ہو رہا ہے اور یہ مدت انفرادی زندگیوں میں تو شاید کوئی بڑی مدت سمجھی جا سکے لیکن قوموں اور اداروں کی زندگی میں اس کو نہایت قلیل سمجھا جائے گا۔ اس اثناء میں اس ادارہ نے جو کچھ کام انجام دیا ہے وہ حضرت والاشان ولیعہد سلطنت آصفیہ کی سرپرستی کا نتیجہ ہے۔ آج سے تقریباً ۵ سال قبل جب حضرت والاشان نے اس ادارہ کا سرپرست اعلیٰ ہونا قبول فرمایا تھا اس وقت اس کی شہرت و افادیت اتنی وسیع نہیں تھی جتنی کہ اب ہے۔ یہ محض اس نسبت کا نتیجہ ہے جو اس ادارہ کو حضرت والاشان کے ساتھ خوش قسمتی سے حاصل ہے۔

ہر ہائنس پرنسس آف برار کی خدمت میں بھی ہم ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں کہ شہزادی صاحبہ نے آج کے جلسہ میں رونق افروز ہو کر ہماری عزت اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ حیدرآباد کے طبقۂ اناث کی سماجی اور تعلیمی تحریکات کو ہر ہائنس کی دلچسپی اور سرپرستی نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اردو سے ہر ہائنس کو جو دلچسپی ہے اور اس کی اہمیت کا آپ کو جو احساس ہے وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد تشریف لاتے ہی آپ نے نہ صرف اردو میں گفتگو کرنے بلکہ لکھنے پڑھنے میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ شہزادی صاحبہ حیدرآباد کی تعلیم یافتہ خواتین کی صحیح معنوں میں رہنما ہیں چنانچہ ہر ہائنس کی رہنمائی میں پرنسس آف برار سول ڈیفنس کور جو خدمات انجام دے رہی ہے وہ اپنی آپ نظیر ہیں۔

مرحوم سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر کو ادارۂ ادبیات اردو کی سرگرمیوں سے خاص دلچسپی تھی اور انھوں نے اس کے پہلے جلسۂ تقسیم اسناد کی صدارت فرمائی تھی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے موجودہ صدر اعظم ہز اکسلنسی کرنل حافظ سر احمد سعید خاں بہادر نواب چھتاری کو بھی جب سے کہ آپ نے ادارہ کے کاروبار اور تاریخی ذخیرہ کا معاینہ فرمایا ہے اس کے ساتھ ایک خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور از راہ علم دوستی شروع سے اس ادارے کی سرپرستی قبول فرمائی۔

آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر اس ادارے کے صدر ہیں اور ادارۂ ادبیاتِ اردو نے گزشتہ بارہ سال میں جو ترقی کی ہے اس میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ نہ صرف ماہر تعلیم بلکہ اردو کے ادیب بھی ہیں اور صرف اردو ہی نہیں بلکہ انگریزی، فارسی اور عربی ادب پر بھی حاوی ہیں ملک کی شاید ہی کوئی ایسی تعلیمی یا علمی تحریک ہوگی خواہ وہ سرکاری ہو خواہ غیر سرکاری جس کی ترقی میں آپ کی اعانت کو دخل نہ ہو۔ ادارہ کو آپ سے بہتر رہنما نہیں مل سکتا جملہ اہل اردو کی طرف سے نواب مہدی یار جنگ بہادر مستحق مبارک باد ہیں کہ ان کی ذاتی نگرانی اور توجہ کی بدولت ادارے نے ایسے وسائل اختیار کئے ہیں کہ جن کی وجہ سے ممالک محروسہ کے دور دراز کے اضلاع کے علاوہ اطراف واکناف کے صوبہ جات میں بھی اردو کی نشر و اشاعت سرعت کے ساتھ عمل میں آرہی ہے۔

اس تابناک دورِ ہمایونی کا سب سے زیادہ درخشاں اور عظیم الشان کارنامہ جامعہ عثمانیہ کا قیام ہے۔ اس کے وجود میں آنے تک ایک اجنبی زبان ذریعہ تعلیم تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ بہت کم افراد ملک جدید علوم و فنون سیکھ سکتے تھے اور گنتی کے چند ہی مہارت حاصل کر سکتے تھے اور ان کو بھی اپنی زبان پر اتنا عبور نہیں ہوتا تھا کہ وہ ملک میں علم کی اشاعت میں کوئی نمایاں حصہ لے سکیں وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی جو اپنی زبان کے متعلق احساس کمتری رکھتی ہو۔ جامعہ عثمانیہ قائم فرما کر بندگان عالی اعلیٰحضرت سلطان العلوم نے ملک اور قوم کی ترقی میں اس رکاوٹ کو دور فرما دیا جو اس احساس کمتری کے باعث پیش آرہی تھی۔ اعلیٰحضرت سلطان الشعراء نے جو اقلیم سخن کے بھی شہنشاہ ہیں اردو کو نہ صرف اس بلند مرتبہ پر فائز فرما دیا جس کی وہ مستحق تھی بلکہ علوم و فنون کے خزانے بھی اس میں منتقل فرما کر اس زبان کو بڑی وسعت عطا فرمائی جس کی وجہ سے ملک کے ہر گوشہ میں ایک علمی فضا پیدا ہوگئی۔ اردو کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اردو یا ہندوستانی کے باشندگان ہند کی مشترک زبان ہونے کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ اقطاع عالم کی نشرگاہوں سے جو بات بھی ہندوستان کو سنانے کے لئے کہی جاتی ہے وہ اردو ہی میں ہوا کرتی ہے۔

اردو ہندوستان کے کسی خاص صوبہ یا فرقہ کی زبان نہیں ہے بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل جول سے اس نے جنم لیا ہے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد آنجہانی نے ایک حقیقت کا اظہار کیا جب انھوں نے ایک موقع پر یہ فرمایا کہ "اردو زبان ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی ہندو مسلم اتحاد کی یادگار ہے اور جس قدر اسے فروغ ہوگا اسی قدر ان دونوں قوموں کی یک جہتی کا باعث ہوگا۔"

اس مشترک زبان کی مزید اشاعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو سلیس اور عام فہم بنایا جائے اور اس کو فارسی ترکیبوں اور عربی و سنسکرت و ہندی کے غیر مانوس اور غیر ضروری الفاظ کے بوجھ سے ہلکا کیا جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دفتری زبان کی اصلاح کی جانب بھی پوری توجہ اور کوشش کی جائے ممالک محروسہ سرکار عالی میں پہلے دفتری زبان فارسی تھی یہی وجہ ہے کہ اب تک سرکاری مراسلت میں فارسی الفاظ اور ترکیبوں کی بہتات پائی جاتی ہے۔ اس کا ایک نمونہ آپ حضرات کی دلچسپی کے لئے میں پیش کرتا ہوں۔

"بنظر واقعات مذکورۃ الصدر و بلاحظہ حالات مسطورہ مترشح و مبرہن ہوگا کہ در ہیولا بجہت گرانی شرح اجناس و ضیق حالات بسر برد اس امر کی شدید ترین ضرورت داعی ہے کہ ملازمان و متوسلان علاقہ جات سرکاری کے مواجب و مشاہرات کے شرح جات جاریہ میں بنظر تعمق غور و خوض کر کے ان کے معیار کو اس تناسب سے بلند کیا جائے کہ وہ اپنی بسر برد اور سرکاری کاروبار کے انصرام و انصرام میں کما ینبغی انہماک قائم رکھ سکیں"

اس ادارے نے ۱۹۳۸ء کے اواخر میں تعلیم بالغان کی ضرورت کو محسوس کر کے اردو امتحانات کا ایک خاکہ تیار کیا۔ ان امتحانات کا اہم مقصد یہ ہے کہ جہالت کو دور کر کے علم کی روشنی کو پھیلایا جائے۔ قوم کے نونہالوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے تو عام طور پر انتظامات کئے جاتے ہیں لیکن بڑی عمر کے

ایسے لوگوں یا نوجوانوں کے لیے جو کسی جامعہ یا سرکاری اداروں میں اردو کی تعلیم سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے یا ایسے اصحاب کے لئے جو دوسرے مضامین کے تعلیم یافتہ یا سند یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن اردو ادب سے بخوبی واقف نہیں ہیں اردو کی تعلیم کا کوئی منظم انتظام نہ تھا۔ اسی طرح ایسی خواتین کے ذوق علم کو سیراب کرنے کے کوئی مواقع موجود نہ تھے جو تعلیمی زندگی کی عمر سے آگے بڑھ چکی ہوں اور سرکاری مدارس سے استفادہ کرنے کی قابل نہ رہی ہوں۔ ہماری اکثر خواتین ایسی بھی ہیں جنہوں نے خانگی طور پر اچھی لیاقت حاصل کی ہے لیکن اپنے ٹھیک تعلیمی معیار سے واقف نہیں اور اس طرح اس خود اعتمادی سے محروم ہیں جو امتحان دینے اور سند حاصل کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اس اہم مقصد کے پیش نظر ادارۂ ادبیات اردو نے اپنے دوسرے شعبوں کے ساتھ اردو امتحانات کا ایک شعبہ آغاز ۱۹۳۹ء سے قائم کیا جس کے پہلے امتحانات ۱۹۴۰ء میں منعقد ہوئے۔ اس شعبہ کا کام ایک مجلس انتظامی کے سپرد ہے جس کی صدارت کا مجھے فخر حاصل ہے۔ یہ شعبہ مقررہ قواعد و ضوابط کے تحت امتحانات لیتا ہے اور کامیاب امیدواروں کو ادارہ کی طرف سے سندیں اور امتیاز کے ساتھ کامیاب ہونے والوں کو انعامات عطا کرتا ہے۔ ان امتحانوں میں ہر فرد بلا امتیاز مذہب و ملت و جنس شریک ہو سکتا ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب تک جتنے امتحان ہوئے ہیں ان میں صرف اردو بولنے والے ہی نہیں بلکہ غیر اردو داں افراد بھی خاصی تعداد میں شریک رہے ہیں۔

ادارہ نے مختلف مقامات پر اپنے مقررہ نصاب کی تعلیم کا انتظام کیا ہے اور اضلاع اور دیہات میں ادارہ کی شاخیں یہ کام حسن و خوبی انجام دے رہی ہیں۔ درسی انتظام کے علاوہ امتحانات کے سلسلے میں ایسی عام فہم تقریروں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے جو ادارہ کے نصاب کے مطابق ہوتی ہیں اور جن سے امتحانات کے امیدواروں کے علاوہ عام لوگ بھی یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں۔

مجلس امتحانات میں متعدد ماہرین تعلیم مسلم الثبوت اساتذہ اور سرگرم قومی کارکن شامل ہیں۔ اس مجلس نے بڑی کد و کاوش سے مختلف درجے کے امتحان قائم کئے۔ ان کے لئے معیاری اور جدید طرز کا نصاب اور نصابی ضرورتوں کے مطابق ایک درجن کے قریب کتابیں مرتب کرائیں۔ اس مجلس کا کام یہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ موقع بہ موقع حسب ضرورت نصابی کتب میں تغیر و تبدل، ہر سال کے ممتحنین اور پرچوں کے مبصرین کا انتخاب، مرکز کی نگرانی غرض جملہ امور اسی مجلس میں طے ہوتے ہیں۔ یہاں اس واقعہ کا اظہار ضروری ہے کہ ان اردو امتحانات کے لئے ممتحنوں کا انتخاب خاص معیار اور احتیاط سے کیا جاتا ہے اور اس امر کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے کہ ہر امتحان کے تقریباً نصف ممتحن بیرون ممالک محروسہ کے علماء اور اساتذہ ہوں۔

ادارہ کی طرف سے فی الحال ۶ امتحان لئے جاتے ہیں۔

۱۔ اردو دانی۔ ۲۔ اردو زبان دانی۔ ۳۔ اردو عالم۔ ۴۔ اردو فاضل۔ ۵۔ خوشنویسی۔ ۶۔ خطاطی و کتابت۔

آخری دو امتحان اردو ادب کی خاطر خواہ ترقی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ خوش نویسی ہمارے یہاں ایک ایسا شریف فن تھا جو ترقی کرتے کرتے مصوری اور نقاشی کے رتبہ کو پہنچ چکا تھا لیکن کچھ عرصے سے اس میں ایسا انحطاط پیدا ہوا کہ خوش نویس اور خطاط معدوم ہونے لگے اور اردو زبان کی کتابوں میں وہ دیدہ زیبی اور خوش اسلوبی باقی نہ رہی جو ایک شائستہ اور ترقی یافتہ زبان کے شایان شان ہے۔

اردو زباندانی کا امتحان اسی سال پہلی دفعہ قائم ہوا ہے اور اس امر کا اظہار میرے لئے موجب مسرت ہے کہ اس کے قیام کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جن لوگوں نے ادارہ کے مساعی سے اردو لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا ان میں علم کی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد آگے بڑھنے کی فطرتی طور پر خواہش پیدا ہوئی اور ادارہ کے دفتر میں ایسے بیسیوں خطوط وصول ہوئے جن میں استدعا کی گئی کہ ایک ایسا امتحان بھی قائم کیا جائے جو اردو دانی

کامیاب لوگوں کے پڑھنے لکھنے کے شوق میں اضافہ کا باعث ہو۔ اس بڑھتے ہوئے شوق کو پیش نظر رکھ کر اردو زبان دانی کا اس سال پہلی دفعہ امتحان لیا گیا اور بڑی مسرت کا مقام ہے کہ اس میں ان امیدواروں میں سے اکثروں نے شرکت کی جنھوں نے گزشتہ سالوں میں اردو دانی کا امتحان کامیاب کیا تھا۔

صرف یہ ایک واقعہ ہمارے مقصد کی تکمیل کی گواہی دیتا ہے۔ ادارہ کے شعبۂ امتحانات کے کام میں اب تک جو کچھ بھی کامیابی ہوئی ہے وہ اس لیے بھی اہمیت زیادہ اہم معلوم ہوتی ہے کہ ان امتحانوں کی شرکت کرنے والے شہر حیدرآباد سے زیادہ اضلاع اور چھوٹے چھوٹے دیہات کے باشندوں کے دلوں میں موجزن ہیں۔ شہر میں تو یوں بھی تعلیم و تعلم کے مختلف ذرائع موجود ہیں اور یہاں تعلیم یافتہ آبادی کا تناسب نسبتاً زیادہ ہے۔ اصل ضرورت دیہات اور دور دراز کے مقامات کو علم کی روشنی سے منور کرنے کی تھی اور یہی ضرورت پوری ہو رہی ہے چنانچہ اس سال جو تقریباً (۱۴۰۰) امیدوار ان امتحانات میں شریک تھے ان میں سے شہر حیدرآباد سے شریک ہونے والوں کی تعداد (۲۲۵) تھی اور بقیہ (۱۱۷۵) امیدوار اضلاع اور دیہات ہی سے شریک ہوئے تھے جن میں زیادہ تر تعداد کسانوں، چرواہوں اور طبقہ ادنیٰ کے ملازمین کی تھی۔

ادارے کے جو اعلیٰ امتحانات ہیں ان کے نصاب کی ترتیب کے وقت اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا کہ محض ادبی معلومات ہی پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ ایسے مضامین بھی شریک نصاب کیے گئے جو زندگی کے سنوارنے اور بصیرت کے وسیع کرنے اور عمل کی طرف راغب کرنے کا باعث ہیں۔ اردو دانی اور اردو عالم کے امتحانوں میں ایسے مختلف اختیاری پرچے رکھے گئے ہیں جن سے امیدواروں کو اپنی طبیعت اور ذوق کے مضامین کے انتخاب کرنے میں بڑی سہولت ہو گئی ہے۔ امور خانہ داری، شہری (؟) و بچی معلومات، کنڑی، تلنگی، اور مرہٹی میں ترجمہ، ٹائپ، خوش نویسی، مختصر نویسی، دفتری معلومات جیسے مضامین کو شریک کر کے ان امتحانات کی افادیت میں خاص طور پر اضافہ کیا گیا ہے۔ جامعات کی بڑی بڑی سندیں رکھنے والے امیدوار بھی اکثر دفتروں میں ناکام ثابت ہوتے ہیں اور چونکہ اکثر و بیشتر نوجوان محض ملازمت ہی کی خاطر تعلیم پاتے ہیں اس لیے ادارے نے اپنے امتحان اردو عالم میں دفتری معلومات کو بھی ایک اختیاری مضمون کے طور پر شریک کیا ہے اور اس کے لیے مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس نائب معتمد فینانس و رکن مجلس انتظامی اردو امتحانات سے دفتری معلومات سے متعلق ایک کتاب مرتب کرا کے شائع کی ہے۔ اس طرح دوسرے مضمونوں مثلاً امور خانہ داری عروض و بلاغت تاریخ ادب اردو و تبصرے سے متعلق بھی اس مجلس نے خاص کتابیں مرتب کرائی ہیں۔

اس سلسلے میں ان کتابوں کا تذکرہ خاص طور پر ضروری ہے جو تعلیم بالغاں کے لیے مولوی محمد سجاد مرزا صاحب کی نگرانی میں لکھوائی گئی ہیں اردو میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لیے تو مختلف قاعدے موجود ہیں لیکن کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو بالغوں کو اردو سکھانے کے کام آتی۔ اصول تعلیم کے لحاظ سے بچوں اور بالغوں کی درسی ضروریات بالکل مختلف ہیں ہمارا ادارہ خوش قسمت ہے کہ مولوی سجاد مرزا صاحب جیسے ماہر تعلیم نے ہماری خواہش پر اردو دانی کی پہلی اور دوسری اپنی خاص نگرانی میں مرتب کرائی ہیں یہ دونوں کتابیں بالتصویر شائع ہوئی ہیں اور ادارہ کے ابتدائی امتحان کے علاوہ صوبہ بمبئی اور ریاست میسور میں بھی ان کو تعلیم بالغان کے نصاب کے لیے خاص طور پر مفید اور کامیاب تسلیم کیا گیا ہے۔

سالِ حال شرکا کی تعداد میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے گزشتہ سال ۷۷۶ شرکا تمام امتحانوں میں شریک ہوئے تھے۔ اس سال (۱۳۲۴) یعنی (۶۴۷) امیدوار زیادہ شریک ہوئے۔ اب میں ادارہ کے امتحانوں کے نتائج گوش گزار کرتا ہوں۔

نام امتحان	شریک	کامیاب	نتیجہ
اردو دانی	۸۴۹	۶۵۵	۷۸ فیصد

اردو زباندانی	۲۲۷	۹۸	۴۳ فیصد	بحیثیت مجموعی نتیجہ (۶۷) فیصد رہا۔
خوش نویسی	۸	۲	۲۵ "	
اردو عالم	۱۹۵	۱۰۰	۵۱ "	
اردو فاضل	۵۵	۳۴	۶۲ "	
جملہ	۱۳۲۴	۸۸۹	۰	

گزشتہ سال ادارہ کی کوششوں سے (۵۳۴) اشخاص نے اردو لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ اس سال (۵۵۶) ان پڑھ زیور علم سے آراستہ ہوئے ان اعداد سے ظاہر ہے کہ ادارے کا شعبۂ امتحانات علاوہ علمی خدمت کے ناخواندگی کو دور کرنے میں قابل قدر خدمت انجام دے رہا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی غیر ضروری نہیں کہ پہلے سال صرف (۸) مرکزوں میں امتحان لئے گئے تھے اور سال حال (۴۲) مرکزوں کا انتظام کرنا پڑا۔ بلدہ کے مردانہ اور مرکز نسوان کے علاوہ دور دراز کے اضلاع اور دیہات کے جملہ مرکزوں کو ادارہ کی طرف سے ایک ایک صدر نگرانکار روانہ کئے گئے جن کے ساتھ مہر زدہ پیکٹوں میں سوالات کے پرچے اور جوابی بیاضات بھیجے گئے۔ ہر مرکز کے انتظامات وہاں کی مقامی شاخوں نے اطمینان بخش طور پر کئے تھے۔ جملہ نگرانکار صاحبین اور مرکزوں کے انتظام میں مدد دینے والے اصحاب کا نام بنام شکریہ ادا کرنے کا یہ موقع نہیں ہے تاہم یہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ بعض نگرانکاروں کو اپنے مرکزوں تک پہنچنے میں بارش کی شدت اور راستے کی خرابی کی وجہ سے بڑی دقتیں پیش آئیں لیکن اس کے باوجود انھوں نے وقت پر پہنچنا اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

ان امتحانات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کی فیس بہت قلیل یعنی (عہ) (عاں) اور زیادہ سے زیادہ (اھ) رکھی گئی ہیں جن کی وجہ سے غریب سے غریب لوگ ان میں شریک ہوسکتے ہیں ابتدا ریں ان سے ادارہ کو اتنی آمدنی نہ ہوئی کہ معمولی اخراجات کی تکمیل ہوسکے ہمیں بڑی مسرت ہے کہ بعض دردمند اصحاب نے ان کی افادیت کے پیش نظر اپنے عطیوں کے ذریعے سے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹایا چنانچہ اس سال بھی حسب ذیل پانچ اصحاب نے اس کے سلسلے میں پچاس پچاس روپیے عطا فرمائے ہیں جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب، پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی، مولوی ظہیر الدین احمد صاحب، مولوی کمال رضا صاحب اور ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور۔

ان رقمی عطیوں کے علاوہ ان طلائی اور نقرئی تمغوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو آج عطا کئے جائیں گے۔ طلائی تمغوں میں آنریبل سر عقیل جنگ بہادر اور آنریبل سید عبدالعزیز صاحب کے تمغے خاص کر قابل ذکر ہیں جو اردو فاضل اور اردو عالم کے امتحانوں میں اول آنے والے امیدواروں کو دیے جارہے ہیں۔ اردو فاضل میں طبقۂ اناث سے جو امیدوارہ اول آئی ہیں ان کو مخدومہ سکینہ بیگم صاحبہ نے طیبہ بیگم طلائی تمغہ عطا کیا ہے جو کل کے اجلاس شعبۂ نسوان میں عطا کیا جائے گا۔ اس سال (۲۵) نقرئی تمغے دیے جارہے ہیں جو ہر ایک امتحان میں اول آنے والے امیدواروں کے علاوہ ہر مرکز سے بہ امتیاز کامیاب ہونے والے امیدواروں کو ادارہ کے علاوہ مختلف مقامی علم دوست اصحاب نے عطا کئے ہیں۔ ان سب معطیین کے نام تمغوں پر کندہ کرا دیے گئے ہیں اور بوقت تقسیم ان کا اعلان ہوگا اس لئے یہاں ان کی فہرست سنانے کی جگہ ان سب کا منجانب مجلس امتحانات شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ادارۂ ادبیات اردو کے بانی اور روحِ رواں ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ نے ادارہ میں شعبۂ امتحانات کا اضافہ کرکے ایک بڑی تعلیمی اور علمی خدمت انجام دی ہے۔ آپ کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ ملک کے نوجوانوں کو اردو اور اس طرح قوم کی خدمت کے لئے تیار کرتے ہیں جس عمدگی سے آپ نے ادارہ کی تنظیم فرمائی ہے اور جس مستعدی اور انہماک سے آپ اس کے مختلف شعبوں کی نگرانی اور رہبری فرماتے ہیں اس کے لئے آپ تمام اہلِ ملک کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

سیّد علی اکبر

اِدارہ کی شاخوں کے قاعدے اور طرزِ کار

حیدرآباد سے باہر اگر کسی مقام کے اہلِ ذوق اصحاب اردو زبان اور ادب کی توسیع و اشاعت کی خاطر اجتماعی طور پر کوشش کرنا چاہتے ہوں تو ادارۂ ادبیات اردو کے معتمد صاحب اعزازی کے نام پانچ علم دوست اصحاب کے دستخطوں کے ساتھ ایک خط روانہ کریں تاکہ قیامِ شاخ کے لئے اجازت نامہ کا فارم بھیجا جائے۔ اس فارم کو بعد خانہ پری واپس کرنے پر معتمد صاحب مذکور ادارہ کی مجلس انتظامی سے منظوری حاصل کرکے قیامِ شاخ کی اطلاع دیں گے اور اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کریں گے۔

ادارہ کی شاخوں کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) ادارہ کے اردو امتحانات کا چرچا کرنا۔

(۲) امتحانِ زبان دانی کے لئے مفت تعلیم کا انتظام کرنا۔

(۳) اردو عالم اور اردو فاضل کے امتحانات کی تعلیم کے لئے معاوضے کے ساتھ انتظام کرنا۔

(۴) اردو مطالعہ خانہ قایم کرنا۔

(۵) سب رس کے لئے قلمی معاونین اور خریداروں کو فراہم کرنا۔

(۶) ادارہ کے قواعد کے تحت اپنے ارکان بنانا اور جمع شدہ رقم میں سے صرف نصف کی حد تک صدر ادارہ کو روانہ کرنا اور نصف سے اپنی شاخ اور مطالعہ خانہ کے اخراجات کا انتظام کرنا

(۷) شاخیں سب رس کے جو خریدار فراہم کریں گی ان کے چندے کا ایک چوتھائی حصہ ادارے کی طرف سے بطور امداد اخبارات و رسائل کی صورت میں شاخوں کو دیا جائے گا۔

(۸) ہر شاخ کے دارالمطالعہ کے لئے ادارہ کی تمام مطبوعات کا ایک ایک نسخہ نصف قیمت پر دیا جائے گا اور شاخوں کی کوشش سے جس قدر مطبوعات فروخت ہوں گی ان پر کمیشن شاخوں کو دیا جائے گا۔

(۹) ان کے علاوہ شاخوں کے مزید قاعدے و ضوابط وضع ہوئے ہیں جو ادارۂ ادبیات اردو کے ہیں اور اس کے پہلے کتابچے معلومات میں شایع ہو چکے ہیں۔

خطبۂ صدارت
جنرل والاشان ہز ہائینس ڈاکٹر شہزادہ اعظم جاہ بہادر
ولیعہد دولتِ آصفیہ و سرپرستِ اعلیٰ ادارۂ ادبیاتِ اردو

(جس کو ہز ہائینس نے ادارہ کے جلسۂ عطائے اسناد و انعامات میں بتاریخ ۱۲؍ ڈسمبر ۱۹۴۲ء بمقام ٹاؤن ہال باغ عامہ سنایا۔)

ادارۂ ادبیات اردو نے گزشتہ بارہ سال میں جو ترقی کی ہے اور علم کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا ہے اس پر ادارے کے کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجھے بڑی مسرت ہے کہ ایسے وسائل اختیار کئے جارہے ہیں جن کے باعث ممالک محروسہ کے اضلاع میں علم و فن کا فیض رعایا تک پہنچنے میں مزید آسانیاں پیدا ہوجائیں گی۔

یہ خیال نہایت صحیح ہے کہ اردو ہندوستان کے کسی خاص صوبے یا فرقے کی زبان نہیں بلکہ ہندو مسلم طرز گفتگو کا سنگم اور دونوں قوموں کے میل جول کی یادگار ہے۔

مجھے اتفاق ہے کہ اردو کی اشاعت کے لئے ضروری ہے کہ اس کو زیادہ وزنی الفاظ کے بوجھ سے ہلکا کیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ دفتری زبان میں غیر ضروری الفاظ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ مگر تعلیم یافتہ طبقے کی اردو زبان اور خصوصاً گفتگو میں انگریزی الفاظ کی کثرت بھی لائق توجہ ہے اور اس کثرت کی بھی نہایت دلچسپ مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

خواتین کے ذوق علم کی تکمیل کے لئے شعبۂ امتحانات کا اضافہ ہز ہائینس کی خاص مسرت کا باعث ہے۔ نیز بڑی عمر کے لوگوں کے لئے اردو تعلیم کیا انتظام اور جدید طرز کے نصاب اور امتحانات کے لئے موزوں کتابوں کے بغیر کامیابی نہیں ہوسکتی۔ مجھے یہ معلوم ہوکر خوشی ہوئی کہ امتحانوں میں اضلاع کے باشندے کثیر تعداد میں شریک ہورہے ہیں۔ اور تعلیم بالغان کے لئے جو کتابیں شایع ہوئی ہیں وہ صوبۂ بمبئی اور میسور میں بھی وقعت کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ امتحانوں کے مرکزوں میں اضافے سے پایا جاتا ہے کہ ترقی کی رفتار اطمینان بخش ہے۔

حالات حاضرہ میں صرف ادبی معلومات کسی طرح کافی نہیں ہوسکتے اور نصاب میں ایسے مضامین کی شرکت جو علم و عمل کے میدان کے لئے ضروری ہیں نہایت صحیح اقدام ہے۔ اس نمایاں کامیابی سے جو ملک کی علمی خدمت میں ادارے کی سرگرمیوں سے حاصل ہوئی ہز ہائینس کو اور مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

ادارے کے بانی ڈاکٹر سید محی الدین قادری نے ملک کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اور اس اہم کام میں رقمی یا علمی امداد ملک کے شکریہ کی مستحق ہے۔ اعلیٰحضرت سلطان العلوم کے عہد مسعود کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ نونہالانِ قوم اس طرح علم و فن کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔

تقریر بسلسلۂ عطائے اسناد و انعامات ادارہ

(ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام و صدر ادارہ نے ۱۲؍ ڈسمبر ۱۹۴۲ء کو ٹاؤن ہال باغ عامہ میں سنہ ۴۲ء کے کامیاب امیدواران اردو امتحانات کو اسناد و انعامات عطا کرنے کیلئے ہز ہائینس درشہوار شہزادی برار سے استدعا کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔ نواب صاحب کی یہ تقریر محکمہ لاسلکی کی طرف سے ریکارڈ کی گئی اور اسی روز رات میں نشرگاہ سے نشر بھی کی گئی تھی۔

یور ہائینس!

قبل اس کے کہ میں ہز ہائینس پرنسس آف برار سے یہ درخواست کروں کہ وہ برائے مہربانی آج کی اسناد و انعامات تقسیم فرمائیں، صرف ایک آدھ لفظ کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ ادارۂ ادبیات اردو ان بہت ہی شاذ و نادر اداروں میں سے ہے جو خود اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ حیدرآباد میں یہ طریقہ پڑ گیا ہے کہ ہر چھوٹی سی چھوٹی بات کے لئے سرکار سے امداد طلب کی جاتی ہے۔ گویا سرکار ماں بھی ہے اور باپ بھی۔ اور وہ ادارہ جو اپنے آپ کو چھوٹا بچہ سمجھتا ہے جب تک ماں اس کا ہاتھ نہ پکڑے وہ آگے چلنا نہیں چاہتا۔ ادارۂ ادبیات اردو نے اس نظریے کو چھوڑ دیا کہ سرکار ہی ہمارے ماں باپ ہیں بلکہ اس نے اپنی کوششوں سے اپنے آپ کو نہ صرف قایم کیا بلکہ ترقی کر کے اس نوبت پر پہنچ گیا ہے جس نوبت پر کہ وہ آج کل ہے۔ بڑھتے بڑھتے اب اس کی یہ حالت ہے کہ چودہ سو طالب علم اس کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ادارے کے کتب خانہ نے جو صرف چند کتابوں سے ابتدا کی تھی اب اس میں بہت سی نادر قلمی کتابیں بھی موجود ہیں۔

ادارے کی یہ سب ترقیاں صرف چند افراد کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور انہی باتوں سے یہ ادارہ بہت زیادہ قابل عزت ہے۔ اس کے بانی ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور اس کو قایم کرتے وقت سرکار کے دست نگر نہیں ہوئے۔ بلکہ ذاتی اور خانگی عطیوں سے اس کا کام شروع کیا۔ چنانچہ آج بھی میں اس بات کا خوشی سے اعلان کرتا ہوں کہ آنریبل راجہ دھرم کرن بہادر نے ادارے کو ایک ہزار روپے عنایت کئے ہیں۔ ایسی ہی سرپرستیوں کی وجہ سے یہ ادارہ ترقی کر رہا ہے۔

ادارے نے جو اردو امتحان قایم کئے ہیں ان کا فائدہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ جو تعلیم نہ پا سکے یا جن کی عمر زیادہ ہو گئی ہے ان کو اردو کے سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ ان امتحانوں میں ہر قوم کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ابتدا میں ان میں صرف دو سو پچاس امیدوار شریک تھے۔ اور اب چودہ سو نے شرکت کی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اضلاع پر گرم جوشی سے کام کیا جا رہا ہے۔ ہمارے یہاں صرف چودہ اضلاع ہیں۔ مگر اس سال تقریباً پچاس مرکز قایم ہوئے۔ گویا ہر ضلع میں تین مرکزوں کا تناسب رہا۔ ان مرکزوں میں امتحانوں کی تیاری کرائی جاتی ہے اور یہ مرکز اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اردو سیکھیں اور امتحانوں میں شریک ہوں۔ ان امتحانات کے ممتحن اچھے اور مستند لوگ ہیں۔ اور وہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ معیار بلند ہوتا رہے جیسا کہ ناظم صاحب تعلیمات نے اپنی روئداد میں ابھی پڑھ کر سنایا۔ غرض ڈاکٹر زور صاحب نے ادارے میں امتحانات کا شعبہ قائم کر کے ایک مفید کام کا آغاز کیا ہے۔ کسی اور ذریعے سے اردو کی اتنی زیادہ خدمت انجام نہیں پا سکتی جتنی کہ ان امتحانوں کے ذریعہ سے نہایت چپ چاپ اردو کی ترقی ہو رہی ہے۔ زور صاحب نے مختلف موضوعوں پر بہت سی کتابیں بھی چھپوائی ہیں۔ اور ادارے سے وقتاً فوقتاً جو کتابیں چھپتی رہتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے موضوعوں کے علاوہ ان کے لکھنے والے بھی ہر فرقے اور مختلف معیار کے ہیں [illegible] تاکہ ہر قسم کے

لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہے۔ اس جنگ کے زمانے میں کاغذ کی گرانی کی وجہ سے کتابوں کا تیار ہونا مشکل ہوگیا ہے پھر بھی زورؔ صاحب چھپوانے ہی رہتے ہیں۔ ادارے کا سب رس بھی جاری ہے اور وہ بہت ہر دل عزیز ہوتا جا رہا ہے۔ بچوں کے لئے بھی علٰحدہ سب رس پابندی سے نکلتا ہے۔ اب میں ہر ہائینس پرنس آف برار سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سال کے امیدواروں کو اسناد اور تمغے عطا فرمائیں۔

مشاعرہ

دوشنبہ ۱۲ ر ڈسمبر کی رات میں دس بجے سے ادارے کے جلسہ گاہ میں ایک مشاعرہ ترتیب دیا گیا تھا جس کی صدارت آنریبل مولوی غلام محمد صاحب صدرالمہام فینانس نے فرمائی۔ چونکہ صاحب موصوف کسی ضروری مصروفیت کی وجہ سے دیر سے تشریف لائے اس لئے تقریباً ساڑھے دس بجے نواب اصغر یار جنگ بہادر اصغرؔ کی صدارت میں مشاعرہ شروع کر دیا گیا۔ اور بعد کو مولوی غلام محمد صاحب نے اس کی صدارت فرمائی۔ حسب ذیل شعراء نے اپنے کلام سے محظوظ فرمایا۔ حسرتؔ موہانی، صفیؔ اورنگ آبادی، تمناؔ عمادی پھلواروی، حسرتؔ ترمذی، مخدوم محی الدین، عبدالرزاق راشدؔ، رکن الدین وفاؔ، تحسین سروری، علی اشرف، عابد علی سعیدؔ، عطاؔ کلیانوی، نواب ناصر الدین احمد تقی عابدی، حسرتؔ جے پوری، زین العابدین عابدؔ، ابوالحسن قیصرؔ، نواب اصغر یار جنگ بہادر اصغرؔ، نظر حیدرآبادی، محمد حسین آزادؔ، دامودر پنت ذکیؔ، ہتین سہروردی، صابرؔ کوسگوی، مظفر الدین ظفرؔ، انورؔ شاہ آبادی۔

چونکہ مولوی غلام محمد صاحب صدرالمہام فینانس و صدر مشاعرہ رات کے دو بجے کے قریب واپس تشریف لے گئے اور اپنی جگہ مولانا تمناؔ کو صدر مشاعرہ مقرر فرمایا۔ اس لئے تقریباً تین بجے تک مشاعرہ جاری رہا لیکن افسوس ہے کہ بعض شعراء صدر صاحب کے تشریف لے جانے کے ساتھ ہی اٹھ گئے اس لئے ان کے کلام سے محظوظ ہونے کا موقع نہ مل سکا۔

ادارے کی مجلس انتظامی

صدر۔ آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ (کیمبرج) معین امیر جامعۂ عثمانیہ و صدرالمہام تعلیمات۔

نائب صدر۔ مولوی محمد لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی ایس معتمد فینانس۔

اراکین۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے (کنٹب) بی ایس سی آنرز صدر کلیہ بلدہ حیدرآباد۔

〃 مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایچ سی ایس معتمد سیاسیات سرکار عالی۔

〃 مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے (کنٹ) ناظم تعلیمات

〃 مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی استاد تاریخ جامعۂ عثمانیہ۔

〃 مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم اے ایل ایل بی صدر شعبہ اردو جامعہ میسور۔

〃 مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی منشی فاضل۔ مددگار ناظم رجسٹریشن بلدہ۔

〃 مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے استاد شعبہ دینیات جامعۂ عثمانیہ

معتمد۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن)

تیسرا اجلاس یعنی ادارے کا سالانہ علمی اجلاس

سہ شنبہ ۲۲ ڈسمبر کو صبح دس بجے ادارے کے جلسہ گاہ میں آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ صدر ادارہ کے زیر صدارت ادارے کا سالانہ علمی جلسہ منعقد ہوا جس میں ادارے کے رفقاء معتمدین شعبہ جات، و دیگر ارباب کار کے علاوہ مختلف علم دوست اصحاب نے شرکت فرمائی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

نواب غوث یار جنگ بہادر، راجہ نرسنگ راج بہادر عالی، مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری، مولوی قاضی زین العابدین صاحب، مولوی ابوالحسن صاحب، مولوی محمد عثمان صاحب، محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ، مولوی سید محمد اعظم صاحب، پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی، مولوی سید علی اکبر صاحب، مولوی عارف الدین حسن صاحب، مولوی ابو محمد صاحب، مولوی عبدالقیوم خاں صاحب باقی، مولوی سید محمد شاہ صاحب معتمد اقبال اکیڈیمی، پروفیسر ہارون خاں صاحب شروانی، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی صاحب وغیرہ۔

ابتدا میں ڈاکٹر زور صاحب معتمد ادارہ نے سال ۱۹۴۲ء کی مصروفیات ادارہ پر ایک تبصرہ کیا۔ مولانا تمنا عمادی پھلواروی نے بعنوان اردو میں قرآن شریف ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب میر مجلس پائیگاہ نے قدیم اقوام کی تعلیم پر ایک پر از معلومات تقریر کی۔ پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے بی ای ایس نے اردو کے مسائل پر بلیغ انداز میں نظر ڈالی۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے اقبال کی تعلیم کو وضاحت سے بیان کیا۔ مولوی غازی معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی معتمد شاخ اورنگ آباد نے اشاعت اردو کے وسائل پیش کئے۔ آخر میں محترم صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں جملہ تقریروں پر تبصرہ کرتے ہوئے ادارہ ادبیات اردو کی خدمات اور خصوصیات پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اس تقریر کے اقتباسات آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

اختتام جلسہ سے قبل ڈاکٹر زور صاحب معتمد ادارہ نے صدر و حاضرین جلسہ کے علاوہ ان تمام اصحاب و خواتین کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے ادارے کے کاموں اور جلسوں کے انتظام میں مدد کی تھی اور مجلس انتظامی کے تصفیے کے مطابق ادارے کے ان جدید رفقاء کا اعلان کیا جو سنہ ۱۹۴۲ء میں ادارے کے رفیق منتخب کئے گئے۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس امر کی وضاحت کی کہ ادارہ ہر سال ایسے چند اصحاب کو اپنا رفیق منتخب کرتا ہے جن کی علمی و ادبی خدمات مستند سمجھی گئی ہوں یا جو ادارے کے علمی و ادبی کاموں میں غیر معمولی حصہ لے رہے ہوں جس کے اعتراف میں مجلس انتظامی ان کو اپنا رفیق منتخب کرتی ہے۔ اس سال اس مجلس نے حسب ذیل اصحاب کو ان کی علمی و عملی خصوصیات کے پیش نظر ادارے کا رفیق منتخب کیا ہے۔

۱۔ مولوی قاضی زین العابدین صاحب عابد ایچ سی ایس ناظم آبکاری

۲۔ مولوی سید بادشاہ حسین صاحب معتمد اردو انسائیکلوپیڈیا۔

۳۔ ،، عارف الدین حسن صاحب ڈویژنل افسر اورنگ آباد۔

۴۔ ،، ضامن علی صاحب غازی کنٹراکٹر

۵۔ ،، خواجہ حمید الدین صاحب شاہد بی اے مدیر سب رس۔

دیگر رفقائے ادارہ

اس سے قبل ادارے نے جن اصحاب علم و عمل کو ادارے کا رفیق منتخب کیا تھا ان کے نام چونکہ گزشتہ اور پیوستہ سال کی مطبوعہ روئدادوں میں شائع نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے یہاں تاریخ وار ترتیب کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

سنہ ۱۹۳۵ء

۱۔ ڈاکٹر محمد رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے کینٹب پی ایچ ڈی۔ لائپ زگ۔
۲۔ " میر ولی الدین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔
۳۔ " قاری کلیم اللہ حسینی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی لندن
۴۔ " امیر علی خاں صاحب پی ایچ ڈی۔

سنہ ۱۹۳۶ء

۵۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے معتمد شعبۂ شعرا و مصنفین دکن۔
۶۔ مولوی سید محمد اکبر صاحب وفا قانی بی اے ایل ایل وکیل۔

سنہ ۱۹۳۷ء

۷۔ نواب محمد ظہیر الدین خاں ظہیر یار جنگ بہادر بی اے۔
۸۔ مولوی میر حسن صاحب ایم اے معتمد شعبۂ ادب اطفال۔
۹۔ مولوی مخدوم محی الدین صاحب ایم اے۔

سنہ ۱۹۳۸ء

۱۰۔ نواب میر سعادت علی صاحب [illegible] ایم اے معتمد شعبۂ تنقید۔
۱۱۔ مولوی میر سکندر علی صاحب وجد بی اے ایچ سی ایس۔
۱۲۔ مسٹر راگھویندر راؤ صاحب جذب وکیل عالمپور۔

سنہ ۱۹۳۹ء

۱۳۔ محترمہ لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم اے رکن انتظامی شعبۂ نسوان
۱۴۔ " جہاں بانو بیگم صاحبہ " " "
۱۵۔ مسٹر مہندر راج سکسینہ ایم ایس سی رکن انتظامی شعبۂ سائنس
۱۶۔ صاحبزادہ میر محمد علی خان میکش مدیر سب رس۔

سنہ ۱۹۴۰ء

۱۷۔ سر شیخ عبدالقادر بی اے بیرسٹر ایٹ لا۔
۱۸۔ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی۔
۱۹۔ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے آئی ای ایس۔
۲۰۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسوان
۲۱۔ پروفیسر فضل حق صاحب ایم اے رکن انتظامی شعبۂ تالیف و ترجمہ۔
۲۲۔ مولوی ضیاء الدین صاحب انصاری ایم اے۔ پی ایچ ڈی آنرز معتمد شعبۂ زبان۔
۲۳۔ مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے۔ ایچ سی ایس معتمد شعبۂ تالیف و ترجمہ

سنہ ۱۹۴۱ء

۲۴۔ ڈاکٹر حکیم راحت اللہ خاں صاحب ایم اے ڈی فل (آکسن) معتمد شعبۂ زبان۔
۲۵۔ مولوی شیخ محمد صدیقی صاحب بی اے ایم اے معتمد اردو انسائیکلوپیڈیا۔

۲۶۔ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ صدر شعبۂ نسوان
۲۷۔ " بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر شریک معتمد شعبۂ نسوان

تبصرہ

(ادارۂ ادبیات اردو کی ۱۹۴۳ء کی مصروفیتوں پر)

(ادارے کے اس سالانہ اجلاس میں پڑھا گیا جو ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔)

اس مہینے ادارۂ ادبیات اردو کی زندگی کا بارہواں سال ختم ہوا ہے۔ اس اثناء میں عام اجتماعی اور انفرادی زندگیوں کی طرح اس ادارے نے بھی کئی نشیب و فراز دیکھے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ ایک ہونہار کی طرح برابر پروان چڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی بقا اور نشوونما میں اس کے صدر آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر کی ذاتی دلچسپی کو خاص دخل ہے۔ یہ ادارہ بے حد خوش قسمت ہے کہ اس کی نوعمری ہی میں نواب صاحب جیسے علم دوست نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور بام ترقی کی طرف بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

ادارۂ ادبیات اردو اعلیٰحضرت سلطان العلوم شہریار دکن و برار کے عہد میمنت مہد کی علمی و ادبی ترقیوں کا خاص آئینہ دار ہے۔ اس نے اپنی مختصر سی عمر میں اس امر کو واضح کر دیا کہ دکن کا یہ زریں عہد جہاں سرکاری فیاضیوں اور وسیع رفاہی محکموں کے ذریعہ سے رعایا کی فلاح و بہبود کی عملی کوششوں کو سکھا رہا ہے خود اس ملک کے بسنے والوں کے دلوں میں بھی اس نے زندگی اور زندہ دلی کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ چنانچہ اب اہل ملک اس قابل ہوتے جا رہے ہیں کہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو سکیں، اور خانگی ذرائع سے ایسے ایسے کام انجام دے سکیں جن کو شاہی خزانے اور بڑی بڑی حکومتیں ہی تکمیل کو پہنچاتی رہی ہیں۔

اس ادارے نے اپنی محدود بساط کے ساتھ جو کام شروع کیے ہیں ان کا تذکرہ کرنا اپنی تعریف آپ کرنا ہے۔ لیکن اس موقع پر چند حقائق کا اظہار ضروری ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ ادارے نے جو کچھ کیا وہ ہرگز نہ کر سکتا اگر ہز ہائینس جنرل ڈاکٹر والا شان شہزادہ اعظم جاہ بہادر اس کے سرپرست اعلیٰ اور عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر، سر اکبر حیدری، نواز جنگ مرحوم اور ان کے بعد ہز ایکسلنسی کرنل حافظ ڈاکٹر سر محمد احمد سعید خاں بہادر نواب چھتاری جیسی باوقار اور علم دوست ہستیاں اس کی سرپرست نہ ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادارے کی سرگرمیاں ہر سال بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ابھی تو اس نے عنفوان شباب میں قدم رکھا ہے۔ آگے بڑی بڑی منزلوں سے گزرنا ہے اور نہ معلوم کتنے ہفت خواں اس کو طے کرنے پڑیں گے۔ تاہم اس عمر میں باوجود بعض شدید مخالفتوں کے اس نے جو توانائی اور ہمت پیدا کر لی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ اس کے قدم کٹھن سے کٹھن آزمائش کے وقت بھی نہ ڈگمگائیں گے۔

۱۹۴۳ء میں جنگ کی پریشانیوں نے قومی اور انفرادی دونوں طرح کی زندگیوں کو بری طرح متاثر کیا ہے اور اس اثر سے کوئی قوم، کوئی حکومت اور کوئی ادارہ نہ بچ سکا۔ ادارۂ ادبیات اردو [illegible] اس کا اثر پڑنا ضروری تھا، چنانچہ اس کی مطبوعات کی وہ رفتار باقی نہ رہ سکی جو گزشتہ چند سالوں میں پیدا ہو چکی تھی [illegible] کاغذ کی گرانی اور کمیابی کی وجہ سے اگرچہ ادارے کو اشاعت کا کام ایک حد تک کم کرنا پڑا [illegible] اور ان کے علاوہ اسی سال نو (۹) کتابیں بھی ادارے نے شائع کیں [illegible] ادارے کے جوان سال اور مستعد [illegible] ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور [illegible] شائع کیا ہے۔

[illegible]

اور خاص کر شعبۂ اردو امتحانات نے تو حیرت ناک طریقے پر اپنی کارکردگی میں اضافہ کیا۔ اس شعبہ کی روئداد کل آپ صاحبین اس کے فاضل صدر مولوی سید علی اکبر صاحب سے سن چکے ہیں۔ یہاں میں اس میں اس واقعہ کا اضافہ کروں گا کہ اردو امتحانات جیسی مفید تجویز کو کامیاب بنانے میں مولوی سید علی اکبر صاحب اور شعبہ کے نائب صدر مولوی محمد سجاد مرزا صاحب کی توجہ اور پختہ کارانہ مشوروں کو بڑا دخل ہے۔ ادارے کی مجلس انتظامی کی طرح ان امتحانات کی مجلس ملک کے مشہور ماہرین تعلیم، مستند اساتذہ اور تجربہ کار علم دوستوں پر مشتمل ہے، جن کی مدد سے اردو امتحانات کا نہ صرف معیاری اور عصری نصاب تیار ہو سکا بلکہ تقریباً ایک درجن نصابی کتب بھی مرتب کرا کے شائع کی گئیں۔ ان کے علاوہ ہر سال اندرونی اور بیرونی ریاست کے ممتحنین کے انتخاب میں خاص احتیاط اور معیار کو پیش نظر رکھا گیا۔ ساتھ ہی اس مجلس نے امتحان کے جملہ مرکزوں کے انتظامات کی نگرانی پوری ذمہ داری کے ساتھ کی۔ غرض گزشتہ سالوں میں مجلس امتحانات نے اپنے صدر و نائب صدر کی قیادت میں امتحانات کی ایسی ساکھ قائم کر دی اور اردو دنیا کی اتنی قابل رشک توجہ اپنی طرف منعطف کرائی کہ اب سنا جاتا ہے کہ بعض دوسری انجمنیں بھی اسی قسم کے اردو امتحانات کی تجاویز تیار کرنا چاہتی ہیں۔

اس سال ادارے کے تیسرے سالانہ امتحانات لئے گئے تھے اور یہ واقعہ میرے نزدیک ایک معجزے سے کم نہیں کہ جن امتحانات میں پہلے سال ڈھائی سو امیدوار بھی شریک نہ ہو سکے تھے ان میں سال حال تقریباً چودہ سو امیدواروں نے شرکت کی۔ اور پہلے سال جہاں آٹھ مرکزوں میں امتحان لیا گیا تھا اس سال ادارے کو بیالیس مرکز قائم کرنے پڑے۔

ان امتحانات کے ذریعے سے اردو کی جو ٹھوس خدمت ہو رہی ہے اس کا اظہار تحصیل حاصل ہے۔ وہ لوگ جو کسی وجہ سے مدرسوں میں تعلیم نہ پا سکتے تھے اب گھر بیٹھے زیور علم سے آراستہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور وہ خواتین جو پڑھنے لکھنے سے محروم تھیں یا اپنی قابلیت کے معیار سے ناواقف، وہ ان امتحانات کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ ایک ایسی خود اعتمادی حاصل کرتی جا رہی ہیں جو یقین ہے کہ اردو بولنے والوں کی اور عام خواندہ اشخاص کی آئندہ نسلوں کی صحت مند نشو و نما اور بقا کی ضامن ہوگی۔

ادارے کا ایک دوسرا اہم شعبہ جو اردو انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب واشاعت کا گراں بہا بوجھ اپنے سر پر اٹھائے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ راستے کی دشواریاں اور ہمہ جہتی ذمہ داریاں اس کی ترقی میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ وہ ان کی جملہ صعوبتوں اور پیچیدگیوں سے واقف ہے اور اس کے باوجود کام کئے جا رہا ہے۔ اردو میں ایک انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ یہ جلد تکمیل کو پہنچ سکتا ہے لیکن حسن اتفاق سے اس کام کے لئے ادارہ کو جو مخلص اور سرگرم خدمت گزار حاصل ہو گئے ہیں ان پر ادارہ جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ یہ کام محض دولت اور افراد سے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا وہی لوگ سرانجام کر سکتے ہیں جو بغیر کسی قسم کی لالچ کے اپنے خون اور پانی کو ایک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں ہے جب کہ ادارہ اپنے محدود ذرائع اور تہی سامانی کے اعتراف کے باوجود اس عظیم الشان کتاب کی پہلی جلد اردو دنیا کے آگے پیش کر سکے گا۔ اگرچہ اس سال کے آغاز میں کاغذ کی کمیابی کی وجہ سے اس کام میں کچھ سستی سی پیدا ہوتی نظر آ رہی تھی لیکن اب سرپور پیپر ملز سے معاملت کی وجہ سے یہ رکاوٹ ایک حد تک دور ہو گئی ہے۔ البتہ مناسب ٹائپ کی فراہمی کا مسئلہ اس وقت پیش نظر ہے، جو توقع ہے کہ مستقبل قریب میں حل ہو جائے گا۔

اس سال ادارے کے کتب خانہ میں ایک سو سے زیادہ قلمی نسخوں کا اضافہ ہوا اور تقریباً آٹھ سو مطبوعہ کتابیں بھی حاصل کی گئیں چونکہ ادارے کے کتب خانہ اور نوادر کا ذخیرہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس لئے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کہ اس کی اپنی عمارت کی عدم موجودگی کا

احساس کارکنان ادارہ کو نہ ہوتا ہو۔ اور یہی ایسا سوال ہے جس کا جواب مسلسل کوشش اور متعدد معاونوں کی ہمدردی کے باوجود اب تک نہ مل سکا۔ اور چونکہ ادارے کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ کوئی شایان شان مکان ادارے کے لئے کرایہ پر لیا جا سکے اس لئے فی الحال جملہ بیش بہا نوادر گودام کی شکل میں مختصر کے مکان میں پڑے ہوئے ہیں اور اس طرح ان کی افادی حیثیت کو ضرر پہنچ رہا ہے۔

ہمارا کتب خانہ نواب مرزا سیف علی خاں صاحب ناظم اعزازی کی خاموش کاوشوں سے اب قدیم اور جدید سے جدید قلمی و مطبوعہ کتابوں اور رسالوں کا ایک ایسا گنجینہ بن گیا ہے جس پر کوئی بڑے سے بڑا سرکاری علمی ادارہ بھی بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ اس کتب خانہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی جملہ کتابیں رسائل اور اخبارات حوالے کی کتابوں کے طور پر کتب خانہ ہی میں ہر وقت موجود رہتی ہیں جس کی وجہ سے محققین کو یہاں کبھی عام کتب خانوں کی وہ دشواری پیش نہیں آسکتی کہ وقت پر کوئی کتاب نہ ملے۔ حفاظت اور احتیاط کا یہی اہتمام ہے جس کی بنا پر بہت سے علم دوست بزرگوں نے اس کتب خانے کو بیش بہا قلمی نسخوں، مطبوعہ کتابوں، رسالوں اور اخباروں کی جلدیں بطور عطیہ عنایت کی ہیں۔ اس سال کتب و رسائل کے معطیین میں نواب عنایت جنگ بہادر اور مولوی سید محمد تقی صاحب وظیفہ یاب نائب ناظم آبکاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اگر ہر سال اس قسم کے دو چار ہی گراں بہا عطیے مل جایا کریں تو یہ کتب خانہ قابل رشک ترقی کر جائے گا۔

ارباب ادارہ نے آج سے بارہ سال قبل جن حقیر رقمی عطیوں اور منکسرانہ خیالات کے ساتھ اس ادارے کی بنا ڈالی تھی ان کے لحاظ سے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ادارے کے کاروبار اور اثرات اتنے وسیع اور دور رس ثابت ہو سکیں گے۔ حیدرآباد کے ایک چھوٹے سے محلہ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں جس کام کو شروع کیا گیا تھا وہ اب ہندوستان کی وسیع پہنائیوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور خاص کر ممالک محروسۂ آصفیہ کے اکثر اضلاع و دیہات کے علاوہ صوبہ بہار، صوبہ سرحد، صوبہ سندھ، صوبہ بمبئی اور ریاست میسور میں اس کے پرجوش اور مخلص کارکن پیدا ہو چکے ہیں۔ یہی وہ آثار ہیں جن کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اردو کے چند حقیر پروانوں کی روشن کی ہوئی یہ شمع اب بجھ نہ سکے گی بلکہ دیے سے دیا یوں ہی جلتا رہے گا۔

اردو کے جو مخلص خدمت گزار اضلاع اور دیہات میں پیدا ہو چکے ہیں ان کو بعض دفعہ کٹھن آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑ رہا ہے اور بعضوں نے تلخ تجربوں اور ہمت شکن ماحول کے باوجود اس کام کو جس پامردی کے ساتھ جاری رکھا ہے وہ ادارے کے مؤسسوں اور ارباب کار کے لئے زندگی اور سرگرمی کا ایک سبق ہے۔ ان واقعات کی تفصیل میں جانے کا یہاں موقع نہیں ہے لیکن اس امر واقعہ کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ ادارے کے بعض دیہاتی کارکنوں نے اردو کی خدمت گزاری کے سلسلہ میں اس سال جس ایثار کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا ہے اس کے مقابلہ میں ادارے کے بانیوں کا خلوص و ایثار اب کم وقعت نظر آنے لگا ہے۔ ہمیں سب سے بڑھ کر اس امر کا اطمینان ہے کہ کسی سرکاری مدد کا انتظار یا قومی چندہ جمع کئے بغیر آج سے بارہ سال قبل عملی کام کی جو بنیاد رکھی گئی تھی اس کو بطور ایک روایت کے ادارے کی جملہ شاخوں نے برقرار رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر خوشی اس بات کی ہے کہ ایسی سرگرم عمل شاخوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے چنانچہ یہ سال نئی شاخوں کے قیام کے لحاظ سے بھی بہت کامیاب ثابت ہوا۔ اور صرف گیارہ مہینوں کے اندر چھبیس نئے مقامات پر اردو کا کام کرنے والے مرکز قائم ہوئے۔ یہ تعداد اس لئے قابل ذکر ہے کہ ۱۳۴۱ھ کے آخر تک صرف چھبیس مقامات ہی پر ادارے کی شاخیں قائم ہوئیں اب ان کی تعداد پچاس سے متجاوز ہو گئی ہے۔ اس معتدبہ ترقی کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض پرانی شاخوں کے معتمدین اور خود مرکزی ادارے کے ارباب کار نے اس سال کے دوران میں دور دراز کے مختلف مقامات کی زحمت سفر گوارا کی اور وہاں کے لوگوں کو تبادلۂ خیال کے ذریعہ سے اردو کی خدمت پر آمادہ کیا۔ اسی مقصد کے پیش نظر آئندہ سال کے لائحہ عمل

میں کبھی نئے نئے مقامات کے سفر کو ارباب ادارہ نے خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ یہ کام بہت پہلے ہی شروع کر دیا جاتا لیکن مرکزی ادارے کی گوناگوں مصروفیتوں اور انتظامات نے اس کا موقع نہ دیا۔ اب تقریباً جملہ تجاویز مستحکم ہو چکی ہیں اور وقت آچکا ہے کہ بیرونِ شہر کے تشنہ کامانِ اردو کی سیرابی کے اسباب مہیا کئے جائیں۔

اس تبصرے کو ختم کرنے سے پہلے آئندہ سال کے نظام العمل میں جن خاص مطبوعات کی اشاعت پیشِ نظر ہے ان کی طرف اشارہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بعض کتابیں ایسی ہیں جن کی اشاعت ۱۹۴۲ء کے ختم تک ہو جانی چاہیئے تھی، لیکن کاغذ کی کم یابی کی وجہ سے اب تک طباعت کا جامہ نہ پہن سکیں، اور بعض کتابیں ایسی ہیں جو اواخر سال میں بغرض اشاعت وصول ہوئی ہیں۔ ان سب کو آئندہ سال شایع کرنے کی کوشش کی جائے گی بشرطیکہ طباعت و اشاعت کے وسائل موافق مرام ہوں۔ زیرِ طباعت یا زیرِ ترتیب کتابیں کس نوعیت اور پائے کی ہیں ان کا اندازہ اس فہرست سے ہو سکے گا۔

۱۔ ہندوستانی تمدن، از ڈاکٹر ایشور ناتھ صاحب ٹوپا۔
۲۔ تاریخ ادبیاتِ عربی، از مولوی سید ابو الفضل صاحب ایم اے۔
۳۔ تاثراتِ سفرِ یورپ، از پروفیسر ہارون خاں صاحب شروانی
۴۔ معاشیات، از مولوی ناصر علی صاحب ایم اے۔
۵۔ تاریخ حیدرآباد، از ستگرو پرشاد صاحب ایڈوکیٹ (۱۰ جلدوں میں)
۶۔ روحِ سخن، حضرت جلیل کا جدید دیوان۔
۷۔ حضرت علی اختر کے کلام کا دوسرا مجموعہ۔
۸۔ مکتوباتِ مشاہیر یعنی نواب عماد الملک، عبد الحلیم شرر، حکیم اجمل خاں، اکبر الہ آبادی، پنڈت رتن ناتھ سرشار وغیرہ کے خطوط۔
۹۔ بہمنی سلاطین کی علمی زندگی، مرتبہ راقم۔
۱۰۔ بہمنیوں کا تمدن از پروفیسر مجید صدیقی ایم اے۔ ایل ایل بی۔
۱۱۔ نواب ناصر الدولہ آصفجاہ رابع، از مولوی مراد علی طالع۔
۱۲۔ نواب محبوب علیخاں آصفجاہ سادس، از مولوی مراد علی طالع۔
۱۳۔ نواب افضل الدولہ آصفجاہ خامس، از مولوی مراد علی طالع۔
۱۴۔ مرقعِ نثر، مرتبہ عظیم الدین محبت ایم اے۔
۱۵۔ مرقعِ سخن جلد سوم، مرتبہ سعادت علی رضوی صاحب ایم اے۔

یہ تو وہ کتابیں ہیں جن کے مسودے مکمل ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ادارے کے مختلف شعبوں کی طرف سے جو کتابیں لکھی جا رہی ہیں ان کی تعداد بہت کافی ہے۔ خاص کر شعبۂ ادبیاتِ اطفال محترمہ رفیہ بیگم صاحبہ ایم اے (مسز زین یار جنگ بہادر) کی صدارت میں بچوں کے لئے مفید معلومات کی دلچسپ اور باتصویر مطبوعات کے سلسلے قایم کر کے متعدد کتابیں تیار کرا رہا ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ توقع ہے کہ اردو انسائیکلو پیڈیا کی پہلی جلد بھی آئندہ سال شایع ہو کر منظرِ عام پر آسکے گی۔ ساتھ ہی ڈاکٹر انور اقبال قریشی صاحب کی یہ تجویز ہے کہ وہ ختم سال تک اردو میں ایک مکمل معاشیاتی انسائیکلو پیڈیا بغرض اشاعت مرتب کرا سکیں گے۔ اگر یہ مکمل ہو جائے تو اس کی اشاعت بھی ۱۹۴۳ء میں ہو سکے گی۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ ادارہ تجارتی مقاصد کے تحت قایم نہیں کیا گیا ہے اور نہ اس کا کوئی بک ڈپو ہے، تاہم اس کی مطبوعات اوسطاً فروخت ہوتی ہی رہتی ہیں اور ہر سال ان سے اتنی آمدنی ہو جاتی ہے کہ مزید کتابیں شایع ہو سکیں۔ مگر اشاعتِ کتب ہی ہمارا ایک کام نہیں ہے۔ ہمارے پیشِ نظر زبان اور ادب کے کئی مسائل ہیں جن کو ہم خاموشی کے ساتھ حل کرتے جا رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ایسی ٹھوس خدمت انجام دے رہے ہیں جس کے نتائج شاید ابھی ظاہر نہ ہوں لیکن یہ توقع بیجا نہیں کہ اردو کی تاریخ لکھنے والے ان کو محسوس اور قلم بند کر سکیں گے۔

اردو کی خدمت گزاری کی دنیا تنگ نہیں ہے۔ اس کے لئے جتنے زیادہ انفرادی یا اجتماعی خدمت گزار پیدا ہو سکیں اتنا ہی زیادہ مفید ہے۔ اس لئے دوسری مفید انجمنوں کے ساتھ ہم نے کبھی اختلافات پیدا نہ ہونے دیئے اور اس طرح اپنی تعمیری قوتوں کو ضایع کرنا کبھی پسند نہ کیا بلکہ اپنی دنیا آپ پیدا کر لی۔ غرض اہل اردو کے آپس میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کی قوتیں ہمارے اتحاد اور قوت عمل کو کبھی متاثر نہ کر سکیں گی جو لوگ اردو کا سچا درد رکھتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں اس کی خدمت کے ولولے موجزن ہیں انھیں چاہیئے کہ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ہمارے نقائص پر چشم پوشی نہ کریں اور ادارے کی سرگرمیوں کو صحیح اور وسیع نقطۂ نظر سے دیکھنے کی کوشش فرمائیں۔

سید محی الدین قادری زور

مختصر تاریخ ادارہ

سنہ ۱۹۳۱ء کے اوائل میں ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور کی تحریک اور پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری، پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی، مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور پروفیسر عبدالقادر صاحب صدیقی کی تائید سے یہ ادارہ قائم ہوا۔ اور انہی پانچ اصحاب کے عطیوں سے اس نے اپنے جملہ امور کا آغاز کیا۔ اور اپنی مالی استواری کی بنیاد حکومت کی امداد یا عام چندوں کے انتظار اور بھروسے پر نہیں رکھی بلکہ بڑی حد تک خود مکتفی بننے کی کوشش کی۔

جب ادارے کی مصروفیتیں بڑھ گئیں اور متعدد کتابیں شایع ہو چکیں تو سنہ ۱۹۳۷ء میں اس نے اپنا ایک ترجمان شایع کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء سے ماہنامہ سب رس صاحبزادہ میر محمد علی خاں صاحب میکش کی ادارت اور راقم الحروف کے اہتمام سے شایع ہونا شروع ہو گیا جو بحمد اللہ اس وقت تمام ہندوستان میں مقبول ہے۔ بعد کو دو اور ماہنامے یعنی بچوں کا سب رس اور سب رس معلومات بھی شایع ہونے لگے جن میں سے پہلا مستقل طور پر شایع ہوتا ہے۔ اور موخر الذکر کو دو سال بعد سب رس ہی میں ضم کر دیا گیا۔

اگسٹ سنہ ۱۹۳۸ء میں ادارہ نے اپنی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر اپنے کام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا۔

اس طرح مختلف مکاتیب خیال اور نقاط نگاہ کے علما و فضلا کا ادارہ کے کاموں میں تعاون حاصل ہو گیا کیونکہ ہر شعبے میں متعدد اصحاب کمال شریک ہیں اور حسب ضرورت ان شعبوں کے اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں۔

جولائی سنہ ۱۹۴۳ء میں ادارہ کا پہلا کتابچہ معلومات شایع ہوا اس کے بعد ستمبر سنہ ۱۹۴۳ء میں ادارہ کی تفصیلی "سرگذشت" جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے راقم الحروف نے مرتب کر کے شایع کی۔ نومبر سنہ ۱۹۴۱ء میں انگریزی زبان میں ادارہ کی ایک مختصر تاریخ شایع کی گئی۔

جنوری سنہ ۱۹۴۲ء میں ایک کتابچہ معلومات موسومہ "ادارہ سنہ ۱۹۴۱ء میں" شایع ہوا اور اوائل جنوری سنہ ۱۹۴۳ء میں بھی ایسی ہی کتاب سنہ ۱۹۴۲ء کے [illegible] چھپی جو ادارہ کی مصروفیات کی آئینہ دار ہے۔ ادارہ کے ان عام کتابچوں کے علاوہ مختلف شعبوں مثلاً اردو امتحانات، اردو انسائیکلوپیڈیا کے متعلق بھی معلوماتی کتابچے حسب ضرورت کئی بار شایع ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۹۳۸ء سے ادارے کی شاخیں ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع و دیہات میں قائم ہونی شروع ہوئیں اور اس وقت تو ممالک محروسہ سے باہر بھی ادارہ کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔

صدارتی تقریر

(ادارہ کے اس سالانہ علمی اجلاس میں جو ۲۲ دسمبر روز شنبہ منعقد ہوا تھا نواب مہدی یار جنگ بہادر نے جو صدارتی تقریر فرمائی تھی اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

معزز حاضرین جلسہ!

پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی کے ذمہ ایک مقالہ کیا گیا تھا "اردو کے مسائل"۔ جس کے سلسلے میں انھوں نے عذرات کا ایک دفتر کھول دیا کہ کیوں انہیں ان مسائل کو بیان نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں عذرات و براہین کا دفتر کھول دوں کہ کیوں تحریری خطبہ نہ پڑھنا چاہیے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے اجتماع کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہم سب باہمی مشاورت سے مل جل کر کام کریں۔ رسمی تقریروں اور خطبوں سے وہ بات پیدا نہیں ہو سکتی جو مشاورت سے ہوتی ہے۔ اس لئے میں غیر رسمی طور پر آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔

حضرات۔ الحمد للہ کہ آپ کی کوششوں کے بارہ سال ختم ہوئے۔ اس زمانہ میں کیا کام ہوا ہے اس کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے جبکہ آپ ادارہ کے مکان میں ادارہ کا معائنہ کریں۔ یہاں نادر علمی کتابیں اور دوسرا تاریخی ذخیرہ بڑی جد و جہد اور محنت سے جمع کیا گیا ہے۔ میں اب تک میر کو اردو کا شاعر سمجھتا تھا مگر ادارہ کے کتبخانہ میں مجھے اس کا ایک فارسی دیوان بھی نظر آیا جو خود اس کی زندگی میں لکھا گیا تھا۔

ادارہ نے مختلف مضامین پر بہت سی کتابیں شائع کی ہیں۔ اور اس طرح سے اردو زبان پر ایک احسان عظیم کیا ہے مگر یہ اس کا کل سرمایہ نہیں ہے۔ اصل سرمایہ یہ ہے کہ سیکڑوں آدمیوں کو کچھ نہ کچھ لکھا پڑھا بنا دیا۔ اور اس طرح ایک طرف زبان پر احسان کیا تو دوسری طرف ملک پر بھی۔ اس کی کوششیں سیاسی آئین کی

نہیں ہیں۔ اس کے اغراض بالکل علمی ہیں۔ اردو ہندوستان کی ایک مشترک زبان ہے اسکا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ لوگ اس کو شوق سے پڑھتے ہیں چنانچہ کسی نے ان کو مجبور نہیں کیا، دباؤ نہیں ڈالا۔ ادارہ نے صرف امتحان مقرر کر دیئے اور ان میں شریک ہونے والوں کی تعداد روز افزوں ہوتی جارہی ہے۔ اور ہر قوم کے لوگ ان میں شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح اردو کے مصنفین میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی شریک ہیں۔ چنانچہ آج میں نے ادارہ کی زیر طبع کتابوں کی فہرست میں دیکھا کہ حیدرآباد کی ایک مبسوط تاریخ ایک ہندو مصنف دس جلدوں میں لکھ رہے ہیں۔

ادارہ میں کتابوں کا ذخیرہ تو آپ نے دیکھا ہوگا جس کو محی الدین صاحب قادری زور نے بڑی دقت سے جمع کیا اور بڑی تکلیف سے رکھے ہوئے ہیں۔ اپنے مکان کو وقف کر دیا ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک مستقل مکان اس کے لئے فراہم کیا جائے۔ ہم سب کا فریضہ ہے کہ تاریخی نمائش اور کتابوں کے لئے ایک علحدہ عمارت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس میں ہم کو ضرور کامیابی ہوگی۔ ہماری کوششوں میں برکت اس لئے ہوتی ہے کہ ان میں خلوص ہوتا ہے۔ اگر ہم مکان کیلئے بھی پر خلوص کوشش کریں تو یہ کام بھی پورا ہو جائے گا۔

محی الدین صاحب کے خلوص کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ کام خود ہی نہیں کرتے بلکہ دوسروں سے بھی کام لیتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی ذاتی غرض ہو تو وہ دوسروں کو کام کرنے کے مواقع نہیں دیتا لیکن زور صاحب نے جس کسی نے بھی کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی اس سے بیدریغ کام لیا اور خوب کام لیا۔ ورنہ ایک شخص کہاں تک کام کر سکتا ہے۔

آج کی تقریریں اچھی رہیں .... خدا ہم کو یہ توفیق عطا کرے کہ خاموش کام کریں اور حضرت زور صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اس کا صلہ یہی ہے کہ ہم ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔

ہمارا ادارہ ایسا ہے کہ بغیر پٹرول کے چل سکتا ہے مگر بغیر کاغذ کے نہیں چل سکتا۔ کاغذ کی کمیابی کے باوجود ہم نے بہت کام کیا ہے ایک زمانہ تھا کہ ہڈیوں وغیرہ پر آیتیں تک لکھی جاتی تھیں اس لحاظ سے ان ناساز گار حالات میں ہم کو اپنا کام نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ہم میں ہمت ہے اور اس کے ساتھ ہی خدا کی توفیق بھی ہے کہ ہم کام کرتے چلے جا رہے ہیں۔

مشاورتی اجلاس اور طہرانہ

ادارے کے ارباب کار اور شاخوں کے نمائندوں کا مشترکہ اجلاس دوشنبہ ۲۲ ڈسمبر ۴۲ء کو تین بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں پیش کرنے کے لئے مختلف شاخوں اور ہمدردانِ ادارہ نے جو تحریکات روانہ فرمائی تھیں، ان پر غور و خوض کیا گیا اور ان میں سے جتنی انتظامی امور سے متعلق تھیں ان کو متعلقہ شعبوں اور کمیٹیوں میں پیش کرنے کے لئے علٰحدہ کر دیا گیا۔ بقیہ تحریکوں پر کافی تبادلۂ خیال اور مباحث کے بعد حسب ذیل امور طے پائے۔

۱۔ ادارے کے سالانہ امتحانات اس سال ۸، ۹ اور ۱۰ ار مہر ۱۳۵۲ف م ۱۵، ۱۶، ۱۷ ار اگست ۱۹۴۳ء کو لئے جائیں۔

۲۔ ہر شاخ اس امر کی کوشش کرے کہ اس کے تحت دوران سال ۴۳ء میں کتب خانہ اور دارالمطالعہ قائم ہو اور آئندہ سالانہ اجلاس تک ادارے کی جملہ شاخوں کے کتب خانوں سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد اور نوعیت سے متعلق معلومات دفتر ادارہ کو روانہ کی جائیں۔

۳۔ ہر شاخ اس امر کی کوشش کرے گی کہ باضابطہ طور پر اراکین بنانے کی مہم شروع کرے تاکہ ادارے کے ہمدردوں اور اردو کے بہی خواہوں میں اضافہ ہو۔

۴۔ چونکہ اس سال بعض شاخوں نے اس امر پر اصرار کیا کہ ان کی طرف سے دو سے زیادہ نمائندے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے آنا چاہتے ہیں اور مرکزی ادارے نے صرف دو نمائندوں کی اجازت دی تھی اس لئے یہ مسئلہ پیش ہوا اور طے پایا کہ آئندہ سے ہر شاخ حسب سابق دو نمائندے بغیر کسی فیس کے بھیجے گی اور ان کے علاوہ شاخوں کے توسط سے جتنے بھی نمائندے شریک ہونا چاہیں انہیں فیس شرکت فی کس دو روپیہ ادا کرنے ہوں گے۔

۵۔ ہر سال مختلف مقامات اور خاص کر ان جگہوں پر جہاں ادارے کی شاخیں قائم ہیں یوم اردو منایا جائے۔ یہ تقریب ادارے کے سالانہ اجلاس کے بعد ہی منعقد کی جائے اور اس میں صدر مجلس امتحانات اور معتمد ادارہ کی سالانہ روئدادوں کے علاوہ اردو سے متعلق مفید تقریریں کی جائیں اور ایسے وسائل اختیار کئے جائیں جن سے اردو کی اشاعت اور مقبولیت میں ترقی ہو۔

ان تحریکوں سے متعلقہ مباحث میں اجلاس کے اکثر نمائندوں نے حصہ لیا اور خاص طور پر مولوی عارف الدین حسن صاحب، مولوی نیازی معین الدین صاحب، مولوی محبوب خاں صاحب، مولوی محمد علی خاں صاحب اور نمائندگان داور واڑی۔

گلبرگہ، شاہ آباد، بالا نگر وغیرہ نے تقریریں کیں۔

آخر میں ڈاکٹر زور صاحب معتمد ادارہ نے اختتامی تقریر میں جملہ شرکا کا شکریہ ادا کیا اور اسی طرح تعاون عمل جاری رکھنے اور دیئے سے دیا روشن کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

ظہرانہ

مشاورتی اجلاس سے قبل ڈاکٹر زور صاحب نے اپنی طرف سے جملہ نمائندگان اضلاع اور ارباب ادارہ کو ایک ظہرانے پر مدعو فرمایا تاکہ ادارے کے جملہ ارباب کار ایک دوسرے کے ساتھ ہم طعام ہوں اور دور دراز کے خدمت گزاران اردو کے آپس میں یگانگت پیدا ہو۔ اس ظہرانے میں جملہ نمائندگان اضلاع کے ساتھ ادارے کے صدر عالیجناب ڈاکٹر آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے ڈی لٹ صدر المہام تعلیمات و معین امیر جامعہ عثمانیہ، مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایچ سی ایس معتمد سیاسیات و رکن انتظامی ادارہ، مولوی سید علی اکبر ایم اے کینٹب ناظم تعلیمات و رکن انتظامی ادارہ، مولوی قاضی زین العابدین صاحب ایچ سی ایس ناظم آبکاری و رفیق ادارہ، مولوی عبد القادر صدیقی صاحب ایم اے پروفیسر شعبہ دینیات و رکن انتظامی ادارہ، پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے بی ای ایس پروفیسر اردو جامعہ بمبئی، مولانا تمنا عمادی مجیبی پھلواروی، پروفیسر سید محمد صاحب ایم اے معتمد شعبۂ شعرا و مصنفین دکن، مولوی فہامن علی صاحب نازی رفیق ادارہ، مولوی ابو الحسن صاحب مہتمم آبکاری، مولوی فیض محمد صاحب بی اے ایم ایڈ، مولوی سید بادشاہ حسین صاحب معتمد انسائیکلوپیڈیا اردو وغیرہ نے شرکت فرمائی۔

سالانہ اجلاس شعبۂ نسوان و عصرانہ

سہ شنبہ ۲۲ ڈسمبر ۱۹۴۲ء کی سہ پہر میں ادارے کے شعبۂ نسواں کا سالانہ اجلاس بصدارت محترمہ بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر ادارے کے جلسہ گاہ میں منعقد ہوا۔ تین بجے ہی سے اسناد و انعامات حاصل کرنے والی خواتین بلدہ و اضلاع کی ایک کثیر تعداد جمع ہو چکی تھی ٹھیک چار بجے محترمہ صدر صاحبہ تشریف لائیں جن کا عہدہ داران و ارکان مجلس انتظامی رابعہ بیگم صاحبہ (مسز انوار اللہ صاحب ناظم تعمیرات جامعہ عثمانیہ) صدر شعبہ، سکینہ بیگم صاحبہ (مسز سید رحمت اللہ صاحب بیرسٹر نائب معتمد امور عامہ) معتمد شعبہ، بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر (مسز مرزا صاحب علی صاحب غانی) شریک معتمد شعبہ، بیگم صاحبہ ڈاکٹر زور، لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم اے، بلقیس بانو صاحبہ اردو فاضل عظمت النسا بیگم صاحبہ، مسز عبدالقیوم صاحب انجینیر، مس تصدق فاطمہ غلام پنجتن صاحب وغیرہ نے استقبال کیا۔ جلسے سے قبل ادارے کی طرف سے عصرانہ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں سعید النسا بیگم صاحبہ، وحید النسا بیگم صاحبہ، اقمر النسا بیگم صاحبہ نے ارباب ادارہ کا خاص طور پر ہاتھ بٹایا۔

جلسہ گاہ میں تقریباً دو سو خواتین جمع تھیں جن میں بیگم صاحبہ نواب مہدی یار جنگ بہادر، بیگم صاحبہ نواب صمد یار جنگ بہادر، بیگم صاحبہ نواب غوث یار جنگ بہادر، بیگم صاحبہ ریاض الدین احمد صاحب مرحوم، بیگم صاحبہ مولوی سید محمد تقی صاحب، صغرا بیگم ہمایوں مرزا، بیگم صاحبہ مولوی الیاس برنی صاحب، مسز خواجہ معین الدین انصاری، مسز باسط علی خاں، مسز صوفی ایم اے، بیگم صاحبہ قاضی زین العابدین صاحب، بیگم صاحبہ نواب فیض جنگ بہادر، بیگم صاحبہ کرم اللہ خاں صاحب، بیگم صاحبہ مولوی عبدالرؤف صاحب ایڈوکیٹ، مسز حفیظ اللہ صاحب، بیگم صاحبہ مولوی باقر علی خاں صاحب، مسز سید علی صاحب، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ کی قرأت اور خطبۂ استقبالیہ کے بعد محترمہ بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر نے خطبۂ صدارت سنایا جس کے بعد بلقیس بانو صاحبہ نے بعنوان "اردو کی ترقی کے وسائل" تقریر کی۔ بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر نے نہایت دلچسپ انداز میں اپنی دو پُر اثر نظمیں سنائیں اور لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم اے نے بعنوان "اردو کی ترویج و تعلیم" ایک پُر جوش تقریر کی۔ جس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے اسناد و انعامات تقسیم فرمائے۔ اردو فاضل میں اول آنے والی امیدوارہ محمودہ صدیقی صاحبہ کو "طیبہ بیگم طلائی تمغہ" عطیۂ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسواں عطا کیا گیا۔

جلسہ کے ختم پر جملہ مہمانوں نے ادارۂ ادبیات اردو کے تاریخی ذخیرے اور کتب خانہ کا تفصیل سے معائنہ کیا جو رات میں تقریباً ۸ بجے تک جاری رہا۔ محترمہ بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر نے ادارہ کے کتب خانۂ نسواں کے لیے دو سو روپے عطا فرمائے۔

خطبۂ استقبالیہ

از محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ صدر شعبۂ نسواں ادارۂ ادبیات اردو

محترمہ صدر نشین صاحبہ اور معزز خواتین!

فروغ جلوۂ عید الضحیٰ مبارک ہو

ہر سال اسی طرح سے آپ عید منائیں
اور شعبۂ نسواں بھی کہے عید مبارک

اس خیال سے کہ آپ کے خیر مقدم کے لئے میں آج یہاں پھر کھڑی ہوں مسرت کی جو کیفیت میرے دل پر طاری ہے اس کو الفاظ کے دائرے میں محدود کرنا گویا نگہت گل کو ڈبیا میں بند کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

آپ کی تشریف آوری اسے قدردانِ چشم من! ہمارے لئے حوصلہ پرور اور باعث ہمت افزائی ہے آمد و رفت کی موجودہ دقتوں کے باوجود آپ ہمارے گرد جمع ہو کر شوق علم، ذوق ادب، تعاون عمل اور زبان اردو کے ساتھ جو اپنی سچی دلچسپی کا ثبوت دے رہی ہیں اس کا پرجوش شکریہ قبول فرمائیے۔

عزیز بہنو! شعبۂ نسواں کا یہ چوتھا اجلاس عام ہے بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر نے جس کی صدارت قبول فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائی ہے۔ صاحبہ موصوفہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ علم پرور، عمل دوست، قوم پرست، ورد مند دل اپنے سینہ میں رکھتی ہیں۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ آپ کی شمع معاونت اور چراغ ہدایت کی روشنی میں شعبۂ نسواں اپنی منزل کی کٹھن گھاٹیوں کو آسانی سے طے کرے گا۔ ہم تہ دل سے صاحبہ موصوفہ کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

اب شعبہ کی سالانہ روداد مختصراً آپ کے گوش گزار کرنے کی مسرت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آپ بھی یہ سن کر خوش ہوں گی کہ اس سال الحمد اللہ شعبۂ نسواں نسبتاً زیادہ اطمینان کے ساتھ اپنا کام جاری رکھ سکا۔ مجلس عاملہ کے سہ ماہی اجلاس اور اجلاس موقتی ضرورت کے پیش نظر اپنے وقت پر کامیابی کے ساتھ منعقد ہوتے رہے اور معتمد سکینہ بیگم صاحبہ، شریک معتمد بشیر النساء بیگم صاحبہ کے زیر اہتمام کلیہ متعلقہ معاملات بطریق احسن انجام پائے۔ ہماری گزشتہ مجلس عاملہ میں یہ تجویز بہ اتفاق آرا منظور کی گئی کہ شعبہ کے سہ ماہی اجلاس آئندہ سے مدرسۂ محبوبیہ اور کلیۂ اناث میں باری باری سے ہوا کریں۔ اور یہ اجلاس بزم ادبا کے نام سے موسوم ہوں جہاں جلیل القدر ادیب اور شعرا کا تذکرۂ جمیل کیا جائے ادبی ذوق رکھنے والی خواتین کو اس میں حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے۔

ہمارا بنیادی مقصد یعنی اشاعت اردو مختلف صورتوں میں مسلسل سرگرم عمل رہا۔ تصنیف و تالیف کی حد تک محترمہ لطیف النساء بیگم صاحبہ اور محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ اپنی روزمرہ مصروفیتوں کے باوجود ادب اردو کا حق خدمت ادا کر رہی ہیں۔

نادار غیر مستطیع خواتین اور بچیوں کی تعلیم مدرسہ بالغات اور مدرسہ اطفال کے شکل میں رو بہ عمل ہے۔

مدرسہ بالغات تقریباً چار سال سے قائم ہے۔ اس مدرسہ کی رفتار ترقی امید افزا نظر آتی ہے۔ ہر سال شریک امتحان امیدوار مسبا کامیاب

ہوتی رہیں۔ چنانچہ ۱۳۵۱ف میں (۱۲) امیدوار امتحان میں شریک ہوئیں اور سب کامیاب و بدرجہ امتیاز کامیاب رہیں۔ جن میں دو طالبات کنیز حیدر اور اختر جہاں مرکز میں اول آئیں۔ توقع ہے کہ ۱۳۵۲ف میں یہ مدرسہ زیادہ امیدوار شریک امتحان کرسکے گا۔ سال حال طالبات بالغات کی تعداد پچیس، تیس کے درمیان رہتی ہے۔

قبل ازیں مدرسہ میں ادارہ کا تجویزہ نصاب پڑھایا جاتا تھا اس سال محکمہ تعلیمات کے پیش کردہ نصاب پر تعلیم دی جارہی ہے۔ گزشتہ سال اجلاس عام کے موقع پر میں نے عرض کیا تھا کہ علاوہ مدرسہ بالغات کے ایک مدرسہ اطفال کا افتتاح بھی اسفندار ۱۳۵۰ف میں محلہ اڈک میٹ میں عمل میں آیا ہے۔ اب یہ مدرسہ کافی ترقی کرگیا ہے۔ امیدواروں کی تعداد موجودہ پچاس، پچپن کے مابین تین جماعتوں صغیر، اول و دوم پر مشتمل ہے جو لائق اطمینان حالت سے مصروف کار ہیں۔

ہر دو مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مدنظر میرا مکان جو اب تک تعلیمی مرکز تھا بالکل ناکافی ثابت ہوا۔ اور کرایہ سے مکان لینے کی ضرورت لاحق ہوئی چونکہ معینہ رقم ضروریات مدرسہ کے لئے غیر مکتفی تھی ادارہ ادبیات اردو نے علاوہ (۱۲) سالانہ امداد کے (۱۲) روپیہ سالانہ کے مزید اضافہ سے ہمیں ممنونیت کا موقع دیا۔ اب یہ مدرسہ ادارہ سے ملحق کرلیا گیا ہے۔

مسز قیوم صدر مہتمم نظمیات جامعہ عثمانیہ اور مسز حفیظ اللہ لکچرار جامعہ عثمانیہ اپنی شرکت سے سابقہ چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کرکے تعلیمی کاروبار میں ایک حد تک سہولت پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں جن کے بدل ممنون ہیں۔

ماہ آذر ۱۳۵۱ف سے دونوں مدرسوں کو نئے مکان کے علیحدہ علیحدہ حصوں میں منتقل کردیا گیا ہے۔ دو معلمات، دو کھاچر، دو خادمہ الگ الگ اپنے اپنے کام پر متعین ہیں۔ اس طرح بستی کی چھوٹی بڑی دونوں خواہشمند تعلیم ہستیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں۔

دونوں مدرسوں کے موجودہ مصارف حسب ذیل ہیں۔

دو معلمات فی بندرہ مشاہرہ	۔	سـہ	کرایہ مکان	ـہ	ـہ
دو کھاچر	عـہ	للعـہ	صادر وغیرہ اوسط	ـہ	ـہ
خادمہ و خاکروب	۔	للوعـہ			جملہ للعـہ
ماہانہ کا صرف ہوتا ہے۔ آمد ماہانہ			فیس طالبات تقریباً		عـہ
از ادارہ		للعـہ	رقم چندہ		ـہ
از محکمہ تعلیمات		للوعـہ ۸ر			میزان عـہ ۸ر

کمی کا تکملہ معتمد شعبہ سے بطور قرض رقم لے کر کیا جاتا ہے۔

اس موقع پر مسز واسطی کا ذکر کرنا میں ضروری خیال کرتی ہوں۔ یہ مدرسہ بالغات کی موجودہ معلمہ ہیں۔ سابقہ معلمہ فاطمہ بیگم کی شادی اور رخصت کے موقع پر وسط ۱۳۵۰ف میں ان کا تقرر عمل میں آیا۔ مسز واسطی نے نہایت سرگرمی کے ساتھ اپنے مفوضہ کام کی انجام دہی میں حصہ لیا اور انہیں کے جوش عمل کا نتیجہ تھا کہ سال گزشتہ امیدوار زیادہ تعداد میں شریک امتحان ہوئے اور اچھے درجوں میں کامیابی حاصل کی۔

سال ۱۳۵۱ف کا ایک المناک حسرت انگیز سانحہ جس کی وجہ سے شعبہ نسواں کے احساسات پر زبردست چوٹ پڑی ہے مس جسی نندی مرحومہ کا

بیوقت انتقال ہے افسوس صد افسوس۔

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے　　حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اپنے احساس کی حد تک میں کہہ سکتی ہوں کہ بے شک وہ غنچہ کی مثال تھیں اور پھولوں کی طرح کھل کر اپنے احول کو معطر کرنے کی اہلیت رکھتی تھیں لیکن :- "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

مدرسہ بالغات کی معلم اور طالبات بھی جیسی نقدی کی وفات سے بیحد متاثر ہوئیں اور ایک جلسۂ تعزیت منعقد کر کے ان کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔

معتمد شعبۂ شعبہ کا موازنہ بھی اس موقع پر بتانا چاہتی تھیں لیکن بہ خوف طوالت اس کو ملتوی رکھا گیا اور معتمد صاحبہ سے خواہش کی کہ ماہنامہ سب رس میں مکمل حساب پیش کر دیں تاکہ جن خواتین کو دلچسپی ہو وہ اس کے مطالعہ میں اپنا وقت دیں اور جو نہ چاہیں ان کا وقت محفوظ رہ سکے۔

شعبۂ نسواں کو عالم وجود میں آئے یہ پانچواں سال ہے اس اثنا میں مختلف قسم کے موانعات اور ناموافق حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن بمصداق :- موج خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے　　آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا

شعبہ خاموشی خلوص اور عزم و استقامت کے ساتھ مصروف کار ہے اور آپ کے تعاون کا امیدوار۔

عید قرباں کی مبارک باد میں یہ عرض ہے　　خادمانِ قوم کو ممنونِ احساں کیجئے
اپنا پیسہ اپنی دولت اپنے اوقاتِ عزیز　　خدمتِ اردو میں سب کچھ آپ قرباں کیجئے

اردو کی راج دھانی

از محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر

پھولوں کے رنگ روپ سے زینت چمن کی ہے	تاباں و رخوش آب سے قسمت عدن کی ہے
ہندوستاں میں آج جو عظمت دکن کی ہے	عزت وہی ہے اپنی جو اپنے وطن کی ہے

خوش ہوں کہ اس زمین پہ میں نے جنم لیا!
قدرت نے جس کو علم و امارت سے بھر دیا!

علم و عمل کا راج ہے، دائم بہار ہے	آسودہ حال شہری ہیں، خوش شہریار ہے
اپنی نظیر آپ، یہ اپنا دیار ہے	مالک! ترے کرم سے دکن کا وقار ہے

کیوں ناز ہو نہ ملک کو اس تاجدار پر!
بد نظمیوں کا دور میں جس کے نہیں گزر!

ذہنی تباہیوں سے دکن ہے بچا ہوا	اللہ کی رحمتوں سے ہے گویا بھرا ہوا
حاجت روائیوں سے دلوں میں کھبا ہوا	کل ہند کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا

امن و اماں کے نور سے معمور ہے دکن!
اور کج ادائیوں سے بہت دور ہے دکن!

اہلِ دکن کو شاہ پرستی سے کام ہے	والی یہاں کا، ظلِ الٰہ لا کلام ہے
یکتائے روزگار یہاں کا نظام ہے	پرچم پہ حکمرانی کے اللہ کا نام ہے

آزادیوں میں یاں ہے مذاہب کی پرورش!
تسخیرِ روح و قلب ہے، اس خاک کی کشش!

اس سرزمیں نے کھولے ہیں عقدے قلوب کے	رشتے ملا دیئے ہیں شمال و جنوب کے
سارے نقوش و خدشے مٹے ہیں عیوب کے	اردو یہیں سے ابھری ہے اک بار ڈوب کے

اس دورِ کش مکش میں یہاں اطمینان ہے!
باقی دکن سے عظمتِ ہندوستان ہے!

ہر دم ریاضِ اردو پہ ہے یاں نئی بہار	شاہِ دکن کا فیضِ ہمایوں ہے آبیار
اس دور میں ہوا یہ زمانے پہ آشکار	اردو زباں کا آصفِ سابع ہے تاجدار!

اردو کو ناز "جامعہ عثمانیہ" پہ ہے!
اور جامعہ کو رافتِ سلطانیہ پہ ہے!

دکن کے فنکار سے

از محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر

بن ابر فیض اور زمانے پہ چھائے جا — شاداب قلب وجاں ہو وہ دولت لٹائے جا
اردو کی پیش رفت کا مژدہ سنائے جا — اردو نواز! اردو کو آگے بڑھائے جا

صدیوں سے تذکرہ تری روشن دلی کا ہے!
سب مانتے ہیں یہ کہ تو وارث ولی کا ہے!

تیری نوا سے شعلۂ غم میں سکون ہے — نیرنگیٔ حیات میں تیرا جنون ہے
تیری نگاہ، زخمۂ سازِ فنون ہے — تاریخ کی رگوں میں رواں تیرا خون ہے

اس دورِ کشمکش میں عجب تیری شان ہے
باقی تجھی سے عظمتِ ہندوستان ہے

وابستہ تیرا لحن ہے فطرت کے ساز سے — زندہ ہے زندگی تری سوز و گداز سے
گرما دے بزم کو سخنِ دل نواز سے — سینوں کو جگمگا دے نوا ہائے راز سے

"رہنے دے جستجو میں خیالِ بلند کو!
حیرت میں چھوڑ دیدۂ حکمت پسند کو!"

تیرے تخیلات جو گوہر فشاں نہیں — تیری زباں میں گر تب و تابِ بیاں نہیں
پھر اس سے بڑھ کے قوم کا کوئی زیاں نہیں — تو بھی نہیں، ادب بھی نہیں، اور زباں نہیں

جب یہ نہیں تو شعر سے رشتہ ہی توڑ دے!
پہلو میں دل نہیں تو تڑپنا بھی چھوڑ دے!

خطبۂ صدارت

از

محترمہ بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر

میں ممنون ہوں اراکین شعبۂ نسواں ادارہ ادبیات اردو کی کہ انھوں نے تقسیم اسناد کے لیئے مجھے یاد کیا۔ یقین کیجیئے کہ میں نے آج کے جلسہ کی صدارت محض اس لیئے قبول کی ہے کہ یہ جلسہ عورتوں کی تعلیم سے متعلق ہے جس کو میں وقت کا سب سے اہم سوال سمجھتی ہوں۔

معزز خواتین۔ آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہم زندگی کی دوڑ میں کتنی پیچھے ہیں۔ اس کے اسباب و علل کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے مجھے تو صرف ایک ہی سبب بہت نمایاں نظر آتا ہے اور وہ ہماری جہالت ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جہالت ساری برائیوں کی جڑ ہے اور باور کیجیئے کہ ہماری زندگی میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کا سبب زیادہ تر یہی ہماری جہالت ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ زندگی کی گاڑی ایک صنف کی تیز رفتاری یا ترقی کی وجہ سے منزل مقصود پر نہیں پہونچ سکتی۔ عورت اور مرد دونوں کی مشترکہ کوششوں اور دونوں کی یکجہتی اور ایک دلی سے زندگی بنتی اور سماج سنورتی ہے۔ ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی اور ایک پہیہ سے گاڑی نہیں چلتی۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماں کی گود بچے کا پہلا مکتب ہے اور جدید اصول تعلیم کے لحاظ سے بھی یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بچہ ابتدائی چند سالوں میں جو کچھ سیکھتا ہے وہ نہ صرف دیرپا ہوتا ہے بلکہ زندگی بھر اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اس لیئے اگر نئی پود کو تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ بنانا ہے تو ضروری ہے کہ ماں کو پہلے تعلیم و تربیت سے بہرہ مند کیا جائے، ورنہ یاد رکھیئے کہ ہماری آئندہ نسلوں کا مستقبل غیر یقینی ہے اور اس کا سبب آپ بنیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے ادارۂ ادبیات اردو کا یہ شعبہ سب سے زیادہ اہم نظر آتا ہے اور میں آج آپ سے یہی کہنے آئی ہوں کہ ہم پر آئندہ نسلوں کے مستقبل کا جو بار رکھا گیا ہے اس کو صرف تعلیم اور تربیت یافتہ ہو کر ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ حصول تعلیم کے سلسلہ میں مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ تعلیم کسی قیمت مہنگی نہیں۔ ہم میں سے بہت سے ایسے تھے جو سرکاری مدارس اور سرکاری امتحانات سے کسی نہ کسی وجہ سے استفادہ نہ کر سکتے تھے۔ اس لیئے حصول علم کا شوق ضائع ہو رہا تھا۔ اور بظاہر اس شوق کو پورا کرنے کا کوئی ذریعہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اسی مشکل کو حل کرنے ادارہ ادبیات اردو نے یہ امتحانات قائم کیئے۔ اب اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اس سہولت سے پورا پورا استفادہ کریں۔ خوشی کا مقام ہے کہ ادارہ کی یہ کوشش مشکور ہوئی اور اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ طالبات اور طلبہ دونوں ادارہ کے ان امتحانوں میں ہر سال زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو رہے ہیں۔

فارغ التحصیل طالبات آپ کے ذمہ ایک اہم فرض ہے جس کو میں یاد دلانا ضروری سمجھتی ہوں اور وہ یہ کہ جس طرح آپ نے تعلیم حاصل کی اسی طرح دوسری بہنوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کیجیئے۔ تعلیم پھیلانے سے بہتر نیکی میرے خیال میں کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ جب درس و تدریس کا ذکر آ گیا ہے تو میں چاہتی ہوں کہ اس ضمن میں ایک بات کہتی جاؤں۔ طریقۂ تعلیم میں سختی اور زبردستی بالکل نہ ہونی چاہیئے۔ جبر اور سختی سے تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ محبت اور نرمی ہی بہترین ذرائع ہیں۔ بے موقع نہ ہوگا اگر میں آپ کو دو واقعات اس خصوص میں سناؤں۔ مسجد نبوی میں حسنین علیہ السلام دیکھتے ہیں کہ ایک شخص غلط وضو کر رہا ہے۔ معلم اسلام کے نواسے اور باب العلم کے بیٹے تعلیم دینے کے لیئے آگے بڑھتے ہیں۔

چھوٹے بھائی اس شخص کے ساتھ بیٹھ کر اسی غلط طریقہ پر وضو کرتے ہیں اور بڑے بھائی مداخلت کرتے ہیں کہ یہ طریقہ غلط ہے اور خود صحیح طریقہ پر وضو کر کے بتاتے ہیں کہ اس طرح کرنا چاہیے۔ وہ شخص بیٹھا سب کچھ دیکھتا ہے اور اپنی غلطی محسوس کر کے فوراً اصلاح کر لیتا ہے۔ یہ تھے اخلاق اور یہ تھا طریقہ تعلیم۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام کے حضور میں ایک صحابی اپنے لڑکے کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلعم اس کے لئے میٹھا مضر ہے مگر منع کرنے کے باوجود بھی یہ اسے ترک نہیں کرتا اب آپ ہی اس کو منع فرمائیے۔ حضرت یہ سن کر سکوت اختیار فرماتے ہیں۔ اسی طرح ایک ہفتہ تک وہ صحابی روز عرض کرتے ہیں اور حضرت روز خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک دن وہ صحابی یہ خیال کر کے کہ حضرت شاید کسی مصلحت کی بنا پر منع نہیں فرمانا چاہتے، اپنے لڑکے کو ساتھ نہیں لائے لیکن اسی روز حضرت لڑکے کو یاد فرماتے ہیں صحابی کو تعجب ہوتا ہے کہ آٹھ روز بعد آج کیوں حضرت نے مناسب خیال فرمایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس بات کی نصیحت کرو اس پر پہلے خود عمل کرو اور جب تک ایسا نہ کرو گے کہنے میں تاثیر نہ ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی حضرت نے فرمایا کہ آپ نے آٹھ روز تک خود میٹھا ترک فرمایا اس کے بعد نصیحت کا ارادہ فرمایا۔ یہ ہے علم و عمل کا اشتراک۔

عزیز طالبات۔ اسناد تقسیم کرنے سے پہلے میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے تعلیم حاصل کی۔ اب کوشش کیجئے کہ دوسری بہنیں بھی تعلیم حاصل کریں۔ آپ زندگی کی دوڑ میں شریک ہو چکی ہیں اب دوسروں کو بھی اپنے ساتھ آگے بڑھائیے۔ آپ نے آئندہ نسلوں کی بہتری کا ذمہ لیا۔ اب دوسروں کو بھی اس فرض سے آگاہ کیجئے۔

ادارہ کے شعبۂ نسواں کی مطبوعات

سوتیلی ماں محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ نے اصلاح معاشرت کے اہم پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ سوتیلی ماں اور سوتیلے بچوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کے مفید طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر وہ مرد جو اپنے بچوں کے لئے سوتیلی ماں لانے پر مجبور ہوا ہو اور ہر وہ خاتون جو سوتیلی ماں بن چکی ہو یا بننے والی ہو اور وہ ذی شعور بچے جو سوتیلی ماں کے زیر سایہ آ چکے ہوں خصوصیت کے ساتھ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اپنی زندگیوں اور گھر کی فضا کو خوشگوار بنائیں۔ صفحات ۵۶ چھوٹی تقطیع قیمت صرف ۴؍

رسائل طیبہ محترمہ طیبہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے حیدرآباد میں علم و ادب اور تہذیب و معاشرت کی ترقی و اصلاح میں بڑے بڑے مفید کام کئے ہیں۔ ان کی زندگی کیسی سرگرمیوں اور خلق خدا کے فلاح و بہبود میں گزری اس کا اندازہ مفید اور اخلاقی و اصلاحی مضامین اور تحریروں کے مطالعہ سے ہو سکے گا جو اس مجموعہ "رسائل طیبہ" میں شامل ہیں۔ اس کتاب میں مرحومہ کی تصویر کا عکس بھی شامل ہے۔
اس کتاب کا مطالعہ خواتین کی علمی، سماجی اور مذہبی اصلاح و بہبودی کا ضامن ہوگا۔ ۲۱۲ صفحات قیمت عا؍

من کی بیٹیا ایسی دلچسپ اور کارآمد کتاب اردو ادب میں اب تک نہیں لکھی گئی۔ اس میں جو عملی مشورے پیش کئے گئے ہیں وہ ہزاروں گھروں اور خاندانوں کو تباہی سے بچا لیں گے۔ یہ کتاب شائع ہوتے ہی اس کی اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ... رہتی ہے اور جو ایک وقت پڑھ لیتا ہے وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اس کے مطالعہ کی سفارش کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کا ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے۔ صفحات ۸۰ قیمت مجلد ۸؍
سب کتابیں ادارہ ... سے طلب فرمائیے۔

شکریہ

از

محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر شریک معتمد شعبۂ نسواں

محترمہ صدر! اور معزز حاضرین

مجلس انتظامی شعبۂ نسواں کی جانب سے میں نہایت خلوص کے ساتھ آپ سب کو عید کی مبارک باد، اور اس اجلاس میں شرکت اور تشریف آوری پر ہدیۂ تشکر پیش کرتی ہوں، خصوصاً بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر بطور خاص مستحق شکریہ ہیں کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود اس اجلاس کی صدارت قبول فرما کر شعبۂ نسواں کے اراکین کو ممنونیت کا موقع عطا فرمایا۔

اضلاع کی بہنیں بھی قابل ستائش ہیں کہ انھوں نے عین عید کے زمانے میں گھر دار کو چھوڑ کر اجلاس میں شرکت فرما کر اردو دوستی اور ادارے سے اپنی بے لاگ محبت کا عملی ثبوت دیا ——

ہمیں توقع ہے کہ آج کا یہ اجلاس اور اس علمی اجتماع کی طے شدہ تجاویز اور تحریکیں محض نشستند و گفتند و برخاستند پر ختم نہ ہوں گی، ہمیں توقع ہے کہ آپ کا یہ خلوص اور یہ جوش عمل برقرار رہے گا، بلقین ما نیے کہ شعبۂ نسواں کا مستقبل آپ کے تعاون اور خلوص کا محتاج ہے!

دنیا میں کوئی تحریک محض چند ایک اراکین یا افراد کی سعی سے کبھی سرسبز نہیں ہوئی جب تک کہ متحدہ طور پر پوری قوم یا جماعت نے اس کی تائید نہیں کی۔

یہ امر آپ سب پر روشن ہے کہ اس شعبہ کی سرگرمیوں کا ماحصل محض اردو کی ترویج ہے! اور اردو سے ہماری وابستگی فطری ہونے کے علاوہ ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لئے! اگر آپ نے زحمت اٹھائی تو کوئی مضائقہ نہیں! —— اردو کی خدمت ہر ہندوستانی کا اخلاقی اور قومی فریضہ ہے! تکمیل فرائض میں محنت ضروری ہے، اور محنت کبھی رائگاں نہیں جاتی —— کبھی نہ کبھی آج کی محفل آپ کو یاد آئے گی اور کسی نہ کسی وقت اس کے اغراض و مقاصد پر غور کا موقع بھی ملے گا، اور آپ محسوس کریں گی کہ شعبۂ نسواں کی بنیاد بھی ایک اہم اور نیک مقصد پر قایم ہے، جو ملک اور قوم کے لئے نہایت ضروری ہے، بس یہی ہمارے لئے بہت کافی ہے۔!!

آخر میں پھر ایک بار آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

خیر مقدم و روداد شعبۂ طلبہ ادارۂ ادبیات اردو

(جو ۱۲ ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو صبح ۱۰ بجے رفعت منزل خیریت آباد میں جناب مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے کنٹب کی صدارت میں سنایا گیا۔)

شعبۂ طلبۂ ادارۂ ادبیات اردو کے اس سالانہ اجلاس میں خیر مقدم کی عزت مجھے عطا ہوئی ہے۔ میں آپ حضرات کا استقبال کرتا ہوں کہ آپ نے اس جلسہ میں شرکت کی زحمت فرمائی خصوصاً ان مہمانوں اور مندوبین کا جنھوں نے سفر کی زحمت گوارا کی اور ہمارے جلسہ کو رونق بخشی میں خصوصیت سے جناب مولوی سید علی اکبر صاحب کا ممنون ہوں کہ جناب نے باوجود مصروفیات کے ہماری درخواست پر جلسہ کی صدارت قبول فرمائی اور اس طرح طلبہ کے ساتھ اپنی گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا۔

معزز طالب علمو! یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہمیں ہر قسم کی سہولتیں اور آسانیاں حاصل ہیں۔ عہد عثمانی کا سب سے بڑا اور درخشاں کارنامہ جامعہ عثمانیہ کا قیام ہے۔ اس جامعہ کے قیام کا بڑا مقصد یہی ہے کہ ہم میں اردو زبان کی سچی محبت اور اس کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ جامعہ عثمانیہ کے قیام کے بعد ملک میں عام علمی بیداری پھیلی اور اہل دکن نے اردو کی ترقی اور اشاعت کے لئے پُرخلوص کام کئے ہیں۔ اردو ہندوستان کی تمام قوموں کی مشترکہ زبان ہے۔ اس لئے اس کی ترقی اور اشاعت میں حصہ لینا ہر ایک کا فرض ہے۔ اسی مقصد کے تحت سال ۱۹۳۱ء میں ادارۂ ادبیات اردو کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اردو زبان اور ادب کا صحیح ذوق پیدا کیا جائے اور ہم میں اس کی خدمت کا شوق بڑھایا جائے۔ ادارے نے اردو کی جو خدمت انجام دی ہے اس سے ہر ایک واقف ہے۔ ۱۹۳۳ء میں تقسیم کار کے لئے اس نے اپنی سرگرمیوں کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا۔ مثلاً شعبۂ زبان، شعبۂ تاریخ دکن، شعبۂ سائنس، شعبۂ نسواں، شعبۂ اطفال، شعبۂ اردو امتحانات، شعبۂ اردو انسائیکلوپیڈیا اور شعبۂ تالیف و ترجمہ وغیرہ۔ اسی زمانہ میں ادارے نے اپنا ایک ترجمان ماہنامہ سب رس کے نام سے جاری کیا۔ اسی کے ساتھ ہی بچوں اور طلبہ کے لئے "بچوں کے سب رس" کے نام سے ایک اور ماہنامہ جاری کیا جس کے ابھی تک کئی خاص نمبر مثلاً دکن نمبر، اردو نمبر، جنگ نمبر وغیرہ شایع ہو چکے ہیں۔ اور جنوری میں ان کا ایک اور خاص نمبر شایع ہوگا۔

ادارۂ ادبیات اردو نے طلبہ کی ذہنی نشو و نما اور ان میں اردو زبان اور ادب سے دلچسپی اور علمی و ادبی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے سنہ ۱۹۴۱ء میں شعبۂ طلبہ قائم کیا اور آج اس کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ ہمارے شعبہ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں۔

۱۔ اس شعبہ کے ذریعہ طلبہ کی ایک مستحکم برادری قایم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کے اراکین باہمی تعاون و ہمدردی کے ذریعہ اپنے کاموں کو سہل اور اپنی دلچسپیوں میں اضافہ کریں۔

۲۔ اراکین میں علمی و ادبی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے تحریری و تقریری مقابلے منعقد ہوتے ہیں جن پر شعبہ کی جانب سے انعامات دیے جاتے ہیں اور مضامین سب رس میں شایع ہوتے ہیں۔

۳۔ طلبہ اور بچوں کے سب رس میں اراکین شعبہ ہی کے مضامین کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور یہ رسالہ اراکین شعبہ کو مفت دیا جاتا ہے۔

۴۔ طلبہ کے لئے سیر و تفریح اور دلچسپ مشاغل و مصروفیات میں حصہ لینے کے مواقع بہت پہنچائے جاتے ہیں۔

۵۔ اراکین شعبہ مسلسل تعطیلات میں ملک میں دورہ کرتے ہیں تاکہ اضلاع کے طلبہ کے ساتھ ان کے تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں۔

۶۔ طلبہ کے محبوب مشاغل کی صحیح تربیت کے لئے انھیں مفید مشورے دیے جاتے ہیں۔

۷۔ اراکین میں کسی کو انشاء پردازی اور مضمون نگاری کا شوق ہو تو ان کے مضمونوں اور رسالوں کی اشاعت میں مدد دی جاتی ہے۔

۸۔ اراکین شعبہ ادارے کے کتب خانہ سے استفادہ کرتے ہیں۔

۹۔ اراکین کو ترغیب دی جاتی ہے کہ دیہات سدھار یا اسی قسم کی اور تحریکات میں حصہ لیں۔

یہ شعبہ اپنے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے میں برابر مصروف ہے۔ اس نے ابھی تک کئی جلسے منعقد کئے ہیں۔ ان جلسوں میں تقریریں بھی ہوتی ہیں اور بحث مباحثے بھی۔ بڑے ادیبوں اور مقرروں سے خاص عنوانوں پر طلبہ کے لئے تقریریں کروائی جاتی ہیں۔ بعض جلسوں میں طلبہ اپنے مضامین اور مقالے بھی پڑھ کر سناتے ہیں جو بعد میں سب رس میں شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس شعبہ نے اپنا ایک دستور العمل تیار کیا ہے جسے ایک رکن ہی کے تیار کئے ہوئے دیدہ زیب سرورق کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے جس میں ادارۂ ادبیات اردو سے متعلق ضروری معلومات، شعبۂ طلبہ کے قواعد و ضوابط اور اغراض و مقاصد کے علاوہ طلبہ کے مطالعہ کے ادارے نے جو مفید چھوٹی چھوٹی اور کم قیمت کتابیں چھپوائی ہیں ان کی فہرست بھی شامل ہے۔ یہ کتابچۂ معلومات ہزاروں کی تعداد میں چھپوایا اور مفت تقسیم کیا گیا ہے اور اب بھی طلبہ کو مفت دیا جاتا ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد اس شعبہ کے اراکین میں اضافہ ہوتا گیا اور اب طلبہ کی ایک بڑی تعداد اس شعبہ میں شریک ہے۔ اضلاع اور دیہات کے طلبہ نے بھی اس شعبہ کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس طرح اس کی شاخیں اکثر اضلاع میں قائم ہو گئیں۔ جن میں گلبرگہ، پربھنی اور تلنگانی کی شاخیں زیادہ کام کر رہی ہیں۔ اس خصوص میں گلبرگہ کے انور شاہ آبادی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے گلبرگہ میں شعبۂ طلبہ کے لئے بہت کام کیا اور اس شاخ کے لئے کثیر اراکین فراہم کئے۔ شعبۂ طلبہ کے جلسوں میں طلبہ بڑی دلچسپی سے شریک ہوتے ہیں۔

شعبۂ طلبہ کی جانب سے اکثر تحریری اور تقریری مقابلے منعقد ہوتے ہیں جن میں طلبہ کافی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ مدرسوں کی جانب سے انھیں سرکاری طور پر بھیجا جاتا ہے۔ اس قسم کے مقابلے کئی مرتبہ ہو چکے ہیں جن میں سٹی کالج، دارالعلوم، مدرسہ عالیہ، گورنمنٹ ہائی اسکول چادر گھاٹ، مدرسہ آصفیہ، مدرسہ مفید الانام، مدرسہ دارالشفا، اسٹینلی اور ناصر علی سے طلبہ کی ٹیموں نے شرکت کی۔ اول آنے والی ٹیم کو شعبہ کی جانب سے کپ دیا جاتا ہے اور طلبہ کو کتابیں۔ ایک سال دارالشفا کی ٹیم اول رہی اور ایک سال مفید الانام کے طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔ اس شعبہ کی جانب سے کئی تحریری مقابلے بھی منعقد ہوئے ہیں۔ اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کو کتابیں دی گئیں اور ان کے مضامین سب رس میں شائع کئے گئے۔ اس سال جو تحریری مقابلہ منعقد ہوا تھا اس میں گورنمنٹ ہائی اسکول چادر گھاٹ کے طالب علم محمد افضل علی اول، عبد القادر ادیب (گلبرگہ) دوم اور عبد اللہ خاں (دارالعلوم) سوم رہے۔ انھیں آج کے جلسہ میں انعام دیئے جائیں گے۔ غرض اس شعبہ نے طلبہ اور اردو کی جو خدمت انجام دی ہے اس سے آپ میں سے بہت کم ناواقف ہوں گے۔ میں آخر میں آپ سب طالب علموں سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس شعبہ میں شریک ہوں گے اور اردو زبان کی محبت اور خدمت کا جذبہ اپنے دلوں میں پیدا کریں گے۔

معین الدین احمد انصاری

خطبۂ صدارت سالانہ اجلاس شعبۂ طلبہ

(۲۱ رڈسمبر ۱۹۴۲ء کو صبح میں دس بجے شعبۂ طلبہ کا جو سالانہ اجلاس منعقد ہوا اس میں مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے کینٹب نے جو صدارتی تقریر فرمائی اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں)

خواتین اور حضرات۔

میں نے آج کے جلسہ کی صدارت مولوی سید محی الدین صاحب قادری زور کے مجبور کرنے پر قبول کی ہے۔ مجھے اس کے قبول کرنے میں اس وجہ سے تامل تھا کہ گو میرا تعلق سررشتۂ تعلیمات سے ہے لیکن مجھے طلبہ سے راست نہیں بلکہ بالواسطہ تعلق ہے۔ البتہ تقریباً ۲۲ سال پہلے معلم کی حیثیت سے میرا راست تعلق طلبہ سے تھا اور یہ میری ملازمت کا بہترین زمانہ تھا۔ اس ۲۲ سال کی مدت میں زمانہ بہت کچھ بدل گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ طلبہ کے خیالات، رجحانات اور جذبات میں بھی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت گزشتہ جنگ کے اثرات باقی تھے۔ برطانوی ہند میں عام طور پر سیاسی بے چینی تھی جس کا اثر تعلیمی اداروں پر بھی پڑتا لیکن ممالک محروسہ سرکار عالی میں کوئی قابل لحاظ سیاسی انتشار پیدا نہیں ہوا۔ جامعۂ عثمانیہ کو قائم ہوکر صرف چار پانچ سال کا عرصہ گزرا تھا۔ اعلیٰ تعلیم نہایت محدود تھی۔ ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بیروزگاری کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ تو طلبہ میں سیاسی تحریکات میں حصہ لینے یا ہڑتال کرنے کا رجحان تھا۔

جامعۂ عثمانیہ کے قیام کی بدولت ملک میں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم نے غیر معمولی ترقی کی۔ لیکن اس کے ساتھ رفتار زمانہ کی وجہ سے آج کل کے تعلیمی مسائل نہایت مشکل ہوگئے ہیں۔ ان مسائل میں سب سے اہم ڈسپلن یعنی نظم و ضبط کے قیام کا مسئلہ ہے۔ حقیقی ڈسپلن وہ ہے جو اندرونی اور خود اختیاری ہو اور جس کو بیرونی اثر اور دباؤ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس لحاظ سے ڈسپلن میں تنظیم اور باقاعدگی وقت کی پابندی۔ والدین اور اساتذہ کا ادب۔ مدرسہ یا کالج کے قواعد و احکام کی بجا آوری یہ سب امور داخل ہیں۔ ہم کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقی معنی میں ڈسپلن قایم کرنے میں ہم کو زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ ۲۰-۲۲ سال پہلے استاد کا ادب کرنے سے متعلق ہندستان کی قدیم روایات تعلیمی اداروں میں ڈسپلن قائم رکھنے میں ممد و معاون تھیں۔ لیکن اب یہ روایت کمزور ثابت ہوگئی ہے۔

برطانوی ہند میں بھی ۲۵ سال سے طلبہ کو سیاسی تحریکات میں حصہ لینے کی ترغیب دلانے کا سلسلہ شروع ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی اداروں کا نظم و ضبط بگڑ تا گیا اور گزشتہ چند سال سے اس کا اثر ہماری ریاست کے تعلیمی اداروں پر بھی پڑنے لگا۔ اس کی ذمہ داری زیادہ تر ان اصحاب پر ہے جو اپنے سیاسی اغراض کی تکمیل کے لیے طلبہ کو اپنا آلۂ کار بناتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی تعلیمی اداروں پر بھی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ان کا ڈسپلن اتنا کمزور تھا کہ وہ باہر اثرات کا مقابلہ نہ کرسکا۔ میرا یہ مطلب

نہیں ہے کہ طلبہ کو سیاسیات میں دلچسپی نہ لینی چاہیے۔ سیاسیات کا اثر تو تقریباً ہر شعبۂ حیات پر پڑتا ہے جن طلبہ کی عمر اور استعداد اس قابل ہے کہ وہ سیاسی مسائل کو سمجھ سکیں ان کو سیاسیات کی کتابوں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور رسائل و جرائد کے ذریعہ بھی مختلف مکاتیب خیال کے رجحانات سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔ لیکن سیاسیات کا مطالعہ کرنا اور چیز ہے اور اس میں عملی حصہ لینا اور چیز ہے۔ عملی حصہ لینے سے ڈسپلن میں خلل پڑنے کے علاوہ خود طلبہ کا عزیز وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس کا اثر ان کی آئندہ زندگی پر یہ پڑتا ہے کہ وہ ملک اور مالک کی خدمت کے قابل نہیں بن سکتے۔ بہرحال ملک کی آئندہ فلاح و بہبود کے لیے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ طلبہ میں ضبط شکنی کا جو رجحان پیدا ہو رہا ہے اس کا انسداد کیا جائے۔ آج کل دنیا میں جو انتشار ہے اس کے مدنظر والدین اور اساتذہ دونوں کو چاہیے کہ طلبہ کے ذہنوں پر ماحول اور بیرونی واقعات کا جو اثر پڑتا ہے اس سے باخبر رہیں اور مشفقانہ طور پر ان کی رہنمائی کریں۔ دنیا میں کوئی کام بغیر نظم و ضبط کے کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ طالب علموں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جب تک اطاعت کرنا نہ سیکھیں گے رہنما بھی نہ بن سکیں گے۔

تعلیم کے مقاصد میں سے دو مقصد بہت اہم ہیں کردار سازی اور شہریت کی تربیت۔ شہریت کا جب ذکر کیا جاتا ہے تو عام طور پر لوگ محض اپنے شہری حقوق کا خیال کرتے اور اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں۔ اخلاق اور شہریت کی تربیت صرف کتابوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے طلبہ کو عمل کے مواقع بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ مواقع زائد از نصاب مصروفیات کے ذریعہ سے بہترین طریقے پر فراہم کئے جا سکتے ہیں۔ ان مصروفیتوں کی بدولت مدرسہ ایک چھوٹی سی دنیا بن جاتا ہے۔ کردار اور شہریت علم سے زیادہ عمل کا نتیجہ ہیں۔ زائد از نصاب مصروفیات مدرسے کو حقیقی زندگی سے وابستہ کرتی ہیں۔ طلبہ میں ان کے ذریعہ سے سماجی خدمت کا شوق پیدا ہوتا ہے جو اچھے شہری کی بہترین علامت ہے۔ ان مصروفیتوں سے رہنمائی کی قوت بھی نشوونما پاتی ہے اور جو طالب علم مدرسہ میں اپنے ساتھیوں کی رہنمائی کرنا سیکھے گا وہ آئندہ چل کر بڑے کاموں میں بھی رہنمائی کر سکے گا۔

زائد از نصاب مصروفیتوں اور ان کی دلچسپیوں سے طلبہ کے خاص رجحان معلوم کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ سے طلبہ کو فرصت کا صحیح استعمال بھی سکھایا جا سکتا ہے جس سے اخلاق و عادات پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ آپ کے شعبۂ طلبہ کے قواعد و ضوابط میں زائد از نصاب مصروفیات کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور ان کی خاطر ایک اچھا نظام نامہ بھی مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے۔ نیز یہ شعبہ طلبہ کے شوق مطالعہ میں بھی اضافہ کر رہا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ شعبۂ طلبہ کی جانب سے تحریری اور تقریری مقابلوں کے انتظام کئے جاتے ہیں۔

فرصت کے اوقات اور خصوصاً تعطیلات میں اگر طلبہ سماجی کام کریں تو اس سے ان کو شہریت کی اچھی تربیت ہوگی۔ تعلیم بالغان کی اشاعت میں بھی طلبہ کی خدمات سے استفادہ کرنے کا خیال بہت مفید ہے۔ طلبہ برداری کی تحریک کو روبہ عمل لانے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس تحریک سے اسی وقت مفید نتائج مترتب ہو سکتے ہیں جب کہ طلبہ کی صحیح رہنمائی کی جائے تاکہ اس تحریک اور تعلیمی اداروں کے نظام العمل اور اغراض میں تصادم واقع نہ ہو۔

اکثر زائد از نصاب مصروفیات ایسی ہیں جو مدارس ہی کے لئے موزوں ہیں۔ البتہ طلبہ میں کتب بینی اور تحریر کا ذوق پیدا کرنے اور ان کی قوت تقریر کو ترقی دینے میں ادارہ ادبیات اردو کا شعبۂ طلبہ بڑی مدد دے سکتا ہے اور دے رہا ہے جن طلبہ کا مطالعہ درسی کتابوں ہی تک محدود رہتا ہے وہ اگر امتحانوں میں اعزاز کے ساتھ بھی کامیاب ہوں تو زندگی میں کامیاب نہیں رہ سکتے۔ آپ کو مطالعہ کا ذوق پیدا کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور آپ جو کچھ پڑھیں اس پر غور اور فکر کرنے کے علاوہ تبادلۂ خیالات کے ذریعہ سے بھی اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ تقریری انجمنوں کے قیام سے تبادلۂ خیالات کا اچھا موقع ملتا ہے اور نکتہ شناسی پیدا ہوتی ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک اچھا شہری نہیں بن سکتا جب تک کہ اس میں یہ صلاحیت نہ پیدا ہو جائے کہ کسی مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر غور و فکر اور تجزیے کے بعد کوئی ذاتی رائے قائم کر سکے۔

آپ کے شعبہ کے تحت ہر جگہ بزم تقاریر قائم ہو تو بہتر ہے کیونکہ آج کل کی دنیا میں تقریر ایک بڑی قوت ہے۔ مباحثوں سے تیز فہمی کو ترقی ہوتی ہے موافقین کی دلائل سے اپنے خیالات کو تقویت اور مخالفین کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ تقریر کرنے کی مشق کے سلسلہ میں زبان کی اصلاح اور انداز بیان میں شگفتگی پیدا ہوتی ہے جو کامیاب زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

غرض مجھے امید ہے کہ میری اس تقریر کی روشنی میں آپ کا شعبۂ طلبہ اپنے نصب العین کو خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ انجام دیتا رہے گا۔

میر محمد مومن — مولفہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن) صدر شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ۔

اس کتاب میں سلطنت قطب شاہیہ کے پیشوا یعنی سلطان محمد قطب شاہ کے وزیر اعظم اور حیدرآباد کے مشہور تعمیر کار اور مصلح کے حالات زندگی اور علمی و رفاہی و سیاسی کارناموں کا مفصل تذکرہ عالمانہ و شگفتہ پیرایے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف اس سے قبل اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ کے حالات زندگی شائع کر چکے ہیں۔

"یہ تالیف دس حصوں پر مشتمل ہے جن سے قبل ایک دیباچہ بھی ہے جس میں مصنف نے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔

"جو قوم اپنے بزرگوں کے سرمائے اور تجربے سے فائدہ اٹھانا نہیں جانتی وہ زندگی کی دوڑ میں اپنے حریفوں سے پیچھے رہ جاتی ہے اور میر محمد مومن جیسے بزرگوں کے کارنامے تو تاریک سے تاریک ماحول میں بھی بلند مناروں کا کام دیتے جانتے ہیں جن کی روشنی سے بھٹکے ہوئے قافلوں کی منزل مقصود کی طرف رہبری ہوتی ہے"

کتاب کے پہلے حصہ میں میر محمد مومن کے ابتدائی حالات زندگی درج ہیں۔ دوسرے میں محمد قلی قطب شاہ کی پیشوائی، تیسرے میں وزارت اور جاگیرات۔ چوتھے میں سلطان محمد قطب شاہ کی پیشوائی اور پانچویں میں خانگی زندگی کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ آخری پانچ حصوں میں میر صاحب کی تصنیف و تالیف، تصرفات، یادگاران اور دوائر میر محمد مومن کی نسبت تحقیقی معلومات درج ہیں۔ ان تمام حصوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے ایک طویل مدت کی تلاش و جستجو کے بعد دکن کے اس عظیم الشان وزیر اعظم کے حالات زندگی مختلف کتب خانوں کی چھان بین اور دور دور کے دیہات میں سیکڑوں میل کے سفر، میر صاحب کے بنائے ہوئے تالابوں، مسجدوں اور آبادیوں کے جائے وقوع کے معائنہ کے بعد اس کتاب میں جمع کر دئیے ہیں۔

نارائن کھیڑ میں شاخ کا قیام ۲۶ ڈسمبر ۱۹۴۲ء

۸ ساعت شب جلسہ افتتاحی بصدارت عالی جناب مولوی محمد عبدالسلیم صاحب منعقد ہوا۔ قبل ازیں ۱۸ بہمن ۱۳۵۲ف کو قیام شعبہ طلبہ کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی تھی جس میں حسب ذیل نائب صدر و معتمدین و اراکین مجلس کا انتخاب عمل میں آیا۔

نائب صدر۔ مولوی انصار اللہ بیگ صاحب۔

معتمد۔ مولوی محمد عبدالرشید صاحب۔

نائب معتمد۔ مولوی میر محمد علی صاحب۔

اراکین:۔ مولوی نذیر احمد صاحب، مولوی محمد عبدالسلیم صاحب متعلم، مولوی محمد عبدالواحد صاحب، مولوی خلیل الرحمن صاحب، مولوی مرزا عابد اللہ بیگ صاحب، مولوی مرزا محمد علی بیگ صاحب، مولوی محمد قاسم صاحب شیدا، مسٹر رنگناتھ راؤ صاحب، مسٹر ہنومانڈلو صاحب۔

جلسہ افتتاحی میں جناب نائب صدر و جمیع معتمدین و اراکین موجود تھے۔ جلسہ کا آغاز قرأت جناب مولوی انصار اللہ بیگ صاحب سے کیا گیا۔ بعدازاں محمد عبدالرشید صاحب معتمد نے قیام شعبہ ہذا کے قواعد و ضوابط پر ایک وسیع نظر ڈالتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب رکن نے اس شعبہ کے قیام کے متعلق اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مولوی انصار اللہ بیگ صاحب نائب صدر نے دوران تقریر میں معزز صدر جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ گو میں اس قابل نہیں کہ اس بار گراں کو اپنے دوش پر لے سکوں لیکن جناب صدر جلسہ کی پرخلوص کوشش نے اس عہدہ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جس کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ میرے بھائیوں کے تعاون عمل سے اس شعبہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ بعدازاں مولوی میر محمد علی صاحب نائب معتمد نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

مولوی محمد عبدالسلیم صاحب متعلم صدر جلسہ نے ادارہ کی ہر جہتی ترقی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہم آج اس شعبہ کا افتتاح کر رہے ہیں اسی طرح ہم اس کو بام عروج پر دیکھیں گے اس کے بعد شاہ ذیجاہ و خانوادۂ آصفی کے لئے اپنی تقریر کو ختم فرمایا۔

شاخ پرینڈہ

۸ جنوری ۴۳ء بروز جمعہ بمقام قلعہ پرینڈہ بصدارت جناب ہدایت احمد صاحب بی اے ایل ایل بی منصف بضمن تقسیم اسناد ادارۂ ادبیات اردو شاخ پرینڈہ ایک عام شاندار جلسہ منعقد کیا گیا۔ جملہ مقامی عہدہ دار وکلا صاحبان و دیگر معززین کو مدعو کیا گیا تھا علاوہ ازیں خواتین اور کامیاب طالبات بھی شریک جلسہ رہیں جن کے پردے کا معقول انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کے ایک حصہ میں شہ نشین کے قریب ہی مصنوعات پرینڈہ اور ایک حصہ میں پیداوار و دیگر خصوصیات کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

ٹھیک پانچ بجے شام جناب وٹھل راؤ صاحب مددگار بندوبست ضلع عثمان آباد نے (جو اتفاق سے یہاں تشریف لائے تھے) نمائش کا افتتاح فرمایا۔ موصوف کو پھول پہنائے گئے۔ نمائش کی مختلف الانواع چیزوں کو دیکھ کر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد معتمد شاخ کی تحریک اور مسٹر گوپی ناتھ راؤ صاحب وکیل کی تائید کے بعد جناب ممدوح صاحب منصف تعلقہ پرینڈہ نے کرسی صدارت کو زینت بخشی معتمد نے پھولوں کے ہار پہنائے۔ مختلف اسپورٹس ڈرامے اور مکالمے ہوئے جن کو کمسن بچوں نے نہایت خوبی اور صفائی کے ساتھ پیش کیا۔

تمام حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد معتمد شاخ نے اپنا تفصیلی خطبۂ استقبالیہ سنایا اور مولوی سید عبدالرؤف صاحب آرگنائزر انجمن اتحاد باہمی نے ایک پر مغز تقریر سنائی پھر مسٹر نرہر راؤ صاحب نے مرہٹی میں "علم" پر ایک مدلل تقریر کی۔ تقریروں کے اختتام پر عبدالشکور شیدا صاحب نے اپنا کلام اردو زبان پر سنایا جو موزوں اور برمحل تھا معتمد نے ماہر القادری کی ایک نظم الحان کے ساتھ سنائی۔ محترم صدر نے کامیاب امیدواروں میں اسناد تقسیم فرمائے۔ اور معتمد شاخ نے سالانہ رپورٹ پڑھی۔ محترم صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں بصیرت افروز خیالات اور جامع اور لسیط نکات اور علمی اور عملی جدوجہد کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اپنی تقریر ختم فرمائی اس کے بعد حاضرین کی تواضع کی گئی اور نو بجے شب جلسہ برخاست ہوا۔

شاخ پربھنڈہ کی نئی مجلس انتظامی

صدر۔ مولوی ہدایت احمد صاحب بی اے ایل ایل بی منصف تعلقہ پربھنڈہ

معتمد۔ سید قدرت اللہ قادری۔

نائب معتمد۔ مولوی محمد رحمت اللہ خاں صاحب ڈاکٹر علاج حیوانات

خازن۔ مولوی سید ظہیر الدین صاحب ہاشمی۔

اراکین۔ پنڈت گوپی ناتھ راؤ صاحب وکیل ہائیکورٹ

مولوی قاضی سید ظہیر الدین صاحب وکیل ہائیکورٹ

مولوی خلیل احمد صاحب صدیقی۔

مولوی محمد یونس صاحب۔

شاخ اورنگ آباد

۲۲ر جنوری ۱۹۴۳ء روز یکشنبہ زیر صدارت علامہ سید علی اصغر صاحب بلگرامی صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد و سرپرست اعلیٰ شاخ ادارہ ۵ بجے شام بمقام ٹاؤن ہال جلسہ تقسیم اسناد و انعامات امتحانات ادارۂ ادبیات اردو منعقد ہوا۔ بعد تلاوت صدر جلسہ نے باتباع پروگرام کارروائی کا آغاز فرمایا۔ مولوی غازی معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی معتمد ادارہ نے شش ماہی رپورٹ کارگزاری ادارہ پڑھی۔ ازاں بعد صدر جلسہ سے تقسیم اسناد و انعامات کی درخواست کی موصوف نے اپنے دست فیض گستر سے کامیاب امیدواران اناث و ذکور کو اسناد؛ مرکز میں آنے والوں کو انعامات کتب تقسیم فرمائے۔ جناب مولوی عارف الدین حسن صاحب دوم تعلقدار اورنگ آباد و رفیق ادارہ مرکزی نے تقریر فرمائی۔ تقریر صدارت کے بعد معتمد صاحب ادارہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

معطیان انعامات کتب حسب ذیل ارکان ادارہ و علمدوست حضرات ہیں۔

۱۔ عالیجناب نواب صوبہ دار صاحب بہادر و سرپرست اعلیٰ شاخ ادارہ

۲۔ " " شہاب الدین صاحب اول تعلقدار و سرپرست ادارہ

۳۔ " راے چھوٹے لال صاحب نائب صدر ادارہ۔

۴۔ " محمد ابراہیم صاحب ایم اے پروفیسر و رکن ادارہ۔

۵۔ " قاضی حمید الدین صاحب وکیل جالنہ۔

حسب ذیل امیدواران اناث و ذکور نے مرکز میں اول آنے اور امتیاز کے ساتھ کامیابی کا انعام حاصل کیا۔

۱۔ مرکز ذکور۔ اردو عالم۔ غلام صفدر ہاشمی کتب انعام اردو فاضل۔ معطیہ نواب شہاب الدین صاحب اول تعلقدار

۲۔ " اناث " " آصف جہاں بیگم غازی کتب انعام اردو فاضل معطیہ نواب صوبہ دار صاحب بہادر و نمغہ معطیہ والدہ ریاض الحسن صاحب قریشی۔

۳۔ مرکز ذکور۔ اردو دانی۔ چھوٹے خاں چپراسی صوبہ داری اورنگ آباد کتب انعام اردو عالم۔ راے چھوٹے لال صاحب نائب صدر ادارہ

۴۔ مرکز اناث اردو دانی۔ بشیر النساء بیگم کتب انعام زبان دانی معطیہ محمد ابراہیم صاحب پروفیسر و رکن ادارہ

۵۔ مرکز اناث۔ زبان دانی۔ امۃ الرحمٰن داؤد زبیری قصبہ پائپ کتب انعام عام معلومات معطیہ۔ قاضی حمید الدین صاحب وکیل جالنہ

جلسۂ تہنیت بتاریخ ۱۰ جنوری ۱۹۴۳ء زیر صدارت جناب شہاب الدین صاحب اول تعلقدار ضلع اورنگ آباد ایک جلسۂ عام بمقام ٹاؤن ہال ۶ ساعت شام ہز ہائینس ڈاکٹر جنرل حضرت والا شان ولیعہد بہادر پرنس آف برار و سرپرست اعلیٰ ادارۂ ادبیات اردو کے خطاب عالیہ جی۔ بی۔ ای۔ کی مبارکباد کے لیے منعقد ہوا۔

جناب رائے چھوٹے لال صاحب نائب صدر ادارہ نے قرارداد تہنیت و تبریک پیش کی جس کی تائید مولوی غازی معین الدین صاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل و معتمد ادارہ نے فرمائی۔ تقریر صدارت کے بعد معتمد صاحب ادارہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا جلسہ حضرت جہاں پناہی و والا شان بہادر کی درازیٔ عمر و اقبال پر برخاست ہوا۔ قرارداد کو ذریعۂ تار معتمد صاحب ادارہ نے ممدوح الشان کی خدمت میں علحدہ روانہ کر دیا ہے۔

قرارداد تہنیت و تبریک۔

"آج اورنگ آباد کا یہ نمائندہ جلسہ عموماً اور ارکان ادارۂ ادبیات اردو خصوصاً ڈاکٹر والا شان ہز ہائینس پرنس آف برار ولیعہد دولت آصفیہ حضرت اعظم جاہ بہادر و سرپرست اعلیٰ ادارۂ ادبیات اردو کی خدمت عالی میں سال نو کے خطاب جی۔ بی۔ ای پر صدق دل و پرخلوص عقیدت مندی کے ساتھ ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے اور بہ صمیم قلب دست بدعا ہے کہ خدا ممدوح کی عمر و اقبال میں ترقی عطا فرمائے اور وقار دولت آصفیہ کو تا ابدالآباد بڑھاتا رہے آمین!"

شاخ پربھنی کی مصروفیتیں:- **معائنہ**:- ماہ جنوری ۱۹۴۳ء میں نواب نثار یار جنگ بہادر نے شاخ کا معائنہ فرمایا۔ مولوی سید عارف الدین حسن صاحب سرپرست، مولوی ابرار حسین صاحب فاروقی صدر اور مولوی حمید اللہ خان صاحب نقیب، مولوی اشرف الدین صاحب فیضی وغیرہ نے نواب صاحب کا استقبال کیا اور پھول پہنائے۔ صدر شاخ نے ادارۂ ادبیات اردو اور ڈاکٹر زور مدظلہٗ کی ادبی خدمات پر روشنی ڈالی اور سرپرست شاخ ہذا نے شاخ کا تعارف کرایا۔ نواب صاحب معظم نے اپنے خاص شاعرانہ و ادیبانہ انداز میں اپنے زرین خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمایا اور آخر میں سرپرست شاخ ہذا کے خلوص اور ایثار اور کارکنان شاخ ہذا کی کارگزاری کی ستایش کی اور ڈیڑھ گھنٹے بعد واپسی عمل میں آئی۔

اسی ماہ مولوی غلام محمود صاحب قریشی بی سی ایس بغرض دورہ پربھنی تشریف لائے باوجود عدیم الفرصتی صاحب معظم شاخ ہذا میں رونق افروز ہوئے۔ جملہ کارکنان ادارہ نے استقبال کیا اور گلپوشی کی۔ جناب ممدوح اردو فاضل، اردو عالم، اردو زبان دانی اور اردو دانی کی جماعتوں کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔ دارالمطالعہ کی میز پر متعدد اردو اخبارات و رسائل اور ناظرین کی کثیر تعداد کو ملاحظہ کرکے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور از راہ علم دوستی امداد کا بھی وعدہ فرمایا اور مولوی ولی حسن صاحب اول تعلقدار ضلع ہذا سے بھی کسی فنڈ سے سالانہ رقمی امداد کی سفارش فرمائی۔

جلسۂ الوداعی:- اسی ماہ شاخ ہذا کے سرپرست اور بانی مولوی سید عارف الدین حسن صاحب کا تبادلہ اورنگ آباد پر عمل میں آیا۔ صاحب ممدوح کو اردو زبان و ادب سے ایک والہانہ محبت ہے۔ یہ آپ ہی کی سعی و کوشش اور دلچسپی کا نتیجہ ہے جو شاخ پربھنی اپنی ہمعصر شاخوں میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کارکنان شاخ نے اپنے سرپرست کو ۲۰ دسمبر کو بادل ناخواستہ الوداع کہا۔ کابینہ ۱۳۵۲ف بہ سال ۱۳۵۲ف م ۴۳-۱۹۴۲ء کے لئے ایک عام جلسہ میں بتاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۲ء حسب ذیل عہدہ داروں و اراکین کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر، مولوی محمد ابرار حسین صاحب فاروقی ایم اے ایل ایل بی (ممبر)

صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ پربھنی۔

نائب صدر۔ مسٹر اشونت راؤ صاحب بلال بی آ۔ایل۔ٹی اول مددگار مدرسہ فوقانیہ پربھنی۔

معتمد۔ مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا۔

شریک معتمد۔ مولوی اشرف الدین صاحب فیضی اردو فاضل ادارہ

کتب خانہ دار۔ مولوی عبدالعظیم صاحب اہلکار محکمہ آبکاری پربھنی۔

اراکین:۔ مولوی مہدی حسن صاحب زبیری بی اے بی ٹی (علیگ) مہتمم تعلیمات ضلع پربھنی۔ مولوی حبیب احمد صاحب بی اے (علیگ) امین کروڑگیری پربھنی۔ مولوی محمد ارشاد الحق صاحب انسپکٹر آبکاری پربھنی۔ مولوی احمد محسن صاحب علوی مددگار مدرسہ فوقانیہ پربھنی۔

تعلیم شروع سال تعلیمی یعنی ماہ ستمبر ۱۹۴۲ء سے درس و تدریس کا باضابطہ انتظام ہے۔ مولوی اسمٰعیل شریف صاحب ناظل اور مولوی اشرف الدین صاحب فیضی بڑی توجہ اور دلچسپی سے تعلیم دے رہے ہیں۔

شاخ بھوم میں جلسہ تقسیم اسناد

ادارۂ ادبیات اردو شاخ بھوم کیا سناد کا

جلسہ منجانب ادارہ شاخ بھوم موضع شنجاپور میں نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر بتاریخ ۱۲ر جنوری ۱۹۴۳ء بوقت ۸ شب زیر صدارت کے نرسنگ راؤ صاحب صدر شاخ بھوم منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی۔ متعدد مواضعات اور خصوصاً تعلقہ پرینڈہ، جولہ، زاں، ام الدینا و قصبہ ماکیٹر بھوم اور بارسی شہر سے کثیر تعداد میں اشخاص نے شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز سید منور علی صاحب کی تحریک اور محمد بن عود کی تائید سے ہوا۔ صدر مجلس استقبالیہ نے صدر جلسہ و معتمد شاخ بھوم اور چند ذی اثر سندوین کی گلپوشی کی۔ سب سے پہلے معتمد جلسہ نے رپورٹ پڑھتے ہوئے کہا۔ ایک سال کا عرصہ گزرتا ہے جب کہ شاخ بھوم سے مولوی حبیب اللہ صاحب قادری، مولوی محمد عیسیٰ خاں صاحب اور مولوی محمد علی خاں صاحب معتمد نے اردو دانی کی تعلیم کے سلسلہ میں شنجاپور کا دورہ کیا ان کی سعی و تعاون عمل کی وجہ سے شنجاپور اردو تعلیم سے کافی طور پر مستفید ہو گیا اور مولوی حبیب اللہ صاحب قادری کے لگائے ہوئے پودے کو مولوی محمد علی خاں معتمد نے سینچا اس سال اور ہمیشہ شنجاپور اور شاخ بھوم صاحب موصوف کی اعانت اور خلوص خدمات سے مستفید ہوتا رہے گا۔ زاں بعد کمال الدین صاحب اور علی بھوم مولوی اردو عالم و معتمد شاخ بھوم نے موثر تقریر فرماتے ہوئے کہا" انسان کا بہترین زیور اور اس کا لباس صرف اس کی تعلیم ہے۔ کوئی اقوام اور ممالک دنیا میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ اپنے لئے تعلیم کا کوئی انقلاب عمل میں نہ لائیں۔ جو افراد اپنی اولاد کی تعلیم میں تغافل کرتے ہیں۔ وہ اپنے لئے گور اور اپنے اولاد کے لئے زندگی میں کفن کا اسباب تیار کرتے ہیں۔ ان کی زندگی ایک حقیر زندگی ہے۔ ان کا اقبال کا ستارہ اوج عروج سے کوسوں دور ہے۔ زاں بعد اپنی رپورٹ شاخ پڑھتے ہوئے کہا" ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے جب تک کہ ہمیں عالیجنابہ سوبھاگیہ وتی رانی گجرا بائی صاحبہ والیہ اسٹیٹ بھوم اور جناب سردار جے سنگھ راؤ صاحب و شیواجی راؤ صاحب کی بیش بہا سرپرستی کا شرف حاصل نہ ہوتا۔ ادارہ کچھ نہ کر سکتا جب تک کہ ہمیں جناب مولوی قریشی صاحب وکیل و مشیر قانونی بولوی عماد الدین صاحب تحصیلدار، مسٹر رام چندر راؤ صاحب ناظم عدالت اور ٹھاکر رتن سنگھ صاحب منتظم پولس بھوم کی خاص دلچسپی نصیب نہ ہوتی۔ اس کے بعد ادارہ سے متعلق عام و خاص معلومات بہم پہنچاتے ہوئے کہا" ۱۸ر اور ۱۹ر بہمن ۱۳۵۲ف کو ادارۂ ادبیات اردو خیریت آباد حیدرآباد دکن کے سالانہ اجلاس بلدہ میں منعقد تھے جن میں خادم نے شرکت کی۔ نمائندگان معتمدین و صدور شاخ و مرکز کے قیام و طعام کا شاہی انتظام۔ جلسہ تقسیم اسناد میں عالیجناب نواب

جنرل ڈاکٹر والاشان نواب میر حمایت علی خاں اعظم جاہ بہادر، شہزادہ برار سپہ سالار افواج آصفی ولیعہد سلطنت آصفیہ کا صدارت کی کرسی کو رونق بخشنا۔ عالیجنابہ دُرِّ شہوار شہزادی برار کا اپنے ہاتھوں سے اسناد تقسیم کرنا اور راجہ دھرم کرن بہادر کا ادارہ کو ایک ہزار روپیہ عطا کرنا، ادارہ اور اس کے مخلص بانی جناب سید محی الدین صاحب قادری زور کے خوش اور زریں مستقبل کو یاد دلاتے ہیں۔"

تقریر کے بعد کامیاب شدہ امیدواروں کو اسناد اور اول دوم بہ مرکز کامیاب شدہ کو ادارہ و شاخ کی طرف سے تمغات کتب عطا کئے گئے۔ نزال بعد گنپت اور منور بیگم نے ایک نظم "اچھے ادارے" پڑھ کر سامعین کو بیحد مسرور کیا۔ اور اخیر میں صدر جلسہ نے صدارتی تقریر فرمائی۔

تقریر صدارت ڈاکٹر کے نرسنگ راؤ صاحب "ہم خیال بھائیو! میں اپنے مشہور علمی اور ادبی ادارہ شاخ بھوم کے تحت مستقر شنچاپور میں جہاں شاخ بھوم کا سالانہ جلسہ آج منعقد کیا گیا ہے۔ اس سالانہ اجلاس کی صدارت کو باعث صد افتخار سمجھتا ہوں۔ اور آپ کا بہ دل مشکور ہوں۔ میں سب سے پہلے ہمارے آقائے دکن ولی نعمت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی قائم و دائم سر پرستی کے لئے پروردگار میں دعا مانگ کر جلسہ کی طرف مخاطب ہوتا ہوں۔ میں جناب مولوی محمد علی خاں صاحب علی بھوموی معتمد کلاہوم کا بیحد مشکور ہوں انہی کی خاص محنت کا نتیجہ ہے جو آج عوام ایک نئی دنیا کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان کی بے لوث خدمات کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے ادارہ بھوم اور شنچاپور میں پرخلوص خدمات انجام دئے ہیں اور دے رہے ہیں جو ہر لحاظ سے قابل قدر ہیں۔ میں شنچاپور سے امید کرتا ہوں کہ

اس سال اس سے زیادہ امیدوار شریک امتحان رہیں گے مجھے کامیاب شدہ امیدواروں کو اسناد و انعامات تقسیم کر کے نہایت مسرت ہوتی ہے۔ میں حسب ذیل اصحاب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں خاص تعاون عمل کیا۔

سید عمر صاحب، سید محبوب صاحب، شیخ حسین صاحب، شیخ عبد الکریم صاحب پٹواری، سید منور علی صاحب، محمد عبد الرحیم خاں صاحب، شیخ عمر صاحب، راجم بھاکور سے۔

حبیب سالم صاحب نے جو خاص مندوبین اور مانکیسر کے خاص ذی اثر اشخاص میں سے ہیں۔ تقریر شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ادارہ شاخ بھوم شنچاپور" جولہ نظام الدین مولوی محمد علی خاں صاحب علی بھوموی کا کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتا صاحب موصوف کی حیات اور روح، عوام کی فلاح کے لئے وقف ہے۔ اس ہستی پر ادارہ جتنا بھی زیادہ ناز کرے کم ہے۔ میں صدر جلسہ کا بھی عوام کی جانب سے بہ دل شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے بھوم سے سفر کی تکلیف برداشت فرما کر جلسہ کی صدارت قبول فرمائی۔

آخر میں طبقۂ نسواں کے منتظم مزاج مثلاً بی بی بیگم اور بنّ بنت بابو راؤ کورے کا بہت مشکور ہوں جنھوں نے نہایت شفقت سے مندوبین کے طعام اور کارکنان ادارہ کے کام میں بہترین انتظام کیا۔

شاخ نسواں سنگولی

بتاریخ ۲۵ ڈسمبر ۴۲ء بروز جمعہ بمقام مدرسہ تحتانیہ صدر بازار

بصدارت محترمہ تسلیم اللہ بیگم صاحبہ (مسز جناب ظہور احمد صاحب صدیقی وکیل و صدر دارہ ادبیات اردو سنگولی شاخ ذکور)

جلسۂ اشاعت اردو منایا گیا اس جلسہ میں مدرسۂ نسواں اردو کی تمام طالبات اور معلمات و اراکین ادارہ اور خصوصاً کوسلیا بائی مددگار معلمہ مدرسہ نسواں مرہٹی نے شرکت کی پہلے پہل صدارت قبول کرنے کی استدعا صدر جلسہ کی خدمت میں معتمد ادارہ ادبیات نے گزرانی جنابہ موصوفہ نے صدق دل سے صدارت قبول فرماکر کرسئی صدارت کو رونق بخشی ۔ بعد ازاں جلسہ کا افتتاح آیات قرآنی سے ہوا جس کو شہزادی بیگم صاحبہ متعلمہ اردو عالم نے نہایت خوش الحانی سے سنایا اس کے بعد جنابہ رضیہ بیگم صاحبہ اردو داں متعلمہ اردو عالم نے روئداد پڑھ کر سنائی بشاہجہاں بیگم صاحبہ رکن ادارہ و متعلمہ اردو عالم نے کردار نسواں پر پرزور تقریر کی اس تقریر کے بعد زینت النساء بیگم صاحبہ متعلمہ اردو عالم نے وقت کی قدر جیسے عنوان پر تقریر کی اور وقت کو عزیز بنایا۔ ان کے بعد جنابہ شہزادی بیگم صاحبہ نے حب الوطنی اور حسینی بیگم صاحبہ متعلمہ اردو عالم نے ہمدردی و جنابہ عائشہ بیگم صاحبہ متعلمہ اردو عالم نے فطرت و جنابہ صاحب بی صاحبہ نے خدمت قوم پر نہایت پرجوش تقریریں کیں ان کے ختم پر جماعت چہارم اردو مدرسہ نسواں کی دو لڑکیاں یعنی آمنہ بیگم و طاہرہ بیگم نے نظم ترانہ ہندی پڑھا جماعت دوم کی تین لڑکیاں یعنی شمشاد بیگم و صغری بیگم و چھوٹی بیگم نے بچوں کی دعا پیاری آوازیں سنائی۔ اس کے بعد جنابہ ثمر النساء بیگم صاحبہ صدر ادارہ ہذا نے اپنی تقریر کی جو پرزور اور دلکش تھی سامعین خاموشی کے ساتھ سنتے جاتے تھے اور متاثر ہوتے جاتے تھے ان کی تقریر میں خواتین کی جاہلیت اور اس جہالت کے نقصان کو ایسی پر اثر باتوں میں بیان کیا کہ تمام خواتین متاثر ہوئیں اس کے بعد معتمد ادارہ نے ادارہ کے متعلق تقریر کی اور توجہ دلائی

کوسلیا بائی مددگار معلمہ مرہٹی نے صدر جلسہ سے اجازت لیکر اپنے جوش کا اظہار نظم میں با آواز بلند کیا اور حضور پرنور نواب میر عثمان علیخاں بہادر کے حق میں دعا کی اور طالبات کے لئے علم و ادب کے عروج کی دعا مانگی۔

شاخ ہنگولی

بتاریخ ۷ر جنوری ۳۲ئ بوقت ۵ بجے شام ایک جلسہ عام "بمقام مدرسہ وسطانیہ ہنگولی" زیر صدارت عالیجناب مولوی نجم الدین صاحب انصاری بی اے۔ ایچ سی ایس دوم تعلقدار منعقد ہوا۔ اکثر مقامی عہدہ دار صاحبان مثلاً مولوی سید سکندر علی صاحب وحید بی اے۔ ایچ سی ایس منصف، مولوی محمد نعیم خاں صاحب مددگار مہتمم پولس، جناب تحصیلدار صاحب، ڈاکٹر محمود الحسن صاحب میڈیکل آفیسر جناب مولوی کاظم علی مرزا صاحب سرکل انسپکٹر پولس، مولوی مسعود حسن خاں صاحب بی اے۔ بی ٹی صدر مدرس، مسٹر شیام کشور صاحب نائب امین کروڑگیری کے علاوہ معززین وکلاء، اساتذہ صاحبان، طلبہ اور تجارت پیشہ و اہل ذوق حضرات کی ایک کثیر تعداد شریک جلسہ تھی۔ قرأت کے بعد محمد عثمان خاں کمالی معتمد شاخ نے حاضرین کا خیر مقدم کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس اجتماع سے باہر سینکڑوں نہیں، ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے افراد ہیں جو علم کی لذت سے ناآشنا ہونے کے باعث زندگی کی قدر و قیمت بھی نہیں جانتے، ہمارا فرض ہے کہ اپنے ملک کی مشنری کو درست حالت میں رکھنے کے لئے ہر شخص کو لکھنا پڑھنا سکھادیں۔ ترکی کے ابدی رہنما "کمال اتاترک" کی طرح تختہ سیاہ لے کر قریہ بہ قریہ پھریں اور ہر انسان کو انسان بنا دیں۔" کچھ کرنے ہی سے کچھ نہ کچھ ہوتا ہے نہ کرنے سے کچھ بھی نہیں۔"

ادارۂ ادبیات اردو ۱۲ سال سے اسی جد و جہد میں مصروف ہے

باوجود شدید مخالفتوں کے اس نے توانائی اور ہمت پیدا کرلی ہے اور یقین ہے کہ اس کے قدم کٹھن سے کٹھن آزمائش کے وقت بھی نہ ڈگمگائیں گے، جتنی ہی اس کی مخالفت کی گئی اتنا ہی یہ ادارہ ترقی کرتا گیا اور مقبول ہوتا گیا۔ نہ صرف مقبول ہوتا گیا بلکہ اعلیٰ عہدہ داران سرکار عالی کی ہمدردیاں بھی شامل ہوتی گئیں ملک اور بیرون ملک سے صدائے تحسین و مرحبا بھی بلند ہوتی رہی ہندوستان کے اکثر و بیشتر ہندو مسلمان ادیبوں، رہنماؤں اور صحافت نگاروں نے اس کے کام کو سراہا۔ مرحوم سر اکبر حیدری نے اس کی سرپرستی کی اور آج بھی موجودہ صدر اعظم بہادر، نواب سالار جنگ بہادر، مہاراجہ شادراج بہادر اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہز ہائنس شہزادۂ والاشان حضرت اعظم جاہ بہادر ولی عہد سلطنت آصفیہ بھی خاص دلچسپی لے رہے ہیں چنانچہ ۱۲ر ڈسمبر ۴۲ء کو ٹاؤن ہال باغ عامہ میں "سپہ سالار افواج آصفی اور مایۂ ناز ولیعہد سلطنت" نے ادارے کے بانی عالیجناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور کی نسبت یہ ارشاد فرمایا کہ "ڈاکٹر زور نے ملک کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور اس اہم کام میں رقمی یا قلمی امداد ملک کے شکریہ کی مستحق ہے۔" محمد علی صاحب متعلم کی ایک پرجوش نظم کے بعد معتمد نے رپورٹ سنائی۔ رپورٹ کی سماعت کے بعد جناب صدر تالیوں کی گونج میں استادہ ہوئے اور نہایت خندہ پیشانی اور محبت کے ساتھ اسناد اسنادات تقسیم کرتے رہے۔ اسنادات تقسیم ہونے کے بعد مولوی مسعود حسن خاں صاحب بی اے۔ بی ٹی صدر مدرسہ وسطانیہ نے ایک جامع اور معلومات سے لبریز تقریر کی جس میں آپ نے مرکزی ادارے اور شاخ ہنگولی کے کاموں کو سراہا اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ادارۂ ادبیات اردو کا ہاتھ بٹائیں۔ بعد ازاں جناب صدر نے نہایت ہی قابلیت کے ساتھ اس کو واضح کیا کہ "اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ ورثہ ہے۔ یہ تنہا ہندوؤں کی یا صرف مسلمانوں کی زبان نہیں۔ اردو کی تعمیر میں ہندوؤں نے بھی بڑا حصہ لیا ہے اس لئے ہم سب کو ملکر اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔

ادارے کے بانی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں جامعہ عثمانیہ کا طالب علم رہ چکا ہوں اور جناب ڈاکٹر زور کو بہت ہی قریب سے جانتا ہوں، ان کے خلوص اور ایثار سے مجھ سے زیادہ اور کوئی واقف نہ ہوگا۔ یہ ہندوستان کی ایک مایۂ ناز ہستی ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کو بابائے اردو کہا جاتا ہے ان کے جانشین اگر کوئی ہوسکتے ہیں تو وہ زور صاحب ہی ہوسکتے ہیں۔ آپ کو تشویش ہوگی کہ شاید ان دونوں میں کوئی رقابت ہوگی، میں یقین دلاتا ہوں کہ ان میں کوئی رقابت نہیں، انھوں نے کاموں کی تقسیم کرلی ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب نے اردو زبان کا پروپیگنڈہ اور ترقی اور زور صاحب نے تصنیف و تالیف اور ذخیرے کو ترقی دینے کا ذمہ لیا ہے۔"

صدارتی تقریر کے بعد معتمد نے تحریک پیش کی کہ یکم محرم سنہ ۱۹۳۱ء سے اس ادارے کا قیام عمل میں آیا تھا، کل سے نیا سال شروع ہو رہا ہے براہ کرم آئندہ سال کے لئے نئی مجلس انتظامی کے انتخابات عمل میں لائے جائیں۔ معتمد نے مشورہ حاصل کی ہوئی ایک تجویز پیش کی جو معمولی رد و بدل کے بعد بالاتفاق آراء منظور کی گئی اور حسب ذیل انتخابات عمل میں لائے گئے۔

صدر۔ عالیجناب مولوی سید نجم الدین صاحب انصاری بی اے ایچ سی ایس

نائب صدر۔ " " مسعود حسن خاں صاحب غوری بی اے بی ٹی۔

معتمد۔ محمد عثمان خاں کمالی۔

شریک معتمد مولوی عبدالرشید صاحب قریشی وکیل۔

خازن سیٹھ عبداللہ صاحب۔

اراکین۔ جناب مولوی کاظم علی مرزا صاحب سرکل انسپکٹر۔

۲۔ مولوی سید مصطفیٰ علی صاحب بی ایس سی پیشکار تحصیل۔

۳۔ ڈاکٹر محمود الحسن صاحب ٹاپکل آفیسر

۴۔ مولوی سید ساجد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت

۵۔ شیام کشور صاحب نائب امین کروڑگیری۔

۶۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ وسطانیہ۔

۷۔ " محمود علی صاحب یزدانی منشی فاضل۔

۸۔ ڈاکٹر مہر الٰہی خاں صاحب۔

۹۔ مولوی عبدالرشید خاں صاحب وکیل۔

۱۰۔ مسٹر گنگادھر راؤ صاحب وکیل حیات نگر۔

۱۱۔ مسٹر ملہار راؤ صاحب وکیل۔

۱۲۔ مولوی سید صفدر حسین صاحب وکیل۔

۱۳۔ " محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ وسطانیہ۔

۱۴۔ " سید قاسم خاں صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ۔

۱۵۔ مسٹر کشن لال صاحب مدرس مدرسہ وسطانیہ۔

۱۶۔ " نگارام راؤ صاحب مددگار

۱۷۔ مولوی سید سبط محمد صاحب کاظمی۔

بعد ختم انتخابات اساتذہ صاحبان، شاخ کے سرپرستوں اور منتخب حضرات کو پھول پہنائے گئے حاضرین کی پان سے تواضع کی گئی جیسے ہی ساڑھے ۶ بجے کے سورج نے سر چھپایا جلسہ برخاست ہوا۔

شاخ روضتین گلبرگہ اردو امتحانات۔ اردو فاضل، اردو عالم کی تعلیم کا انتظام اس سال بھی شاخ روضتین میں کیا گیا ہے۔ تعلیم کے لئے حسب ذیل ماہرانِ تعلیم کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو حضرات ان امتحانات میں شرکت کرنا چاہتے ہیں وہ معتمد ادارہ کے پاس ۱۰ ر اسفندار ۱۳۵۲ف تک اپنی درخواستیں بھیج دیں۔

حصہ نثر و نظم:- جناب مولوی نصیر الدین صاحب ایم اے بی ٹی لکچرار گلبرگہ کالج۔

تنقید ادب:- جناب مولوی محمد بن عمر صاحب ایم اے لکچرار گلبرگہ کالج

سیاسیات و معاشیات:- جناب مولوی احمد عبدالعزیز صاحب ایم اے لکچرار

تاریخ:- جناب مولوی خواجہ معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی۔

فلسفہ:- جناب مولوی علی بن طالب صاحب بی اے بی ٹی لکچرار۔

سائنس:- جناب مولوی سید کریم اللہ صاحب ایم ایس سی لکچرار۔

شعبہ طلبہ رینا پور بتاریخ ۲۰ ر جنوری ۱۹۳۳ء بصدارت مسٹر گو بند را گھویندر راؤ صاحب صدر مدرس مدرسہ رینا پور جلسہ عام منعقد ہوا۔ صدر صاحب نے قیام شعبہ طلبہ پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ طلبہ میں ابھی سے کارکردگی اور خدمت کا جوش ہونا چاہئے۔ اس کے بعد عہدہ داران شعبہ طلبہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر۔ مولوی احمد محی الدین صاحب مدرس۔

نائب صدر۔ الٰہی بخش صاحب۔

معتمد۔ سندر رام پرشو پا صاحب منکوڑے۔

نائب معتمد۔ پنڈت ہری ناتھ صاحب۔ خازن۔ صدر صاحب۔

معتمد کتب خانہ۔ سیو لنگ صاحب۔

ارکان۔ بھاسکر، نائک، عبدالحمید، شیخ احمد، اسمٰعیل، امین، مظفر علی، وشنو ناتھ جوشی، وشنو ناتھ، زین العابدین، عباس، گروناتھ، شفیع الدین، بسوتنگ، وامن، بشیر الدین، بھا سنگھ صاحبان۔

کلیانی میں اردو کا کام | ۱۱ جنوری کو دس بجے صبح مولوی عبدالکریم صاحب وکیل نے ایک میٹنگ اراکین ادارہ و دیگر معززین کی طلب کی تاکہ ادارۂ ادبیات اردو شاخ کلیانی کے بعض اہم اور ضروری مسایل طے کئے جائیں اور اس خصوص میں شاخوں کی توسیع و اشاعت میں ایک تعمیری پروگرام بھی مرتب کیا جائے۔ مولوی غلام معین الدین صاحب معتمد رکن تشہیر، مولوی محمد نیر الدین صاحب منتظم کتب خانہ، مولوی حسن صاحب چودہری رکن، مولوی محبوب علی صاحب مدرس، مولوی منظور احمد صاحب اردو عالم، مولوی محمد علی خاں صاحب اردو عالم اور مولوی محمود حسین صاحب نے بھی شرکت کی۔ ضروری مسائل زیر بحث رہے۔

تعلیم کا باضابطہ انتظام "اردو گھر" کلیانی شریف میں کیا گیا ہے اردو دانی، اردو زبان دانی، اردو عالم، اردو فاضل کی جماعتیں ہر روز سات بجے شب سے ۹ بجے تک ہوتی ہیں۔ مولوی نیر الدین صاحب، مولوی غلام معین الدین صاحب، مولوی محبوب علی صاحب، مولوی منظور احمد صاحب اور عبدالکریم صاحب نے تعلیم کے لئے خدمات پیش کی ہیں۔ مولوی احمد حسین صاحب سابق تعلقدار کی، اپنے عہدہ تعلقداری سے علحدگی کی وجہ سے شاخ ادارہ کی صدارت خالی ہوگئی ہے اس خصوص میں کمیٹی نے مولوی سید سبط نبی صاحب ناظم عدالت کلیانی کا نام پیش کیا۔

مولوی محمد حسن صاحب چودہری کا علمی ذوق قابل ستایش و باعث تقلید ہے آپ کا کتب خانہ کلیانی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے موصوف کی خدمت میں گزارش کی گئی کہ وہ بحیثیت مہتمم کتب خانہ ادارہ کی خدمات قبول فرمائیں اور اپنے گرانقدر کتب خانہ سے عوام کو مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائیں۔

شعبۂ طلبہ کے مردہ جسم میں پھر روح پھونکی گئی اور مولوی محمد علی خاں صاحب اردو عالم کو مجاز گردانا گیا کہ وہ جلد از جلد ضروری انتظامات فرماکر اپنی کابینہ کا اعلان فرمائیں۔

شعبۂ نسوان کے قیام کا مسئلہ بھی زیر بحث رہا اور اس کے قیام پر بہت زور دیا گیا ہمیں امید ہے کہ عنقریب یہ شعبہ بھی پوری توجہ سے کام شروع کر دے گا۔

تعمیری پروگرام پر بہت دیر تک رد و قدح اور بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ آخر کار رکن تشہیر مولوی غلام معین الدین صاحب معتمد کے مشورہ کو زیادہ پسند کیا گیا اس لئے کہ موصوف اپنی ہمہ گیر شخصیت کی وجہ سے سفر کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ اور ہر مقام کے حالات و واقعات سے بھی پوری طرح واقف ہیں۔ طے پایا کہ تعمیری پروگرام کی سمت واری تقسیم کی جائے اور اس پروگرام کو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ ہر ہفتہ میں ختم کیا جائے سفر سیکلوں پر کیا جائے اور اخراجات جس قدر ممکن ہو کم کئے جائیں قبل ازیں مقامات متعینہ کے مقتدر اصحاب سے خط و کتابت کی جائے تاکہ وہ ہماری آمد سے قبل وقت مقررہ پر عوام کا جلسہ طلب کر سکیں جہاں ہم اپنے اس مقبول عام ادارہ کے اغراض و مقاصد اور ضوابط و قواعد کا اظہار کر سکیں اور اس کے بعد صدر و معتمد اور اراکین وغیرہ کا انتخاب انھیں کے مشورہ سے کر کے شاخ قایم کر دیں جن مقامات کا دورہ طے پایا وہ یہ ہیں

راجیشور، ہمنا آباد، چنگوپہ، کریم آباد، ہلی کھیڑ، بھالکی، بھاتکر گھوڑواڑی شریف، بالکنڈہ کا سار، اودا وشاجہانی، ہرتی، نیلنگہ شریف، ٹالہ، ترودی، تمرگہ، گنجوٹی، ملدرگہ، تلچا پور، خانہ پور۔

شاخ شاہ آباد کا جلسہ تقسیم اسناد | ۳۰ جنوری کو افسر کلب میں ۶ بجے شام بصدارت جناب مولوی محمد عماد الدین صاحب اول تعلقدار سرپرست ادارہ جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ آبادی کے کئی سیٹھ ساہوکار اور دیگر سربرآوردہ لوگ نیز نوجوان طلبہ کی ایک تعداد کثیر شریک جلسہ تھی سید محمد نور الحسن صاحب نے روئداد سالانہ سنائی۔ مولوی سید غلام نبی صاحب وکیل ہائیکورٹ نے تقسیم اسناد کی استدعا کی۔ جناب صدر صاحب نے سندیں تقسیم فرمائیں اور مرکز میں اول آنے والے امیدواروں کو (جن کے نام درج ذیل ہیں) انعامات بھی دیے گئے۔

عبد السعید اثر اردو عالم، سید محمد عزیز الحسن اردو زبان دانی، شیخ چاند جیلانی اردو دانی، مرکز آمنہ سلطانہ نجم النساء بیگم اردو دانی۔

انعامات اور اسناد تقسیم کرنے کے بعد جناب صدر نے امیدواروں کو مبارکباد دی۔ سید محمد نور الحسن صاحب نے ادارہ کی مختصر تاریخ بیان کی اور ادارہ کے کارہائے نمایاں کی تفصیل بتائی۔ اور جنرل والاشان پرنس آف برار کی تقریر (جو ٹاؤن ہال باغ عام میں پڑھی گئی تھی) سنانے کی عزت حاصل کی اس طرح بتایا کہ ادارہ کیا اہمیت رکھتا ہے۔ اس دلچسپ تقریر کو سن کر حاضرین بے حد متاثر ہوئے اور ادارہ سے متعلق ہمدردی ظاہر کی سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے جناب نور الحسن صاحب نے شاخ کی سرگرمیوں کا بھی تذکرہ کیا اور کہا کہ اس قلیل عرصہ میں شاخ نے وہ خدمت انجام دی ہے جو ایسے مقام پر بڑی بڑی انجمنیں بھی انجام نہیں دے سکتیں۔ اس کے بعد شاخ کے دارالمطالعہ کے لئے چندہ کی اپیل کی اور کہا کہ رسائل جاری کر کے بھی شاخ کی مدد کی جا سکتی ہے اپیل کی عالیجناب تعلقدار صاحب نے تائید کی کئی اصحاب نے بخوشی سالانہ چندہ دہندگان کی فہرست میں اپنا نام لکھایا۔

معاونین:۔ جناب محمد حسین صاحب سوداگر، جناب عبد الصمد صاحب، مسٹر ڈی۔ بی۔ شاہ صاحب گتہ دار آبکاری، جناب شیخ امام صاحب سوداگر، مسٹر ایرپا صاحب ساہو، مسٹر جمشید جی مہربان جی، جناب سید مسکین محی الدین صاحب۔

اراکین الف:۔ جناب محمد قتال صاحب مدرس، جناب سپروائزر صاحب جناب منیجر صاحب سرسوتی بنک۔

اراکین ب:۔ مسٹر سنگپا چنچور، مسٹر اپا راؤ صاحب محافظ دفتر، جناب عظیم الدین صاحب الفت، جناب عبد السعید صاحب اثر، جناب بدیع اللہ حبیبی صاحب قلندر، مسٹر رامچندر راؤ، ان کے علاوہ جناب محمد امین صاحب نے اخبار "صدق" جناب ایوب صاحب نے "مدرسہ" حیدرآباد اور جناب عبد القیوم صاحب بنگلکار نے اخبار "وقت" جاری کرنے کا وعدہ فرمایا اور جناب تحصیلدار صاحب نے ماہانہ ایک روپیہ چندہ دینے کے لئے کہا۔ آخر میں جناب نور الحسن صاحب نے حاضرین کا اور خصوصاً چندہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا۔

دارالمطالعہ کا معاینہ | جلسہ کے برخواست کے بعد جملہ اصحاب نے شاخ کے دارالمطالعہ کا معاینہ کیا۔ عالیجناب تعلقدار صاحب اور تحصیلدار صاحب بھی ساتھ تھے ادارہ کے دفتر اور دارالمطالعہ کے لئے مولوی سید غلام نبی صاحب وکیل نے اپنے مکان کا ایک بڑا ہال دیدیا ہے موصوف کو ادارہ سے بڑی ہمدردی ہے جملہ اصحاب نے ادارہ کے دارالمطالعہ کو ملاحظہ کیا۔ دیواروں پر مختلف ادیبوں اور شاعروں کی تصاویر آویزاں تھیں۔ میز پر مختلف رسائل اور ادارہ سے متعلق لٹریچر رکھا ہوا تھا۔ انگریزی داں اصحاب نے انگریزی زبان میں شایع شدہ کتابچہ پڑھ کر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اور شاخ کی امداد کا وعدہ فرمایا۔

تعلیم | اردو امتحانات کی تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے دارالمطالعہ روز پانچ بجے شام سے نو بجے تک کھلا رہتا ہے۔

عطیہ | اسی ماہ جناب صابر صاحب کوسنگوی نے اپنے افسانوں کا مجموعہ "آبشار" شاخ کے کتب خانے کے لئے عنایت فرمایا اور جناب

عبدالصمد صاحب نے دارالمطالعہ کے لئے ایک کرسی عنایت کی۔

اقتباس تقریر جناب سید نورالحسن صاحب

شاہ آباد میں ادارہ کی شاخ کو قایم ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گزرا۔ ہماری شاخ کی سرپرستی جناب مولوی عمادالدین صاحب اول تعلقدار جیسی علمی دلچسپی رکھنے والی شخصیت نے اپنے ذمہ لی اور مولوی جعفر حسین صاحب اور مولوی سید غلام نبی صاحب (وکلا ہائیکورٹ) جیسے صدر صاحبان نے ہمیں امداد دی۔ دارالمطالعہ کے قیام کے بعد ہم نے تعلیم کی طرف توجہ کی۔ اردو دانی اور زبان دانی کی جماعتوں کو جناب ظہورالحق صاحب و جناب کامل حسین صاحب نے دلچسپی سے پڑھایا اور اردو عالم کی تعلیم میں نے اپنے ذمہ لی۔ ساتھ ہی ساتھ شاخ نے کئی علمی اور ادبی جلسے بھی کئے اور مشاعرے بھی منعقد ہوئے۔

مرکز ذکور کیسا تھ مرکز امتحانات کا قیام بھی عمل میں آیا اور عالیجناب تعلقدار صاحب نے اپنے صاحبزادی کو بھی امتحان میں شریک فرماکر دوسروں کے لئے قابل تقلید مثال پیش کی۔

نتائج اچھے رہے۔ امتحانات کے بعد کتب خانہ کے قیام کے لئے بہت کوشش کی گئی مگر زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ باشندگان شاہ آباد میں سے اکثر ہمارے ساتھ تعاون عمل نہیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایک وسیع طبقہ ادارہ کے فیض جاریہ سے محروم رہا ہے۔ حاضرین میں سے خاص طور پر ہم سیٹھ ساہوکاروں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے جالوں اور مزدوروں کو اردو سیکھنے کے لئے ادارہ کی درسگاہ کو روانہ کریں اور اگر آپ میں سے کسی کو اردو نہیں آتی ہے تو خود بھی اگر کچھ دیر اردو سیکھیں۔ مقامی عہدہ داروں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنے دفاتر کے چپراسیوں کو اردو دانی کے امتحانات میں شرکت کے لئے مجبور فرمائیں اور صیغہ داروں کو اردو عالم کے امتحانات کی شرکت کی ترغیب دیں اور ادارہ کے کامیاب شدہ امیدواروں کو جو دفاتر میں ملازم ہیں اوروں پر ترجیح دیں۔

ہمیں مسرت ہوتی ہے کہ عالیجناب عمادالدین صاحب ادارہ سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہاں کی شاخ کی ترقی آپ کے خلوص اور ہمدردی کا نتیجہ ہے۔

مرکز امتحانات کے قیام کے لئے ہم انجمن اسلامیہ کی معلمہ صاحبہ سے مدد کے طالب ہیں۔ گزشتہ سال جناب محمود بیگم صاحبہ معلمہ نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا تھا ہم امید رکھتے ہیں کہ اس سال بھی معلمہ صاحبہ طالبات کو اردو امتحانات کی تعلیم دیں گی۔

مجلس انتظامی شاخ شاہ آباد سال حال مجلس انتظامی حسب ذیل اراکین و عہدہ داروں پر مشتمل رہے گی۔

صدر :۔ مولوی میر گوہر علی صاحب موسوی تحصیلدار۔

نائب صدر :۔ مولوی سید غلام نبی صاحب وکیل ہائیکورٹ۔

معتمد :۔ مولوی ابراہیم علی صاحب سررشتہ دار۔

نائب معتمد :۔ مولوی محمد یوسف صاحب۔

اراکین :۔ مولوی سید نورالحسن صاحب، مسٹر راگھوراؤ صاحب، جناب جمال الدین صاحب، سیٹھ ججے کرن جی صاحب، مسٹر سوامی ایم اینگم صاحب، مسٹر دین شاہ صاحب، جناب سید یعقوب صاحب قریشی۔

جلسہ تقسیم اسناد ادارہ شاخ نظام آباد | بتاریخ ۱۳ر جنوری

روز یکشنبہ بوقت ساعت شام بہ سرپرستی جناب محترم مولوی ظہیر احمد صاحب اول تعلقدار ضلع ہٰذا بصدارت مرزا محمد بیگ صاحب اول تعلقدار سابق ضلع ہٰذا جلسہ منعقد ہوا۔

جناب صدر نے موجودہ امیدواروں کو اسناد تقسیم فرمائے سال ۵۲ف کے لیے حسب ذیل عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست :۔ مولوی محترم ظہیر احمد صاحب اول تعلقدار (حسب سابق)

میر مجلس :۔ جناب مولوی نصیر احمد صاحب دوم تعلقدار۔

نائب میر مجلس :۔ ” ” سید احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ۔

معتمد :۔ جناب مولوی محترم محمد احسین خاں صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ

نائب معتمد :۔ محمود عالم سالک مددگار مدرس مدرسہ تحتانیہ قلعہ۔

صدر جلسہ نے اپنی علمی اور ادبی سرپرستی کے سلسلہ میں (صہ) روپیہ کا عطیہ ان امیدواروں کے لیے عنایت فرمایا ہے جو اول دوم سے شاخ نظام آباد میں کامیاب ہیں۔

شعبۂ طلبہ رینا پور | ۹ر فبروری ۱۳۵۲ف بصدارت مولوی احمد محی الدین صاحب مدرس صدر شعبۂ طلبہ ایک تقریری جلسہ منعقد ہوا مضمون تقریر تجارت زراعت سے بہتر ہے۔ جلسہ امین صاحب نے حمد سے شروع کیا۔ نائب معتمد نے گذشتہ جلسہ کی روئیداد پڑھ کر سنائی اس کے بعد تجارت پر بوبا سکوز، رفیع الدین صاحب امین اور مظفر علی نے تقریریں کیں۔ اور زراعت پر بشیر الدین، مانک، پنڈھری، وشوانتھ، گرونانتھ نے تقریریں کیں اس کے بعد صدر صاحب کی اختتامی تقریر پر جلسہ برخاست ہوا۔ آیندہ تقریر سینما بینی کے فوائد اور نقصانات مقرر کی گئی۔

اورنگ آباد | شہر اورنگ آباد میں ادارہ ادبیات کے خدمات ہو رہے ہیں۔ مولوی ارشد علی صاحب جاگیردار نبیرۂ نواب منصور یار جنگ بہادر مرحوم نے بھی ازراہ عنایت اپنی ڈیوڑھی پر اردو دانی و اردو زبان دانی کی دو جماعتوں کے قیام و تعلیم کی ہامی بھری ہے۔ یہ نوجوان تعلیم یافتہ بڑے طبقہ کے جاگیرداروں سے ہیں۔ کاغذی پورہ میں بھی دو جماعت ہائے اردو دانی و اردو زبان دانی کا قیام عمل میں آیا ہے۔

پھولمری میں شاخ کا قیام | جناب دوم تعلقدار صاحب ڈویژن اورنگ آباد نے حین دورہ حالیہ بصدارت عالیجناب نواب حمایت نواز جنگ بہادر ادارہ کی شاخ قایم فرمادی ہے۔ صدر ممدوح نے (سہ) روپیہ کا عطیہ گرانقدر بھی مرحمت فرمایا اور جناب دوم صاحب نے درسی کتب نصاب بھی عطا فرمائے۔ ہیں ادارہ ہٰذا ہر دو صاحبان معز کا علمی دلچسپی و سرپرستانہ توجہات کا بیحد ممنون ہے۔

ہنگولی میں اردو کی تعلیم | ۱ماہ آذر ۱۳۵۲ف ہی سے تمام جماعتوں کا افتتاح کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ مختلف جماعتوں کی تعلیم کے اوقات حسب ذیل ہیں۔

جماعت زبان دانی۔ صبح ۷ تا ۸ بذمہ معتمد۔

” اردو فاضل۔ سہ پہر ۳ تا ۴ مولوی محمد عبداللہ صاحب۔

” ” ” ۴½ تا ۶ شام بذمہ معتمد۔

” اردو عالم۔ صبح ۷ تا ۸ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔

” ” ” شب ۷½ تا ۸½ مولوی ملک ذاکر صاحب اردو فاضل

” اردو دانی۔ ” ” ” لیاقت علی خاں صاحب۔

مولوی ملک ذاکر صاحب کو فرصت نہ ملنے سے اردو عالم کی تعلیم بھی معتمد کے ذمے ہو گئی جس کا سلسلہ ماہ فروردی کے وسط تک جاری رہا۔ شدید مصروفیتوں کے باعث تعلیمی میقات اول ختم کرکے بعض جماعتوں کو تعطیل دیدی گئی ہے تاکہ وہ گھر پر مطالعہ جاری رکھ سکیں۔ وسط خورداد سے پھر دوسری میقات کا آغاز ہوگا اور یقین ہے کہ نصاب مکمل کر لیا جائے گا۔

اس سال امیدواروں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

اردو فاضل ۷، اردو عالم ۵، زبان دانی ۱۰، اردو دانی ۱۲ جملہ ۳۴۔

کتب خانہ کا قیام شاخ کے قیام کے ساتھ ہی عمل میں آیا تھا جس سے تمام امیدوار، معاونین، رفقا اور اراکین شاخ مستفید ہو رہے ہیں۔ ماہ اسفندار ۱۳۵۲ف سے دارالمطالعہ کے لئے ایک علیحدہ کمرہ جو ایک مسجد سے ملحق ہے اور برسر راہ واقع ہے بکرایہ (عـ۱ـصہ) ماہانہ حاصل کیا گیا ہے۔ اور دارالمطالعہ کے لئے تمام ضروری انتظامات بھی کر لئے گئے ہیں۔

اس وقت کتابوں کی تعداد (۱۵۳) ہے اور عطیہ کی شکل میں لئے ہوئے رسائل کی تعداد (۲۰۰) سے کم نہیں ہے۔

یکم اردی بہشت ۱۳۵۲ف سے روزنامہ رہبر دکن بھی سہ ماہ کے لئے جاری کرایا گیا ہے رسالہ سب رس، بچوں کا سب رس، شہاب، ہماری زبان دہلی، عادل دہلی بغرض مطالعہ رکھے جانے والے اخبارات اور رسائل کی فہرست میں داخل ہیں۔

مزید برآں بلدہ سے آنے وقت میں سے ادارہ اور بازار سے کئی منتخب کتابیں خریدی تھیں جو بغرض مطالعہ دی جارہی ہیں۔ اس وقت مطالعہ کرنے والوں کی اوسط تعداد تقریباً (۱۰) ہے۔ آئندہ ہر ماہ مطالعہ کرنے والوں کی تعداد سے بھی مطلع کیا جائے گا۔

بلولی میں اردو کی خدمت کا آغاز

۲ر فروری ۱۹۴۳ء کو مدرسہ تحتانیہ بلولی میں افتتاح شاخ کے لئے ایک جلسہ بصدارت کے ڈی جوشی ڈاکٹر منعقد ہوا مولوی محمد عبدالبصیر صاحب صدر مدرس و معتمد شاخ نے قیام ادارہ کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط کو تفصیل سے بیان کیا۔ مولوی شرف الدین خاں صاحب گنتہ وار اور مسٹر پنڈت راؤ وکیل نے ادارہ کے فوائد پر تقریریں فرمائیں صدارتی تقریر کے بعد حسب ذیل عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔ ادارہ میں سردست امتحان سند اردو دانی اور اردو عالم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا چنانچہ یکم فروری سے ۵½ تا ۷ ساعت شام مدرسہ تحتانیہ بلولی جماعت اردو عالم کی تعلیم آغاز کردی گئی۔

صدر، عالیجناب مولوی علی سجاد صاحب تحصیلدار، معتمد۔ محمد عبدالبصیر صاحب صدر مدرس، نائب معتمد مولوی شیخ احمد صاحب، رکن مولوی ضیاء الدین محمود صاحب سررشتہ دار، مولوی سید افضل صاحب چکیلہ مولوی حسن ممتاز عالم صاحب منتظم پولس، سردار سرین سنگھ صاحب الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب ڈاکٹر علاج حیوانات، مسٹر کے ڈی جوشی ڈاکٹر دواخانہ، مسٹر پنڈت راؤ وکیل، مولوی معین الدین صاحب مولوی مرزا زاہد علی بیگ صاحب، مولوی مرزا یوسف بیگ صاحب مدرس، مولوی سید بشیر احمد صاحب، مولوی شرف الدین خاں صاحب گنتہ وار۔

شاخ بھوم

اردو امتحانات کی تعلیم کا انتظام اور کتب خانہ و دارالمطالعہ کی سرگرمیاں ڈاکٹر نرسنگ راؤ صاحب صدر شاخ کی نگرانی میں عمل میں آچکی ہیں۔ شاخ کے تحت مولوی محمد علی خاں صاحب معتمد شاخ اور مولوی معین الدین صاحب صدر مدرس جملہ نظام الدین درس و تدریس کا کام انجام دے رہے ہیں۔ امیدواران کی تعداد حسب ذیل ہے۔

اردو دانی ۲۱۔ اردو زبان دانی ۱۷۔ اردو عالم ۱۰۔ اور اردو فاضل ۲

اردو امتحانات کی تعلیم کا انتظام مدرسہ تحتانیہ بھوم کے ایک پرفضا کمرہ میں انجام پارہا ہے۔ تعلیم کے اوقات ۸ تا ۱۰ ساعت شب ہیں امیدواروں کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔

کتب خانہ

محمد علی خاں علی بھوموی معتمد شاخ نے ادارہ کے کتب خانہ

کے لیے بچوں کا "سب رس" جاری کیا ہے جس کا ہدیہ تشکر مجلس انتظامی شاخ بھوم صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔

جولہ نظام الدین میں اردو کا کام

بتاریخ ۸ اردی بہشت سنہ ۱۳۵۲ ف معتمد شاخ نے امتحانات کی تعلیم کے سلسلہ میں جولہ نظام الدین کا دورہ کیا ایام دورہ میں مولوی محمد معین الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کے یہاں قیام رہا۔ صاحب موصوف جولہ نظام الدین میں پرخلوص اور بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ شاخ بھوم مولوی صاحب کے ٹھوس خدمات کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں کرسکتا۔ آپ کے بدولت جولہ شاخ کا ایک مکان بنا ہوا ہے۔ یہاں کی مقامی اردو سرگرمیاں واقعی قابل مبارکباد ہیں۔ اردی بہشت سنہ [illegible] ف کو محمد علی خاں صاحب معتمد شاخ بھوم بغرض تنقید تعلیم بھوم روانہ ہو گئے۔

شاخ پرلی کی علمی نمائش

پرلی ہندوؤں کا ایک متبرک اور مقدس مقام ہے ہندوستان کے بارہ جیوتر لنگ میں سے ایک جیوتر لنگ یہاں بھی ہے جو "سری ویجناتھ جی" کے نام سے مشہور ہے ہر سال مہا شیو راتری کے دن جاترا بھرا کرتی ہے۔ دور دور سے زائرین آتے رہتے ہیں اس سال جناب مسٹر چکرپانی صاحب مہتمم مارکٹ کی توجہ اور دلچسپی سے نمائش میں خاص سلیقہ سے کام لیا گیا تھا۔ مختلف چیزوں اجناس اور مویشیوں کے ساتھ ساتھ ادبیات اردو شعبۂ طلبہ کے کاموں کی نمائش کی گئی تھی جس کے لئے جناب مسٹر چکرپانی صاحب مہتمم مارکٹ صدر شعبہ طلبہ نے ([illegible]) روپے خرچ کرکے علحدہ اسٹال بنوا کر دیا جس کے ہم بہت مشکور ہیں مولوی غلام حسین صاحب نے فرش استعمال کے لئے دیا تھا مولوی افلاطون خاں صاحب صدر مولوی ابو نعیم سید اکبر حسینی صاحب معتمد، مولوی غلام حسین صاحب سابق معتمد کی دلچسپی اور انہماک سے یہ علمی نمائش کامیاب رہی حسب ذیل طلبہ نے ہاتھ بٹایا اور مسلسل دو دن تک کام کرتے رہے۔

قاضی محمد عبدالستار فاروقی، محمد ہاشم کرمانی نائب صدر، محمد سعید الدین صدیقی منتظم کتب خانہ، محمد منظر حسین صاحب رکن انتظامی مہتمم صاحب زرعی مددگار صاحب زرعی غربی نے نمائش کو ملاحظہ فرماکر اظہار خوشنودی فرمایا۔

حسب ذیل نقشہ جات اور تصاویر نمائش میں رکھ دیے گئے تھے۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں کے ہم ممنون ہیں کہ صاحبہ موصوف رکن ہونے کی وجہ سے نمائش کے لئے فرنیچر ٹیبل وغیرہ کا انتظام کروایا۔ نمائش کی بعض چیزیں یہ تھیں۔

حیدرآباد کا نقشہ بناکر یہ بتلایا گیا کہ ریاست میں کتنی شاخیں قائم ہیں، ادارۂ ادبیات اردو کی شاخیں اور ان کے ارباب کار اردو زبان کی وسعت اور اس کا حیرت انگیز پھیلاؤ ایک بڑے تیر دار کے شکل میں دکھایا گیا تھا اور اس کے اجزا کو مختلف رنگوں سے ممتاز نمایاں کیا گیا تھا، دوسری زبانوں سے اردو کا لسانی تعلق اس چارٹ میں بتلایا گیا تھا کہ اردو کے اجزائے ترکیبی میں کن کن السنہ نے حصہ لیا ہے نیز یہ کہ اب اردو ان سب زبانوں کی معنوی خوبیوں سے مالامال ہے، ہندوستان میں اردو جاننے والوں کی اکثریت ریڈیو کے ذریعہ جو مختلف متعدد زبانوں میں تقاریر نشر کی جاتی ہیں ان میں اردو کا کیا درجہ ہے۔ اخبار و رسائل جو مختلف زبانوں میں شائع ہوتے ہیں اس میں اردو زبان کی کیا حیثیت ہے۔ سنہ ۱۹۴۲ع کے کامیاب شدہ امیدواران جو اردو کے امتحانات میں مختلف شاخوں سے شریک ہوئے تھے اس میں فیصد کامیابی کا اوسط قائم کرکے ان کی ممتاز کامیابیوں کو نمایاں کیا گیا تھا مجلس اردو امتحانات کے عہدہ داران و اراکین۔ ادبیات اردو حیدرآباد کے

سرپرست۔ اردو زبان ہم تک کیسے پہنچی اس کو نقشہ کے ذریعہ بتلایا گیا۔ شعبہ جات ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد کے معتمدین کے نام۔ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد کے اغراض و مقاصد شعبۂ طلبہ کے اغراض و مقاصد۔ ہندوستان میں اردو ادب کی خدمت کہاں کہاں کی جارہی ہے۔ عہدہ داران ادبیات اردو پرلی۔ عہدہ داران شعبۂ طلبہ پرلی۔

حسب ذیل فوٹو رکھے گئے تھے۔

نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر سابق سرپرست ادارہ۔

نواب سر حافظ محمد احمد سعید خاں نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر سرپرست ادارہ۔ نواب سالار جنگ بہادر کا معاینۂ ادبیات اردو۔ سرپرست اعلیٰ ادارہ ادبیات اردو۔ دُرِّشہوار تقسیم اسناد فرمارہی ہیں۔ ادبیات اردو کے چند ارباب کار جن کی فوٹو ہم کو دستیاب ہوئی۔ مولوی افلاطون صاحب، مولوی اکبر حسین صاحب نے تعلیم شروع کروی ہے۔ اب تک اردو عالم میں ۸ طلبہ اردو دانی کے ۲۵ طلبہ زبان دانی کے۔ اطلبہ تعلیم پارہے ہیں ابھی شرکت کی توقع ہے۔

پرلی میں تقریری جلسہ

۱۹ فروری ۴۴ء کو شعبۂ طلبہ کی جانب سے ایک تقریری مقابلہ بہ صدارت جناب اکبر حسین صاحب معتمد ادارۂ ادبیات اردو پرلی منعقد کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز حافظ ظہیر الدین صاحب قادری مشائخ کی قرأت اور اظہر الدین صاحب مصطفیٰ حسین صاحب، محمد عبدالکریم صاحب، عبدالوکیل صاحب کی نعت سے ہوا۔ اس کے بعد گزشتہ جلسے کی روئداد سنائی گئی تقریر کا عنوان "سینما بینی کے فوائد و نقصانات" مقرر کیا گیا تھا موافقت میں ظہیر الدین صدیقی۔ محمد ہاشم صاحب کرمانی اور مخالفت میں قاضی عبدالستار صاحب

فاروقی ستار، مظہر حسین صاحب آزاد، اسد اللہ حسینی صاحب نے تقریریں کیں۔ آخر میں صدر جلسہ اور مولوی افلاطون خاں صاحب نے فاضلانہ تقریریں کیں اور طلبہ کی معلومات میں اضافہ کردیا۔ آخر میں سعید الدین صاحب صدیقی کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ مولوی غلام حسین صاحب نے باوجود ناسازئ مزاج جلسہ میں شرکت فرمائی۔

کاماریڈی میں تقسیم اسناد اردو

۲۶ فروری ۴۴ء بروز جمعہ بوقت ۵ ساعت شام مرکز ادارۂ ادبیات اردو کاماریڈی کی جانب سے جلسۂ عام زیر صدارت جناب مولوی سید رشید الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی منصف تعلقہ کاماریڈی بہ مقام افسر کلب کاماریڈی منعقد ہوا۔ جس میں دو سالہ رپورٹ منجانب معتمد پیش کی گئی۔ اس جلسہ میں جملہ عہدہ داران مقامی گزٹیڈ و نان گزٹیڈ و شرکاء امتحان شریک تھے۔ جناب تحصیلدار صاحب دورہ پر ہونے سے شریک نہ ہوئے۔ بعد تحریک صدارت منجانب معتمد و تائید راجہ ہرچندر صاحب مددگار مہتمم کوتوالی صدر صاحب نے اسناد تقسیم فرمائے۔ منجانب ایک خیر اندیش ترقی اردو۔ ادیب النساء بیگم معمر (۱۰) سالہ بچی کو بطور انعام کامیابی پر ایک تمغہ دیا گیا۔ معتمد مرکز نے اردو کی ترقی و اشاعت اور تعلیم بالغان کے بارہ میں مناسب موقع تقریر کر کے لوگوں کو ابھارا۔ اس تقریر کی تائید میں مولوی اسد اللہ صاحب رضوی بی اے بی ٹی صدر مدرس وسطانیہ کاماریڈی نے بھی ایک پرمغز تقریر فرمائی۔ حاضرین جلسہ نے فراہمی امیدواران کے بارہ میں امکانی کوشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ حاضرین کو چاء نوشی کرائی گئی اس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

شاخ چینتاپور میں یوم اردو

ادارۂ ادبیات اردو شاخ چینتاپور کے زیر

اہتمام بتاریخ ۱۱ و ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء بروز پنجشنبہ و جمعہ بمقام مدرسہ وسطانیہ "یوم اردو" منایا گیا۔ جلسۂ تقاریب میں مقامی عہدہ داران کے علاوہ معززین و ذی علم اصحاب کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حسب ذیل پیامات سنائے گئے۔

۸ رفروری ۱۳۵۲ف — پیام عالیجناب نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات

" اس ملک میں اردو زبان کی مقبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو کی جو شاخیں مختلف اضلاع میں کام کر رہی ہیں۔ ان کی کامیابی خود اس بات کی دلیل ہے۔ ادارہ کے امتحانات بہت ہر دلعزیز ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہر سال بڑھتی ہوئی تعداد میں ہر مذہب و ملت کے امیدوار طبقۂ ذکور و اناث سے ان امتحانات میں شریک ہو کر کامیاب ہوتے اور اسناد حاصل کرتے ہیں۔

ہمارا ملک جس کی سرکاری زبان اردو ہے اس کی یہ بڑی خدمت ہے جو مرکزی ادارۂ ادبیات اردو اور اس کی اضلاع کی شاخیں انجام دے رہی ہیں۔ دنیا میں وہ کام سب سے بہتر ہوتا ہے جس کو مخلصانہ طور پر بغیر مالی منفعت کے انجام دیا جائے۔ لہذا آپ لوگ خاموشی اور محنت سے کام کئے جائیے۔ اس کا سب سے بہتر صلہ ملک کا فائدہ اور خداوند تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

---

۱۴ رفروری ۱۳۵۲ف — پیام عالیجناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور

" یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ شاخ چینتاپور کی جانب سے یوم اردو منایا جا رہا ہے جس کی صدارت مولوی عبدالحمید صاحب بی اے ڈویژن افسر جیسے معزز علم دوست فرما رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے یقین ہے کہ یہ تقریب بہت کامیاب رہے گی۔

اردو ہندوستان کی ایک مشترکہ قومی میراث ہے۔ اور اس کی ترقی کے لئے جتنے بھی ذرائع اختیار کئے جائیں کم ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اضلاع اور دیہات میں اردو کے آپ جیسے خدمت گزار پیدا ہو گئے ہیں۔ جو بغیر کسی تعصب کے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اس قومی زبان کی ترقی و اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

---

۵ اردی بہشت ۱۳۵۲ف — پیام نواب بہادر یار جنگ بہادر

مکرمی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کا ادارہ یوم اردو منا رہا ہے۔ اردو زبان کی حفاظت و ترقی ہر ہندوستانی کا مقدس فریضہ ہے۔ اس کی حفاظت میں ہندو مسلم مشترکہ تہذیب کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں اردو ہی ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کا ذریعہ بنے گی۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کے یہ اجتماع کامیاب ہوں۔

---

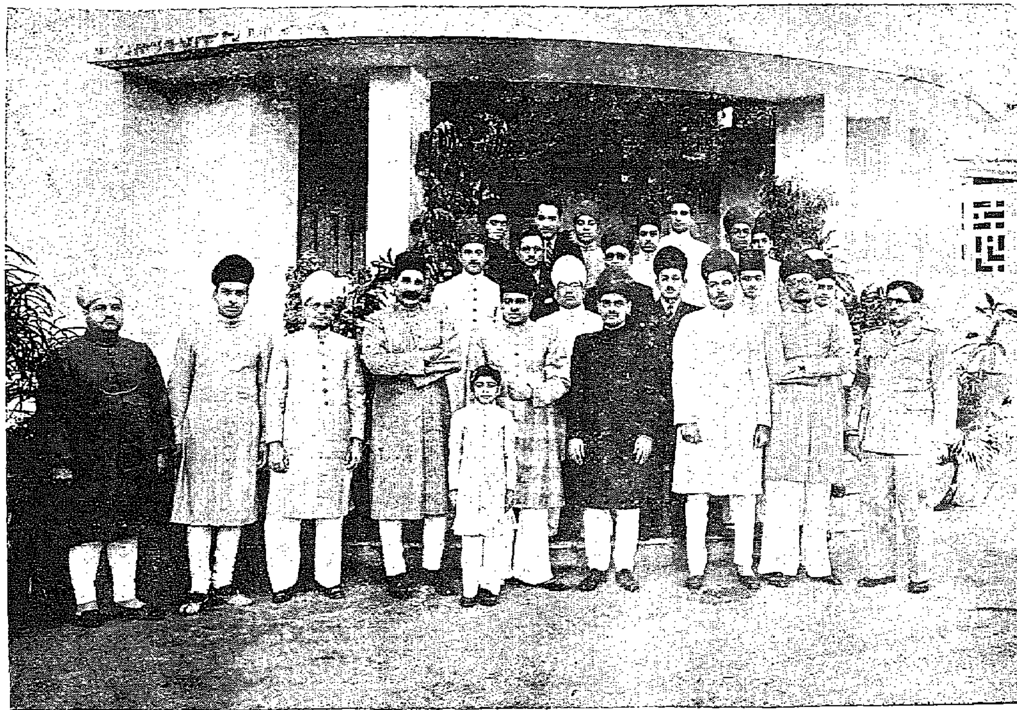
۴ اردی بہشت ۱۳۵۲ف — پیام مسٹر راگھوندر راؤ جذب وکیل عالمپور

مکرمی تسلیم۔ مزاج گرامی

اردو خالص ہندوستان کی زبان ہے جو ہندو اور مسلمان کے اشتراک سے بنی۔ دکن میں پیدا ہوئی۔ اور پرورش پا رہی ہے۔ اس ملک و مالک کی زبان کو ترویج دینا ہر ہندو مسلمان کا فرض ہے۔ اور یہ نہایت ضروری ہے کہ فارسی، عربی، سنسکرت کے الفاظ سے پرہیز کیا جائے۔

میں طرح میں غزل تو نہیں کہتا جس سے پہلے واقف کرا چکا ہوں۔ اس لئے اردو سے متعلق ایک نظم اور ایک رباعی ابلاغ خدمت ہے۔ ممکن ہو تو کسی موقع پر پڑھا دیجئے۔ اور نتیجہ یوم اردو سے مطلع کیجئے۔ میری دعا ہے کہ یوم اردو کامیاب ہو۔

نواب صدر اعظم بہادر کا معائنہ ادارۂ ادبیات اردو



دائیں سے بائیں طرف - پہلی صف - (۱) اے ڈی سی صاحب صدر اعظم بہادر (۲) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی معتمد شعبۂ تاریخ (۳) نواب مرزا سیف علیخاں صاحب ناظم کتب خانہ ادارہ - (۴) مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری رکن مجلس انتظامی (۵) ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد ادارہ - (۶) عالیجناب سر ڈاکٹر کرنل حافظ محمد احمد سعید خاں بہادر صدر اعظم و سرپرست ادارہ - (۷) مولوی لیاقت اللہ خاں صاحب نائب صدر ادارہ - (۸) مولوی ناصرالدین احمد صاحب (۹) مولوی کرم اللہ خاں صاحب پرسنل مددگار صدر اعظم بہادر -

دوسری صف - (۱) مولوی حمید الدین صاحب شاہد مدیر سب رس - (۲) مولوی معین الدین احمد صاحب انصاری مدیر سب رس (بچوں کیلئے) - (۳) مولوی فیض محمد صاحب صدیقی معتمد اردو انسائیکلوپیڈیا - (۴) ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب معتمد شعبۂ زبان - (۵) مولوی سید محمد صاحب معتمد شعبۂ شعراء مصنفین دکن -

تیسری صف - (۱) مولوی عبدالقادر صاحب سروری معتمد شعبۂ اردو امتحانات - (۲) مولوی رحیم الدین صاحب ظہیرآبادی سابق نائب صدر شعبہ طلبہ - (۳) مولوی سراج الدین احمد صاحب - (۴) مولوی میر باسط علیخاں صاحب - (۵) مرغوب الدین احمد صاحب معتمد شعبہ طلبہ - (۶) ڈاکٹر مرزا غفار بیگ صاحب - (۷) مولوی سید بادشاہ حسین صاحب معتمد اردو انسائیکلوپیڈیا - (۸) مولوی غلام جیلانی صاحب -

اِدارہ کی خبریں

چینتاپور میں نمائش مطبوعات ادارہ | ۱۱ مارچ ۱۹۴۳ء کو شام کے ۴ بجے مولوی عبد الحمید صاحب بی اے۔ ڈویژنل افسر و صدر ادارۂ ادبیات اردو شاخ چینتاپور نے مطبوعات ادارہ کی نمائش کا افتتاح فرمایا۔ مطبوعات کو مختلف مضامین مثلاً ادب، تاریخ، ادب اطفال، ادب نسواں، مجموعۂ کلام، سائنس وغیرہ میں تقسیم کرکے علحدہ علحدہ میزوں پر قرینہ سے سجایا گیا تھا۔ علم دوست حضرات نے کافی دیر تک مطبوعات کو ملاحظہ فرمایا۔ ادارۂ ادبیات اردو کی خاموش علمی و ادبی خدمات سے سب متاثر نظر آرہے تھے۔

تقریری مقابلہ | پونے سات بجے ڈویژنل افسر صاحب کی صدارت میں تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ گلپوشی کے بعد مولوی محبوب خاں صاحب یوسف زئی بی اے ڈپ ایڈ معتمد ادارہ نے تقریر کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی بعد ازاں "تجارت بہتر ہے یا زراعت" کے عنوان پر چھ منتخب طلبائے مدرسہ وسطانیہ نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا۔ مولوی خواجہ معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی صدر ادارہ ادبیات اردو شاخ رونقین گلبرگہ مولوی عبد القادر خاں صاحب ناصر تحصیلدار علاقہ پائیگاہ اور ڈاکٹر مرزا غوث بیگ صاحب میڈیکل افسر دواخانہ جاگیر نے علی الترتیب زبان، مواد اور طرز بیان کی جانچ فرمائی کمسن مقررین کی تقاریر بہت پسند کی گئیں۔ چنانچہ عبد الستار خاں یوسف زئی (متعلم پنجم) اول اور مرزا ابراہیم بیگ (متعلم چہارم) دوم آئے اول آنے والے مقرر کو معتمد ادارہ نے اپنی جانب سے ایک نقرئی تمغہ اور دوم آنے والے مقرر کو عارف صاحب نے بصورت نقد انعام دوم مرحمت کیا۔ معزز مہمان مولوی خواجہ معین الدین صاحب نے بھی ایک مزید نقرئی تمغہ عبد الستار خاں یوسف زئی کو عطا فرمایا۔ سر مغرب یہ دلچسپ تقریری مقابلہ اختتام کو پہنچا۔

مشاعرہ | شب میں ساڑھے گیارہ بجے زیر صدارت مولوی عبد القادر خاں صاحب ناصر تحصیلدار علاقہ پائیگاہ بزم مشاعرہ منعقد ہوئی۔ پردہ نشین خواتین کے لئے معقول انتظام تھا معتمد ادارہ نے گلپوشی کے بعد مشاعروں کی افادیت پر مختصر سی تقریر کی۔ ہر دو معلنہ طرحی مصرعوں پر (۱) آپ میرے نہ زندگی میری (۲) ذرہ ذرہ اک جہاں ہے فکر انسان کے لئے) مقامی شعرا میں سے انور، با نو، تیغ، رشید، عطا، عتیق، عاجز، عارف، محروم، محبوب، اور ولی نے اپنا کلام سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ بعد ازاں احمد، جمالی (والی سلیٹ گلبانی) حمد، صوفی، تعلیمی، عطا کلیانوی منصف اور نذیر کا مرسلہ کلام پڑھوایا گیا۔ تقریباً ہر مصرع پر حاضرین نے داد دی۔ سب سے آخر میں صدر محترم جناب ناصر نے اپنا کلام سنایا تو اہل محفل نے بار بار خراج تحسین ادا کیا معتمد کے شکریہ کے بعد یہ دلچسپ محفل ڈھائی بجے برخاست ہوئی۔

جلسۂ تقسیم اسناد | ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء کو بوقت ۶ ساعت شام زیر صدارت مولوی عبد الحمید صاحب بی اے۔ ڈویژنل افسر جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات منعقد ہوا۔ گلپوشی کے بعد مولوی عبد الرحمن صاحب عطا نے بعنوان "ادارہ ادبیات اردو شاخ چینتاپور کی کہانی عطا کی زبانی" ایک نظم سنائی۔

پیامات | عارف صاحب نے نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات، ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور، نواب بہادر یار جنگ بہادر اور پنڈت راگھوندر راؤ صاحب جذب وکیل عالمپور کے پیامات پڑھ کر سنائے جو یوم اردو کے لئے اصحاب معزز نے معتمد کے نام روانہ کئے تھے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے ہماری زبان نامی نظم سنائی جس کے بعد سید فرید علی صاحب صیغہ دار نے پنڈت راگھوندر راؤ صاحب جذب کی

ایک رباعی اور ایک نظم سنائی جو خاص طور سے یوم اردو حیدرآباد کے لئے زبان اردو کی توصیف میں لکھی گئی تھی معتمد نے اردو کی ہمہ گیری پر روشنی ڈالتے ہوئے مقامی اصحاب سے تعاون کی درخواست کی۔ اور امتحانات ادارہ بابتہ ۱۹۴۲ء میں کامیابی حاصل کرنے والوں کو اسناد و تمغے مرحمت کرنے کی جناب صدر سے استدعا کی۔ چنانچہ حسب تفصیل ذیل انعامات و اسناد تقسیم کئے گئے۔

اسناد و انعامات | امتحان اردو عالم، شریک ٦ کامیاب عماد الدین صاحب ریاست میں اول طلائی تمغہ معطیہ آنریبل سر عبدالعزیز صاحب صدر المہام عدالت۔

عماد الدین صاحب مرکز میں اول۔ نقرئی تمغہ معطیہ مولوی عبدالحمید صاحب بی اے۔ ڈویژن افسر۔

محمد عمر صاحب ریاست میں دوم۔ نقرئی تمغہ معطیہ مولوی عبدالقادر خاں صاحب ناصر تحصیلدار۔

اردو زبان دانی، شریک ۵ کامیاب۔ اللہ بخش مرکز میں اول نقرئی تمغہ معطیہ ڈاکٹر مرزا غوث بیگ صاحب۔

اردو دانی ۱۰ شریک ۹ کامیاب۔ ذکور مرکز میں اول۔ عبدالستار خاں یوسف زئی نقرئی تمغہ معطیہ مولوی عزیز الدین صاحب تحصیلدار۔

اردو دانی ۵ شریک ۵ کامیاب۔ اناث۔ عزیز بانو اختر پاشا ریاست میں اول۔ نقرئی تمغہ معطیہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسواں صدر ادارہ۔

عزیز بانو مرکز میں اول نقرئی تمغہ معطیہ میر صدیق علی صاحب

تقسیم اسناد و انعامات کے بعد حمید الدین صاحب نے ایک نظم اردو کی تعریف میں پڑھی۔ آخر میں صدر جلسہ نے یوم اردو کی اہمیت کو بتاتے ہوئے بیانات اور نظموں کے حوالے سے حاضرین جلسہ کو اردو کی خدمت کرنے اور ادارہ کی امداد کرنے کی طرف متوجہ فرمایا۔

سلطان العلوم کی دعائے سلامتی کے بعد معتمد نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور سر مغرب یہ جلسہ برخاست ہوا۔

اردو انسائیکلوپیڈیا کا کام

اردو انسائیکلوپیڈیا کی مجلس انتظامی کا ایک جلسہ بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۴۳ء ساڑھے پانچ بجے دن ادارہ کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل ارکان نے شرکت فرمائی۔

۱۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صدر

۲۔ ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے پی ایچ ڈی۔ ڈی ایس سی

۳۔ ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب ایم اے۔ ڈی فل۔ (آکسن)

۴۔ مولوی سید شاہ محمد صاحب ایم ایس سی۔

۵۔ مولوی سید بادشاہ حسین صاحب۔

٦۔ مولوی فیض محمد صاحب بی اے۔ ایم ایڈ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معتمد

سب سے پہلے مقررین نے طباعت کے مسئلہ کو حل کرنے کی کارروائی پیش کی جس پر تبادلۂ خیال ہوا اور دار الطبع۔ الہ آباد پریس۔ اعظم اسٹیم پریس کے نمونوں اور نیا دی ٹائپ کے مطبوعہ نمونے پر وضاحت اور کفایت کے اعتبار سے غور کیا گیا۔ اور اس مسئلہ کو مزید غور کی خاطر آئندہ کے لئے اٹھا رکھا گیا۔

الف ممدودہ کے الفاظ کے آخری بار انتخاب کا کام شروع کیا گیا۔ اور ایک کثیر تعداد میں غیر ضروری الفاظ خارج کئے گئے۔ انتخاب کے بعد طے پایا کہ خارج شدہ الفاظ کی فہرست تیار کر کے متعلقہ مضامین کے حضرات کے پاس روانہ کی جائے تاکہ خارج شدہ الفاظ میں سے جو ان کی رائے میں ضروری سمجھے جائیں ان پر مجلس میں مکرر غور کیا جائے۔

طے پایا کہ ہر مضمون کی فہرست مکمل ہو جانے کے بعد مضمون سے متعلقہ شعبہ کے حضرات کو مجلس انتظامی کے ساتھ تبادلۂ خیال

کرنے کی دعوت دی جائے اور ماہرین کی موجودگی میں ان کی رائے حاصل کرکے حذف و اضافہ کیا جائے۔

دوسرا اجلاس

اردو انسائیکلوپیڈیا کی مجلس انتظامی کا ایک دوسرا اجلاس بتاریخ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۴۳ء ادارے کے دفتر میں شام کے ساڑھے پانچ بجے منعقد ہوا حسب ذیل حضرات نے شرکت فرمائی۔

۱۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ــــ صدر۔
۲۔ پروفیسر وحید الرحمن صاحب صدر شعبہ طبیعیات جامعہ عثمانیہ۔
۳۔ ڈاکٹر سید حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی (لندن) مجلل ۔ ۔
۴۔ ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے پی ایچ ڈی۔ ڈی ایس سی۔
۵۔ مولوی نصیر احمد صاحب عثمانی ایم ایس سی۔
۶۔ پروفیسر محمد علی خاں صاحب اے آر سی ایس۔ بی ایس سی (لندن)
۷۔ ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب ایم اے۔ ڈی فل (آکسن)
۸۔ مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ایل ایل بی۔
۹۔ مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے۔
۱۰۔ مسٹر گنیش چند۔ بی اے۔ ڈپٹی اڈیٹر۔
۱۱۔ مولوی سید بادشاہ حسین صاحب ــــ معتمد
۱۲۔ فیض محمد صدیقی بی اے۔ ایم ایڈ ــــ معتمد

اس جلسہ میں ادارہ کی مرتب کردہ فہرست طبیعیات جو ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی کے یہاں نظر ثانی کی غرض سے روانہ کی گئی تھی پیش کی گئی۔ اور کام کے نقطۂ نظر کے لحاظ سے الفاظ کا انتخاب کیا گیا۔ وقت کی کمی کے باعث کام ختم نہ ہوسکا۔ اور بقیہ حصہ مرتبہ فہرست کے ساتھ پروفیسر وحید الرحمن صاحب صدر شعبہ طبیعیات جامعہ عثمانیہ کو نظر ثانی اور مشورہ کے لیے دیا گیا تاکہ آئندہ اجلاس میں الفاظ کے انتخاب میں مزید سہولت ہوسکے۔

ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی نے یہ رائے دی کہ سائنس و ریاضیات کی مصطلحات کی فہرست علٰحدہ تیار کی جائے۔ اور سائنس دانوں اور ریاضی دانوں کی فہرست علٰحدہ تیار کی جائے۔ نیز آپ کی یہ تحریک بھی منظور ہوئی کہ علوم میں بھی جہاں ایسی تقسیم مفید ثابت ہو وہیں عمل کیا جائے۔

وقت کی کمی کے باعث اس جلسہ میں تعلیمیات اور جغرافیہ کے الفاظ کے انتخاب کا کام نہ ہوسکا۔

بیڑ میں اردو کی نمائش

۲۹ و ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۴۳ء کو بیڑ میں ضلع کانفرنس بصدارت مولوی سید علی اصغر صاحب بلگرامی صوبہ دار اورنگ آباد منعقد ہوئی۔ اور اس سلسلے میں مصنوعات ملکی و نمائش جانوران کی گئی تھی۔ مسٹر چکرپانی صاحب مہتمم مارکٹ پرلی صدر شعبہ طلبہ کو ادارہ سے خاص دلچسپی ہے چنانچہ موصوف خود اپنے اخراجات سے محمد سعید الدین صاحب صدیقی منتظم کتب خانہ شعبہ طلبہ کو اپنے ساتھ بیڑ لے گئے تاکہ بیڑ میں ادارہ کی طرف سے اردو کے کاموں کی نمائش کی جائے۔ ہزارہا لوگوں نے اس نمائش کو دیکھ کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ عالیجناب صوبہ دار صاحب نے ۳۰ مارچ کو تمام عہدہ داروں کے ساتھ نمائش اردو ادبیات کا معائنہ فرمایا۔ اور اظہار پسندیدگی فرمایا۔ یہ شعبہ طلبہ کی تیسری ادبی نمائش تھی۔

مجلس ادبیات اطفال

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء چھ بجے کلیہ نسواں میں مجلس ادبیات اطفال کا اجلاس منعقد ہوا جس میں حسب ذیل خواتین و اصحاب نے شرکت کی۔

۱۔ محترمہ رفیعہ بیگم صاحبہ (مسز زین یار جنگ بہادر) صدر
۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور

۳۔ محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم اے۔
۴۔ ہادی حسن صاحب بلگرامی بی اے (آنرز)
۵۔ سعیدہ مظہر صاحبہ۔
۶۔ رفیعہ سلطانیہ صاحبہ۔
۷۔ سلطانہ عزیز صاحبہ
۸۔ سیدہ جعفری صاحبہ
۹۔ رضیہ بیگم صاحبہ
۱۰۔ رابعہ بیگم صاحبہ
۱۱۔ میر حسن ایم اے ـــــ معتمد

ڈاکٹر زور صاحب نے چار نئے مسودے پیش فرمائے۔

(۱) حیدرآباد از رفیعہ سلطانہ (۲) غالب از سعیدہ مظہر (۳) نظیر اکبرآبادی از سیدہ جعفری (۴) اشوک از سلطانہ عزیز

طے پایا کہ یہ چاروں مسودے شایع کرادئے جائیں۔

یہ بھی طے پایا کہ ہماری مجلسوں کی کتابیں دو قسم کی ہوں گی۔ ایک وہ جو چار تا آٹھ سال کے بچوں کے لئے لکھی جائیں گی اور دوسری وہ جن کے پڑھنے والوں کی عمر آٹھ تا چودہ سال ہوگی۔ چار سے آٹھ سال تک کے بچوں کے لئے نمبر (۶ تا ۱۱) طالبات چھوٹی میں ایک ایک کتاب تیار کریں گی۔ ہادی حسن صاحب "چاند" پر ایک کتاب اپنی اولین فرصت میں تیار فرمادیں گے۔

طے پایا کہ مجتبیٰ حسین صاحب نقوی کو بھی مجلس ہذا کا رکن بنایا جائے۔ یہ تصفیہ بھی ہوا کہ "اشوک" کا مسودہ ہادی حسن صاحب کو اور نظیر اکبرآبادی کا مسودہ معتمد صاحب مجلس کو نظرثانی کے لئے دیا جائے۔

آخر میں یہ بھی طے پایا کہ خواجہ حمید الدین صاحب شاہد نائب معتمد کی واپسی کے بعد شایع شدنی مسودات کے لئے ادارۂ ادبیات اردو کے فراہم کردہ کاغذ میں سے حسب ضرورت کاغذ حاصل کرلیا جائے۔

صدر صاحبہ کی یہ تحریک منظور ہوئی کہ ماترلنک کی کتاب "شہد کی مکھی" کا ترجمہ کرایا جائے۔

ادارے کی عمارت

ادارۂ ادبیات اردو کی مجلس عمارت (بلڈنگ کمیٹی) کا اجلاس دفتر ادارہ میں چہارشنبہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء شام کے سات بجے منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی۔

آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر ادارہ ـــ صدر
نواب زین یار جنگ بہادر چیف آرکٹکٹ سرکار عالی۔
مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری معتمد سیاسیات۔
مولوی سید محمد اعظم صاحب ناظم تعلیمات۔
پروفیسر حبیب علی خاں صاحب پرووسٹ جامعہ عثمانیہ۔
مولوی انوار اللہ صاحب ناظم تعمیرات جامعہ عثمانیہ۔
ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور معتمد اعزازی ادارہ ـــ معتمد
مولوی محمد لیاقت اللہ خاں صاحب معتمد فینانس ونائب صدر ادارہ نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ وہ اس وقت ایک سرکاری کمیٹی میں مصروف رہنے کے باعث شرکت سے معذور رہیں۔

معتمد نے ادارہ کی عمارت سے متعلق گزشتہ چار پانچ سال سے جو کارروائی ہوتی رہی اس کی تفصیل مختصراً بیان کی۔ اور سرکاری محکموں سے جو مراسلتیں ہوئیں اُن کا خلاصہ پیش کیا۔ ادارہ کے لئے کسی موزوں سرکاری عمارت کی فراہمی سے متعلق مختلف متبادل تجاویز پر غور کرنے کے بعد مجلس نے بالاتفاق دو تحریکیں منظور کیں جن کے کام کا آغاز ہوچکا ہے۔

خانہ پور میں اردو اسناد

جب یہ اطلاع خانہ پور پہنچی کہ ادارہ ادبیات اردو کا دفتر بہ سرکردگی مولوی خواجہ حمید الدین صاحب شاہد

خانہ پور تشریف فرما ہونے والا ہے تو کارکنان شاخ نے انعقاد جلسہ تقسیم اسناد کا انتظام شروع کر دیا۔ مولوی محمد لائق علی صاحب تحصیلدار خانہ پور نے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار فرما کر ایک یوم قبل آبادی میں منادی کا انتظام فرما دیا۔ مولوی ابو سعد سید اسمٰعیل صاحب صدر ادارہ کی جانب سے روانہ فرمائے گئے تھے۔

مولوی عبدالرشید خاں صاحب معتمد خانگی مصروفیات کی وجہ سے شریک انتظام ہونے سے قاصر تھے، اس لئے رضا حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ نے معتمدی کے فرائض انجام دیئے۔

۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء بوقت ۵ بجے شام مدرسہ خانہ پور میں عوام و سرکاری ملازمین اور طلبہ مدرسہ کا ایک کثیر اجتماع ہوا، جن میں قابل ذکر جناب تحصیلدار، جناب ڈاکٹر صاحب، جناب منتظم صاحب پولس، مولوی غلام احمد صاحب محرر پولس، مولوی عبدالباسط خاں صاحب سوداگر، مولوی اکرام الدین صاحب صیغہ دار مولوی محمد مولنا صاحب چیچک برار، مسٹر گنڈا سے راؤ صاحب مددگار، مولوی سید محی الدین صاحب اول مددگار مدرس تھے۔

تحریک صدارت کے بعد مولوی محمد لائق علی صاحب تحصیلدار نے کرسی صدارت کو زینت بخشی، رضا حسین صاحب صدر مدرس نے رپورٹ سنائی جس میں کامیاب امیدواروں کا تناسب سال گزشتہ کے ساتھ بیان فرمایا۔ صدر جلسہ نے مسرت کی فضا میں کامیاب امیدواروں کو اسناد تقسیم فرمانے کے بعد خطبہ صدارت ارشاد فرمایا اور آئندہ ادارہ کے کاموں میں کافی دلچسپی اور امداد کا وعدہ فرمایا، مولوی لائق علی صاحب صدر جلسہ ایک روشن خیال اور علم دوست معزز عہدہ دار ہیں آپ کی شرکت و صدارت سے جلسہ بخوبی کامیاب رہا۔

خطبہ صدارت کے بعد مولوی ابو سعد سید اسمٰعیل صاحب حسینی نے اپنی تقریر میں ادارۂ ادبیات اردو کے اغراض و مقاصد پر وضاحت سے روشنی ڈالی اور یہ واضح فرمایا کہ ادارہ کی توسیع اور اشاعت وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

بردا پور میں جلسہ تقسیم اسناد اردو | بتاریخ ۲ اپریل سنہ ۴۳ء

بوقت شب ادارۂ ادبیات اردو کے تقسیم اسناد کا جلسہ بمقام مدرسہ تحتانیہ بردا پور بہ تحریک قاضی سید غیاث الدین صاحب معتمد و بتائید مسٹر کرشنا جی صاحب رکن شاخ ہذا مولوی سید حسن الدین صاحب بی اے بی ٹی ناظر تعلیمات حلقہ اول ضلع بیڑ کی صدارت میں منعقد کیا گیا جس میں اراکین مجلس انتظامی و امیدواران کے علاوہ دیگر حضرات مثلاً مولوی شیخ حسین صاحب محرر پولس و مولوی محمد نصیر الدین صاحب جمعدار پولس و مولوی غلام احمد صاحب قاضی بردا پور نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز مولوی سید فخر الدین صاحب رکن شاخ کے قرأت و نظم سے ہوا۔

اس کے بعد قاضی سید غیاث الدین صاحب معتمد شاخ نے گزشتہ سال کی روئداد پڑھ کر سنائی۔ مسٹر رنگناتھ راؤ صاحب صدر شاخ نے زبان اردو علم کے بارے میں تفصیل سے تقریر فرمائی۔

آخر میں عالیجناب صدر صاحب جلسہ نے مجلس انتظامی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دلی مسرت کا اظہار فرمایا اور نہایت موثر و مدلل تقریر فرما کر ثابت فرمایا کہ ہر ملک ہر قوم میں علم اردو از بس ضروری ہے۔ ہر شخص کو سیکھنے کی ترغیب دلوائی اور ادارے کی اردو سندیں اپنے دست مبارک سے تقسیم کیں۔

آخر میں حاضرین کی تواضع چائے اور پان وغیرہ سے کی گئی۔

ادارہ کی نئی مطبوعات

ادارہ ادبیات اردو کی طرف سے شروع سال یعنی جنوری سنہ ۱۹۴۳ء سے اب تک چار کتابیں شائع ہوئی ہیں جن کی

ادارۂ ادبیات اردو ۱۹۴۲ء میں | تقطیع بڑی سب رس کی ضخامت ۲۰۰ سے زیادہ صفحات باتصویر قیمت ۸ر

اس کتاب میں خواجہ حمیدالدین شاہد بی اے مدیر سب رس و مہتمم ادارہ نے اردو زبان اور ادب کی ان تمام خدمات کا مجمل تذکرہ قلم بند کیا ہے جو ادارے نے اپنی مختلف مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کے ذریعہ سے انجام دیں۔ کتاب چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے (۱) ادارے سے متعلق عام معلومات جس میں اغراض و مقاصد۔ قواعد رکنیت، مجلس انتظامی، مختصر تاریخ ادارہ ادارے کی شاخیں اور اس کے سالانہ اجلاسوں سے متعلق ضروری باتیں درج ہیں۔

(۲) ادارے کے شعبے۔ اس عنوان کے تحت ادارے کے جملہ شعبوں مثلاً اردو امتحانات، اردو انسائیکلو پیڈیا، ادبیات اطفال، نسوان، طلبہ، تاریخ دکن، شعراء و مصنفین دکن اور کتب خانہ وغیرہ کا تفصیلی کام بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا حصہ ادارے کی شاخوں کے لئے وقف کیا گیا ہے جس میں ادارے کی جملہ شاخوں نے ۱۹۴۲ء میں اردو کی خدمت کے سلسلہ میں جو سرگرمیاں دکھائی ہیں ان کو وضاحت سے قلمبند کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا چوتھا حصہ ان علمی صحبتوں کے لئے وقف ہے جو اس سال ادارہ میں منعقد ہوئیں اور اسی سلسلہ میں مشاہیر اردو کے ادارے کے معائنے اور تاثرات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر وہ انجمن، ادارہ یا کتب خانہ جو اردو کی علمی خدمت کرنا چاہتا ہے اس کو اپنے پاس محفوظ رکھے اور اس کے مطالعہ سے کام کرنے کے طریقے معلوم کرے۔

نواب ناصرالدولہ آصفجاہ چہارم | ادارے کی طرف سے ابتک پہلے تین سلاطین آصفی کے سوانح چھپ چکے ہیں اب اس سلسلہ کے چوتھے بادشاہ کے حالات زندگی مولوی سید مراد علی صاحب طالع ارونا فاضل نے مرتب کر کے شایع کئے ہیں۔ اس کتاب میں حسب ذیل عنوانوں کے تحت حضرت آصفجاہ چہارم کے ۲۹ سالہ دور حکمرانی کے حالات نہایت سادہ اور سلیس زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ولادت و تخت نشینی ۲۔ مہاراجہ چندو لال کی مدار المہامی ۳۔ صوبہ برار کا فیصلہ ۴۔ وہابیوں کا زور ۵۔ انتظام مملکت ۶۔ سیرت ۷۔ انتقال اور وصیت ۸۔ دیگر واقعات ۹۔ خاتمہ۔

کتاب باتصویر ہے اور ۳۲ صفحات میں شایع ہوئی ہے قیمت صرف چار آنے۔

ماہ لقا اور دوسری نظمیں | صفحات ۱۰۰ طباعت و کتابت پاکیزہ قیمت ایک روپیہ۔

یہ پروفیسر عزیز احمد صاحب بی اے آنرز (لندن) کے کلام کا مجموعہ ہے اس کی ابتداء میں مصنف نے اردو شاعری پر ایک نہایت دلچسپ تنقیدی نظر ڈالی ہے اور یورپ کے جدید ترین ادب سے شاعری اور رمز نگاری پر مباحث پیش کئے ہیں۔ اس مجموعہ کی نظمیں اسی جدید نقطۂ نظر کے تحت لکھی گئی ہیں۔ یہ مجموعہ اردو شاعری میں عہد آفریں ثابت ہوگا کیونکہ اس میں خیال اور طرز ادا دونوں کے لحاظ سے خاص جدت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

پودوں کی کہانی خود ان کی زبانی | یہ سلسلۂ مطبوعات عثمانیہ ادارہ کی سینتالیسویں کتاب ہے۔ اس کے مرتب شعبہ نباتیات جامعہ

کے فاضل صدر پروفیسر محمد سعید الدین بی ایس سی۔ ایم اے۔ (ایڈنبرا) ایف آر ایم ایس۔ ایف ایف ایس سی۔ ایف ایل ایس (لندن) ہیں یہ ایک باتصویر کتاب ہے جس کے ہر صفحہ پر پودوں اور ان کے اجزاء کی نہایت دیدہ زیب تصویریں شریک ہیں مصنف اپنے فن کے خاص ماہر ہیں اور انھوں نے اس کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ہماری عام خصوصیت۔
۲۔ ہم کس طرح توانائی اور غذا حاصل کرتے ہیں۔
۳۔ نائیٹروجن کا مبدا اور اس کی رسد۔
۴۔ ہمارے دوسرے ساتھی۔
۵۔ ہمارے پھلوں اور بیجوں کا انتشار۔

کتاب خود پودوں کی زبان سے لکھوائی گئی ہے اور طلبا اور عوام اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔ اردو میں باتصویر اور پر از معلومات کتابوں کی جو کمی ہے وہ ایسی ہی کتابوں کی اشاعت سے رفع ہو سکتی ہے۔

ادارے کی زیر طبع کتابیں | اس وقت حسب ذیل تین کتابیں چھپ رہی ہیں جو آئندہ مہینے شائع ہو کر منظر عام پر آجائیں گی۔

ہندستانی تمدن | از پروفیسر ڈاکٹر ایشور اٹوپا ایم اے پی ایچ ڈی ریڈر تاریخ تمدن ہند جامعہ عثمانیہ۔

یہ تقریباً پانچ سو صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے جس میں فاضل پروفیسر صاحب نے ہندستان کے قدیم تمدن کو دس ابواب میں شرح و بسط اور تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس موضوع پر اردو تو کیا کسی اور زبان میں بھی ایسی عالمانہ کتاب اب تک نہیں لکھی گئی تھی۔ اس کی مزید تفصیلات اور قیمت وغیرہ کے متعلق آئندہ اطلاع دی جائے گی۔

سچ کا جادو | یہ بچوں کے لئے ایک سبق آموز ڈرامہ ہے جس کے مصنف مولوی علی بن عبد الحبیب الحضرمی مددگار مدرسہ فوقانیہ نرمل ہیں۔ اس کو بارہا اسٹیج پر کامیابی سے پیش کیا جا چکا ہے۔ مجلس ادب اطفال نے اضلاع کے بچوں کے لئے اسی غرض سے اشاعت کے لئے منتخب کیا ہے۔

باتیں | از مولوی شجاع احمد صاحب فائز۔ اس کتاب میں بھی بچوں کے لئے سلیس اور سادہ زبان میں دلچسپ اور مفید مکالمے اور باتیں قلمبند کی گئی ہیں۔ اس کے مصنف مولوی شجاع احمد صاحب کو بچوں کے لئے کتابیں اور مضامین لکھنے کی خاص مہارت ہے توقع ہے کہ یہ کتاب چھوٹے بچوں کے ادب کی کمی کو پورا کرے گی جس کی طرف ادارہ خاص طور پر متوجہ ہے۔

ان تین کتابوں کے علاوہ اور بھی کتابیں زیر طبع ہیں جن کا تذکرہ آئندہ مطبوعات کے سلسلہ میں درج رہے گا۔ کیونکہ ان کی اشاعت کے لئے کئی ہفتے درکار ہیں۔

ادارے کے وفد کا دورۂ اضلاع | ادارے کی بعض شاخوں کی یہ خواہش تھی کہ ان کی طرف سے اضلاع اور دیہات میں اردو کی جو مخلصانہ خدمات انجام دی جا رہی ہیں ان کے معائنے اور تبادلۂ خیال کے لئے مرکزی ادارے کی جانب سے موقع بموقع ذمہ دار اصحاب کو روانہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر ایک وفد مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۳ء کی صبح میں خواجہ حمید الدین شاہد بی اے مدیر سب رس و مہتمم ادارہ کی قیادت میں سمت اورنگ آباد کے دورے کے لئے روانہ ہوا۔ اس وفد میں مہتمم ادارہ کے علاوہ

مولوی شیخ رحیم الدین صاحب کمال ظہیر آبادی سابق نائب صدر شعبۂ طلبا اور مولوی تحسین سروری صاحب شریک ہیں۔ وفد کی روانگی سے قبل نظام عمل مقامی اخبارات میں شائع کیا گیا اور جملہ شاخوں کے ارباب کار کو بھی بذریعہ مراسلہ جات اطلاع دیدی گئی اور ہدایت کی گئی کہ شاخ کے کاروبار۔ دارالمطالعہ اور اردو کی تعلیم و ترویج کے انتظامات کے معائینے کے علاوہ مقامی دشواریوں اور ضرورتوں سے بھی وفد کو واقف کرائیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اطراف و اکناف کے مقامات کے طلبہ و بہی خواہان اردو کو بھی وفد کی آمد کے روز اپنے مستقر پر جمع کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملنے اور تبادلۂ خیال کا موقع ملے۔ ساتھ ہی چند ضروری معلومات کی فراہمی کے لئے بھی ہدایت کی گئی جن کی تفصیل آئندہ درج کی جائے گی۔ یہ وفد حسب ذیل مقامات کا دورہ کر رہا ہے۔

کاماریڈی، نظام آباد، خانہ پور، نرمل، بھینسہ، بلولی، نرسی، پربھنی، ہنگولی، بسمت نگر، بیڑ، اورنگ آباد، بیلمری، داورواڑی، پٹن، گنگاپور، نہال آباد، پرلی، مومن آباد، ریناپور اور بردا پور وغیرہ

توقع ہے کہ وفد ادارہ اور اضلاع اور دیہات کے ہمدردان اردو کے اس طرح کے میل جول اور تبادلۂ خیال کے ذریعہ سے ہم بہت زیادہ قوت اور وسعت کے ساتھ اردو کی خدمت کر سکیں گے۔

وفد غالباً ختم اپریل تک واپس ہوگا اور اگر فرصت ملے تو مئی میں دوسرے مقامات کا دورہ بھی کیا جائے گا۔

اورنگ آباد میں اول تعلقدار صاحب کی صدارت میں وفد کے تعارف کے لئے جو جلسۂ عام منعقد ہوا اس کے لئے حسب ذیل اشتہارات طبع کر کے تقسیم کئے گئے۔

ادارہ ادبیات اردو

مسرت کا مقام ہے کہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کا وفد بہ قیادت خواجہ حمید الدین صاحب شاہد بی اے فائز اورنگ آباد ہوا ہے۔ بمقام بارہ دری باغ آلولشاہ گنج بتاریخ ۱۴ خورداد ۱۳۵۲ف (۹) ساعت شب تعارفی جلسہ بصدارت عالیجناب نواب سید شہاب الدین خاں صاحب اول تعلقدار و سرپرست ادارہ اور ساتھ ہی غیر طرحی مشاعرہ بھی منعقد ہوگا۔ توقع کی جاتی ہے کہ شرکت جلسہ و مشاعرہ سے ممنون کیا جائے گا۔

غازی معین الدین وکیل معتمد ادارہ
ادبیات اردو شاخ اورنگ آباد

میسور میں ادارۂ ادبیات اردو

۲۷ مارچ کو شام میں پانچ بجے محلہ وڈنی گیل

میسور میں ایک جلسہ منعقد ہوا تاکہ ادارہ ادبیات اردو میسور کا قیام عمل میں آئے۔ مولوی عبد الوہاب صاحب ایم اے بار ایٹ لا، مولوی عبد القادر صاحب بی اے۔ مولوی محمد احمد صاحب مددگار ناظم مال۔ ڈاکٹر قیصر علی خاں ایم اے پی ایچ ڈی۔ مولوی عبد الغفور صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج۔ پروفیسر عبد القادر صاحب سروری صدر شعبہ اردو جامعہ میسور۔ ڈاکٹر عبد الخالق شریف بی اے ایم بی بی ایس۔ افسر سینیٹوریم میسور جیسے معززین نے شرکت کی۔ اور تبادلۂ خیال کے بعد طے پایا کہ پروفیسر سروری اس مجلس کے معتمد کی حیثیت سے ادارۂ میسور کے ابتدائی انتظامات کی تکمیل کریں۔

برار میں ادارے کی شاخیں

ایوت محل اور کھام گاؤں میں ادارے کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں جن کے کام کی تفصیلات آئندہ درج ہوں گی۔

اردو امتحانات

ادارۂ ادبیات اردو کے اردو امتحانات ۸ تا ۱۰ مہر ۱۳۵۲ف ۵ تا ۷ اگست ۱۹۴۳ء گزشتہ سالوں کی طرح بلدہ حیدرآباد کے مراکز ذکور و نسوان کے علاوہ مختلف اضلاع میں بھی لئے جائیں گے۔ شرکت کی فیس اور درخواستیں ۵ امرداد مطابق ۱۱ جون تک دفتر ادارہ پر مکمل خانہ پری کے بعد وصول ہونی چاہئیں۔

جس مقام سے ۲۵ سے زیادہ امیدوار شریک ہوں گے اس کو امتحانات کا مرکز قرار دیا جائے گا بشرطیکہ مجلس انتظامی کی نظر میں وہاں مرکز کا اطمینان بخش انتظام ہو سکے۔ امیدوار انفرادی طور پر درخواستیں روانہ کرنا چاہیں راست دفتر کو بھیجدیں۔ کسی شاخ یا مرکز کا توسط لازمی نہیں ہے۔ سال حال میسور اور بنگلور کے علاوہ ایوت محل اور کھام گاؤں (برار) سے بھی کافی تعداد میں امیدوار شریک ہو رہے ہیں۔

گزشتہ سال کے جن کامیاب امیدواروں کو اپنے مرکز یا شاخ سے اب تک سندیں وصول نہیں ہوئی ہیں وہ بھی دفتر کو اطلاع دیں تاکہ اسناد کی تقسیم کا انتظام کیا جائے۔

مجلس انتظامی

ادارۂ ادبیات اردو کی مجلس انتظامی کا اجلاس پنجشنبہ ۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء شام کے چھ بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا۔ مولوی محمد لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی ایس نے صدارت اور حسب ذیل ارکان نے شرکت فرمائی۔

مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایچ سی ایس معتمد سیاسیات

" سید محمد اعظم صاحب ایم اے بی ایس سی آنرز ناظم تعلیمات

" سید علی اکبر صاحب ایم اے معتمد تعلیم صنعت و حرفت

" عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی استاد تاریخ جامعہ عثمانیہ

" عبدالقادر صاحب سروری صدر شعبۂ اردو جامعہ میسور

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور معتمد اعزازی ادارہ

مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی نے اپنی عدم شرکت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔

حسب ذیل امور طے پائے۔

۱۔ گزشتہ اجلاس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی اور اس کی توثیق عمل میں آئی۔

۲۔ قلعہ گولکنڈہ میں نمائش گھر کے لئے پٹہ پر زمین لینے کے لئے معاہدے کی تکمیل منظور کی گئی۔

۳۔ گزشتہ مجلس انتظامی کے بعد سے ادارے کی جو شاخیں حسب ذیل مقامات پر قایم ہوئیں اور جن کا اجازت نامہ معتمد نے منجانب ادارہ روانہ کیا تھا ان کے قیام کی منظوری کی توثیق کی گئی۔

۱۔ بلولی ۲۔ داور واڑی ۳۔ داور واڑی نسواں ۴۔ ہنگولی نسواں۔ ۵۔ گدوال ۶۔ رائچور ۷۔ بسمت نگر ۸۔ فتح آباد ۹۔ نارائن کھیڑ ۱۰۔ بیڑ ۱۱۔ کھام گاؤں ۱۲۔ ایوت محل ۱۳۔ میسور۔

ب۔ مولوی سید علی اکبر صاحب نے تحریک فرمائی کہ مرکزی دفتر کا بار کم کرنے کے لئے مناسب ہے کہ ہر صوبے کی شاخوں کو قریبی بڑے مقام کی شاخ کے ماتحت قرار دیا جائے تاکہ وہ مرکزی ادارہ کے مسلک اور قواعد و ضوابط کے مطابق عمل پیرا رہیں لیکن ذیلی امور میں اپنی سمت کی صدر شاخ سے مراسلت رکھیں اور مشورہ کرتے رہیں۔

طے پایا کہ اس تحریک پر آئندہ شاخوں کے مزید اضافے کی صورت میں غور کیا جائے گا۔

۴۔ شعبۂ سائنس کی معتمدی پر پروفیسر محمد سعید الدین صاحب صدر شعبۂ نباتیات جامعہ عثمانیہ کے انتخاب کی توثیق کی گئی۔

۵۔ شعبۂ شعرا و مصنفین کی حسب ذیل سفارش پر غور کیا گیا۔

" موجودہ معتمد شعبہ نے اپنی دیگر مصروفیات نیز پروفیسر

طالب کے حالات لکھ دینے کا وعدہ کیا۔

ہاشمی صاحب نے نواب لقمان الدولہ دل کی قبر پر کتبہ لگانے کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔

طے پایا کہ شعبۂ تنقید کی طرح شعبۂ ہذا کے بھی ایسے اجلاس ہوں جن میں شعرا و مصنفین دکن پر تحقیقی مضامین سنائے جائیں۔
اس سلسلہ میں ہاشمی صاحب سے فخر الدین خاں امیر کبیر پر اور ڈاکٹر زور صاحب سے ابوالحسن تانا شاہ پر مضامین سنانے کی فرمائش کی گئی جس کو ہر دو اصحاب نے منظور کیا۔

طے پایا کہ مرقع شعر میں مولوی اکبر علی مرحوم مدیر صحیفہ کے حالات بھی شریک کئے جائیں۔

طے پایا کہ ملا عبدالباسط صاحب کو شعبۂ ہذا کا رکن بننے کی دعوت دی جائے۔

طے پایا کہ ڈرامہ رومال پیند سب رس میں شائع کیا جائے۔

شعبۂ زبان

بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء ادارے کے شعبۂ زبان کا اجلاس دفتر ادارہ میں شام کے ساڑھے پانچ بجے منعقد ہوا۔ حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی۔

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور، مولوی عبدالقادر صاحب سروری، مولوی سید محمد صاحب ایم اے، ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب ایم اے ڈی فل (آکسن) معتمد شعبہ۔

(نواب مرزا سیف علی خاں صاحب نے بذریعہ تحریر شرکت سے معذرت چاہی اور دکھنی محاوروں کی ایک فہرست واپس ارسال فرمائی)

۱۔ سابقہ جلسہ کی روئداد پڑھی گئی اور اراکین نے اس کی توثیق فرمائی۔

۲۔ دکھنی محاوروں کے سلسلہ میں بالاتفاق طے پایا کہ مولوی [illegible]

پاس سے دکھنی محاوروں وغیرہ کی فہرستیں واپس طلب کی جائیں تاکہ ان کی اشاعت کا جلد انتظام کیا جا سکے۔

۳۔ پروفیسر سروری صاحب نے اطلاع دی کہ وہ اور ڈاکٹر سدھیشور ورما صاحب (پروفیسر لسانیات پرنس آف ویلز کالج جموں) ہر دو حضرات نے مل کر فن لسانیات اور صوتیات کی ایک مبسوط لغت تالیف کی ہے۔ نیز وعدہ فرمایا کہ وہ تیار شدہ نسخہ شعبہ کی رائے کے لئے ارسال فرمائیں گے۔ بالاتفاق طے پایا کہ ڈاکٹر زور صاحب اپنی رائے کے ساتھ اس کتاب کو شعبہ کے آئندہ اجلاس میں پیش فرمائیں۔

۴۔ بالاتفاق طے پایا کہ ڈاکٹر اے شرما صاحب پروفیسر سنسکرت جامعہ عثمانیہ اور آغا حیدر حسن صاحب پروفیسر اردو نظام کالج کو شعبہ ہذا کا رکن بنایا جائے۔

۵۔ مولوی کلیم اللہ حسینی صاحب مولوی فاضل کی تالیف "العروض" شعبہ کی رائے کے لئے پیش کی گئی۔ بالاتفاق طے پایا کہ ڈاکٹر زاہد علی صاحب پروفیسر عربی نظام کالج اور ڈاکٹر خضر علی خاں صاحب پروفیسر فارسی جامعہ میسور کے پاس یہ کتاب بغرض اظہار رائے ارسال کی جائے۔

شعبۂ سائنس

شعبۂ سائنس ادارہ ادبیات اردو کا اجلاس جمعہ ۱۴ مئی ۱۹۴۳ء شام کے ساڑھے چھ بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا۔ حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی۔

۱۔ پروفیسر محمد سعید الدین صاحب ایم اے بی ایس سی آنرز (ایڈنبرا)
۲۔ " سید محمد علی خاں صاحب اے آر سی ایس بی ایس سی (لندن)
۳۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن)
۴۔ مولوی خواجہ محی الدین صاحب ایم اے۔
۵۔ " عبدالسلام صاحب ایم ایس سی۔
۶۔ مسٹر موہن راج سکسینہ ایم ایس سی۔

۲۔ حسب ذیل کتابوں کے مسودے جو اس شعبہ کی طرف سے اس اثنا میں تیار ہوئے ہیں بغرض تصفیہ پیش ہوئے۔

۱۔ طبیعاتی کائنات از پروفیسر محمد علی خاں صاحب۔

۲۔ زہریلے پودے از مولوی عبدالسلام صاحب۔

۳۔ آلات جنگ از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی۔

پہلی کتاب پر معتمد صاحب شعبہ کی حسب ذیل رائے کو باتفاق منظور کیا گیا۔

"اگرچہ یہ کتاب عام لوگوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتی لیکن ہم چاہتے ہیں کہ سائنسی مضامین جاننے والوں کے لئے بھی کتابوں کا ایک علیحدہ سلسلہ شروع ہو تاکہ اعلیٰ معلومات کی اشاعت بھی عمل میں آئے۔"

"زہریلے پودے" کی نسبت طے پایا کہ پروفیسر سعید الدین صاحب کی نظر ثانی کے بعد شایع کی جائے۔

"آلات جنگ" پروفیسر محمد علی خاں صاحب کی نظر ثانی کے بعد شایع کی جائے۔

۳۔ مسٹر مہندر راج سکسینہ کی کتاب "جراثیم" نصف کے قریب تیار ہو چکی ہے۔ ماہ جون میں مکمل حالت میں پیش کی جائے گی۔

۴۔ مولوی خواجہ محی الدین صاحب سے خواہش کی گئی کہ وہ ستاروں پر ایک عام فہم کتاب لکھ دیں۔ صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ اکتوبر تک یہ کتاب تحریر فرما دیں گے۔

۵۔ مسٹر بھیما ایم ایس سی نے "زہریلی گیاسوں" پر کتاب لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔

۶۔ ساتیوں پر مسٹر نارائن سنگھ سے اور مولوی رحیم اللہ صاحب سے مچھلیوں پر عام فہم اور دلچسپ کتابیں لکھنے کی فرمائش کی جائے۔

ذیلی کمیٹی مجلس اردو امتحانات

اردو امتحانات ادارۂ کی مجلس انتظامی کی ذیلی کمیٹی بتاریخ ۱۱ مئی سنہ ۴۳ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۶۲ھ روز شنبہ شام کے ساڑھے چھ بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوئی۔

مولوی محمد سجاد مرزا صاحب ایم اے کینٹب نے صدارت اور مولوی کمال رضا صاحب بی اے بی ٹی، ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور اور مولوی سید محمد صاحب ایم اے شریک معتمد شعبہ نے شرکت کی۔

گزشتہ مجلس کی روداد سنائی گئی اور اس کی توثیق عمل میں آئی۔

اردو عالم کے دوسرے پرچہ کی ممتحنی سے متعلق ضروری تصفیہ کیا گیا۔

کتاب معاون خانہ داری دستیاب نہیں ہو رہی ہے اس کی بجائے "آئندہ بچوں کی تربیت" مولفہ مسرت جہاں بیگم ایجوکیشنل پبلشرز علیگڑھ شریک نصاب کی جائے۔ اب چونکہ یہ کتاب بھی جلد دستیاب نہ ہو سکے گی اس لئے فی الحال "امور خانہ داری" مولفہ محمودہ صدیقی کے ابتدائی دو باب (۳۰ صفحے) حذف کر کے شریک نصاب کی جائے۔

مہتمم صاحب ادارہ نے چند کتابوں کی عدم دستیابی کی اطلاع دی اس لئے ان کی جگہ متبادل کتابیں تجویز کی گئیں جو درج ذیل ہیں۔

موجودہ شریک نصاب	متبادل کتاب
پردۂ غفلت	نئی روشنی از فضل الرحمن صاحب
کیمیا گر اور دوسرے افسانے	رات کا بھولا اور دوسرے افسانے از پروفیسر سروری
توبتہ النصوح	مضامین عظمت حصہ دوم

پرچۂ سوالات کے تبصرہ کے وقت ذیلی مجلس ان متبادل کتب کے متعلق بھی سوالات کا اضافہ کرے گی۔

معاوضۂ ممتحنی کا مسئلہ آئندہ ذیلی مجلس تک ملتوی کر دیا گیا۔

تاریخ اسلام کو اردو عالم میں بطور اختیاری مضمون شریک کرنے کی تحریک پیش کی گئی اور طے پایا کہ آئندہ سال جب نصاب پر از سر نو غور ہوگا تو اس تحریک پر بھی غور کیا جائے گا۔

قیام شاخ کاماریڈی

ادارۂ ادبیات اردو کا وفد اپریل ۱۹۴۳ء کو ۱۱ بجے دن کاماریڈی پہنچا۔ جناب تحصیلدار صاحب اور مختلف علم دوست اصحاب سے تبادلۂ خیال کیا گیا اور شام میں ۶ بجے کلب میں مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی بی اے تحصیلدار کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ جناب صدر اور ارکان وفد کی تقریروں کے بعد شاخ کا قیام عمل میں آیا اور مجلس انتظامی کے حسب ذیل عہدہ داروں اور ارکان کا انتخاب کیا گیا۔

سرپرست :- مولوی رشید الدین خاں صاحب بی اے ایل ایل بی منصف۔

رائے مرلیشچندر صاحب مددگار مہتمم پولس۔

صدر :- مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی بی اے تحصیلدار۔

نائب صدر :- مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب انسپکٹر آبکاری۔

خازن :- پیشکار صاحب تحصیل۔

معتمد :- قاضی ملک محمد صدیق صاحب۔

ارکان مجلس انتظامی :- وینکٹ راماصاحب، محمد ابراہیم صاحب قریشی، راملو صاحب سوداگر، ہیرالال صاحب ساہو، مصرف نرسہواں راؤ صاحب، لکشمن راؤ صاحب وکیل، مطیع الرحمٰن صاحب مولوی فاضل، راج مل صاحب ساہوکار، کنڈوسویا صاحب ساہو، نرساگوڑ صاحب متاجر، عثمان علی صاحب جدی سررشتہ دار عدالت، نرسنگ راؤ صاحب پٹواری یلاریڈی، نرسنگ راؤ صاحب پٹواری راجم پیٹھ، انرل راؤ صاحب پٹواری یلاریڈی، سید جمال الدین صاحب، ششیاچاری صاحب۔

شاخ نرمل کا قیام

وفد ادارہ ۱۱ر اپریل ۱۹۴۳ء کو ۱۲/۱ ۱۱ بجے دن نرمل پہنچا۔ جناب ملا فخر الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ اور دیگر مقامی علم دوست اصحاب سے اردو زبان کی اشاعت، تعلیم بالغان پر تبادلۂ خیال کیا گیا اور سب نے شاخ قائم کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ شام ۷ بجے مدرسہ فوقانیہ کی عمارت میں ایک جلسہ عام کیا گیا جس میں اکثر مقامی عہدہ دار، وکلاء، معززین اور عوام نے شرکت کی۔ جناب ملا فخر الحسن صاحب نے بحیثیت صدر جلسہ ارکان وفد کا تعارف کرایا۔ ارکان وفد اور صدر جلسہ کی تقریروں کے بعد قیام شاخ کی تحریک پیش کی گئی جس کو حاضرین نے بخوشی منظور کیا اور مجلس انتظامی تشکیل دی گئی۔

سرپرست :- مولوی احمد علی صاحب دوم تعلقدار، مولوی دوست علی خاں صاحب مددگار جنگلات، مسٹر ڈیولن مہتمم آبکاری، مسٹر وی راگھون صاحب مہتمم تعمیرات

صدر :- مولوی مصطفیٰ علی اکبر صاحب تحصیلدار، نائب صدر :- مسٹر گوبند راؤ صاحب منصف، معتمد :- مولوی علی بن عبدالحبیب صاحب الحضرمی، شریک معتمد :- مولوی یوسف الدین علی صاحب منتظم پولس۔

ارکان مجلس انتظامی :- مولوی محمد صدیق خاں صاحب وکیل، مولوی عبدالہادی صاحب وکیل، مسٹر وینکٹ راؤ وکیل، مسٹر سدرشن راؤ وکیل، مسٹر سرنیواس راؤ وکیل، مولوی برہان الدین صاحب وکیل، مولوی شیخ داؤد صاحب، مولوی عبدالجلیل صاحب مدرس، مولوی وحید اللہ خاں صاحب ایم اے مددگار مہتمم آبکاری، آسارام صاحب متاجر آبکاری، موڈو رام صاحب ساہو، راجہ ریڈی صاحب متاجر، کاشی رام صاحب، مولوی خواجہ کریم الدین صاحب۔

شاخ بھوم

ارکان مجلس انتظامی کے انتخاب کے لیے بتاریخ ۱ر مئی ۱۹۴۳ء بوقت ۴ ساعت سہ پہر منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اصحاب کا انتخاب باتفاق آرا عمل میں آیا۔

ارکان مجلس انتظامی :- کے نرسنگ راؤ صاحب میڈیکل افسر صدر۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نائب صدر، محمد علی خاں صاحب علی بھوم موی معتمد، مولوی معین الدین صاحب صدیقی صدر مدرس جدولہ نظام الدین شریک معتمد۔ سید حبیب سالم صاحب رکن، مولوی شیخ عمر صاحب (شیخاپور) رکن، مولوی عبدالرزاق صاحب پٹیل رکن، محمد محمود خاں صاحب رکن۔ سید الم صاحب جاگیردار رکن۔

ادارہ کے وفد کا دوسرا دورہ

ادارۂ ادبیات اردو کا جو وفد اردو کی ترویج اور تعلیم بالغان کے کاموں کے معائنہ کے لیے سمت اورنگ آباد درخور راوسٹ دفتر کو روانہ ہوا تھا تقریباً ۲۴ مقامات کا دورہ کرکے بلدہ واپس ہو چکا ہے اور اپنی رپورٹ تیار کر رہا ہے۔

یہ وفد عنقریب ۲ر امرداد ۱۳۵۲ف کو سمت گلبرگہ کے دورہ کے لئے روانہ ہوگا اور حسب ذیل مقامات میں اردو کی تعلیم بالغان کے کام سے متعلق معلومات فراہم کرے گا: ظہیر آباد، بیدر، کلیانی، اودگیر، ہمنا آباد، گلبرگہ، کپل، کشتگی، شاہ آباد، چیتاپور، تانڈور، سیڈم، بھوم، عثمان آباد وغیرہ۔ مرہٹواڑی اور کرناٹک کے دوروں کے بعد توقع ہے کہ ادارہ کا وفد تلنگانہ کا بھی دورہ کرے گا۔

ادارے کی خبریں

ذیلی مجلس اردو امتحانات

مجلس انتظامی اردو امتحانات کی ذیلی مجلس کا ایک اجلاس بتاریخ ۳ امرداد مطابق ۱۰ جون روز پنجشنبہ صبح ۱۱ بجے بمقام ٹریننگ کالج بصدارت پرنسپل محمد سجاد مرزا صاحب ایم اے کینٹب منعقد ہوا۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور اور مولوی سید محمد صاحب ایم اے شریک معتمد شعبہ نے شرکت کی۔

۱۔ جتنے پرچہ جات سوالات آج تک وصول ہوئے تھے ان پر تبصرہ کیا گیا۔

۲۔ طے پایا کہ فوجی مرکز کے امیدواروں کے لئے دفتری معلومات کا ایک علحدہ پرچہ دیا جائے گا جس میں فوج کی دفتری معلومات پر سوالات دیئے جائیں گے۔

۳۔ تعلیم بالغاں کے معلمین کی سہولت اور اضافۂ معلومات کی خاطر کتاب "معلم بالغاں" مرتبہ زاہد حسین صاحب کو بعض ترمیمات کے بعد ادارہ کی طرف سے شائع کرنے کی سفارش کی گئی۔

۴۔ کتاب "رفیق اردو داں" کا مسودہ پیش ہوا یہ کتاب عام اردو دانوں کے ذوق خواندگی میں مدد دینے کے علاوہ اردو زبان دانی کے نصاب میں بھی شریک ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت کی سفارش کی گئی۔

۵۔ جو امیدوار امتحانات اردو دانی و اردو زبان دانی میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کے لئے [illegible] مطالعہ رسالوں اور کتابوں کی ایک فہرست ادارے [illegible] موقع بہ موقع روانہ کی جائے [illegible] جامعۂ [illegible] کے سلسلۂ تعلیم و ترقی کی [illegible] سفارش کی گیا۔

۶۔ آرمی ایجوکیشنل افسر صاحب کی خواہش پر طے پایا کہ فوجی امیدواروں کا مرکز علحدہ قرار دیا جائے۔ اور اس کی نگرانی کے لئے ادارے کی طرف سے ایک صدر نگران کار اور ان کے مددگار مقرر ہوں۔

۷۔ کتاب "رفیق اردو داں" کے لئے چار چھے ایسے مضامین ایجوکیشنل افسر صاحب سے منگائے جائیں جن میں فوجیوں کے لئے ضروری معلومات شریک ہوں۔ اور ان کو مطلع کیا جائے کہ ان مضامین میں تبدیلی اور ان کے انتخاب کا اس کمیٹی کو حق رہے گا۔

مجلس عمارت ادارہ

ادارۂ ادبیات اردو کی مجلس عمارت کا دوسرا اجلاس بتاریخ ۲ جون ۱۹۴۳ء م ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ شام کے چھے بجے آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر کے دولت خانہ پر منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی۔

آنریبل ڈاکٹر نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر ادارہ

جناب نواب زین یار جنگ بہادر چیف آرکیٹکٹ و نائب صدر مجلس عمارت

جناب مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایم سی ایس معتمد سیاسیات

جناب پروفیسر حسین علی خاں صاحب پروسٹ جامعۂ عثمانیہ۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور معتمد ادارہ۔

مولوی سید محمد اعظم صاحب ناظم تعلیمات نے بذریعہ تحریر اور حمد محمد افسر اللہ صاحب ناظم تعمیرات جامعہ عثمانیہ نے بذریعہ ٹیلیفون دوسری مصروفیات کی وجہ سے عدم شرکت کی اطلاع دی۔

نواب زین یار جنگ بہادر نے اس وقت تک کے عمارت

سلسلہ میں جو کارروائی ہوئی اس سے مجلس کو واقف کرایا۔ بعد تبادلۂ خیال طے پایا کہ:-

۱۔ فی الحال کرم جاہی روڈ کی کسی سرکاری عمارت میں ادارہ منتقل کیا جائے۔ اس بارے میں نواب زین یار جنگ بہادر مولوی انوار اللہ صاحب اور محکمۂ تعمیرات سے مراسلت فرمائیں گے تاکہ وہ ابھی سے کوئی عمارت ادارے کے لئے محفوظ کر لیں اور معتمد ادارہ اور مولوی انوار اللہ صاحب وہاں کسی موزوں مکان کا انتخاب کر کے فی الحال وہیں ادارہ منتقل کریں۔ مستقل عمارت کے بارے میں ضروری امور طے پائے۔

۲۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب کی یہ تحریک منظور کی گئی کہ اس مجلس عمارت کی ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی جائے جس کو اختیار رہے گا کہ ادارے کے لئے فراہمی عمارت کے ممکنہ وسائل سے کام لے۔

اس کمیٹی کے صدر نواب زین یار جنگ بہادر اور ارکان مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری اور ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نامزد کئے گئے۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر مجلس نے فرمایا کہ نواب زین یار جنگ بہادر اس کمیٹی کے کام سے وقتاً فوقتاً انہیں مطلع فرماتے رہیں اور جب ضرورت ہو تو پوری مجلس عمارت کا اجلاس منعقد کیا جائے۔

قیام شاخ بیجاپور

حسب تحریک مولوی عارف الدین [illegible] صاحب [illegible] تعلقدار ضلع [illegible] بتاریخ ۱۸ ستمبر ۵۱ء بمقام [illegible] بیجاپور ایک جلسہ زیر صدارت مولوی سید شاہ نصیر الدین صاحب تہری [illegible] منعقد ہوا۔ [illegible] دوم تعلقدار صاحب نے حاضرین کو ادارہ کے قیام کی غرض اور اس کے مفید نتائج کی جانب توجہ دلائی اور فرمایا کہ [illegible] علمی و ادبی خدمت [illegible]

نوع انسانی کا مقدس فرض ہے کہ اس اچھے کام میں ہاتھ بٹائیں۔ صدر صاحب نے بھی اپنی عالمانہ تقریر میں اس کی تائید فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس کار خیر کی اہمیت یہاں تک ہے کہ ہم اپنے متعلقین کو اس سے باخبر رکھیں۔ نیز ذاتی طور پر اپنی مدد کا یقین دلایا۔ دوم تعلقدار صاحب کے ارشاد کی تائید فرماتے ہوئے اور زبان اردو اور ادارہ کے مقصد پر تقریر کرتے ہوئے مولوی محمد عیسیٰ خاں صاحب وکیل نے کہا کہ اس ادارہ کا مقصد یہ ہے کہ ناخواندہ، خواندہ اور پڑھا لکھا علم و ادب سے آشنا ہونے کی اہلیت اپنے میں پیدا کر لے اور یہ خالص نوع انسانی کی خدمت ہے اس کو دنیا کے کسی فرقہ یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف خلوص اور نیک نیتی کی ضرورت ہے۔ اب اردو میں علم و ادب اور سائنس کا بہترین خزانہ منتقل ہو گیا ہے۔ کوشش یہ ہے کہ اردو والے [illegible] اس سے مستفید ہونے کے اہل ہو جائیں۔

ادارۂ ادبیات اردو کی شاخ بھی بااتفاق قائم کی گئی۔ مولوی سید نصیر الدین صاحب تہری معتمد صدر جلسہ اور مسٹر [illegible] رام بی اے ایل ایل بی تحصیلدار نے شاخ کی سرپرستی قبول فرمائی۔ بااتفاق شاخ کے صدر مولوی [illegible] علی صاحب وکیل [illegible] منتخب [illegible] صاحب [illegible] میں [illegible] دلچسپی لیتے [illegible] تائید [illegible] محمد عیسیٰ خاں صاحب وکیل [illegible] اراکین انتظامی منتخب ہوئے۔

۱۔ مولوی غلام قاسم صاحب وکیل [illegible] ۲۔ مولوی [illegible] صاحب [illegible] مولوی انوار اللہ صاحب [illegible]
۳۔ مولوی [illegible]
[illegible]

اور باتفاق معتمد بارائن راؤ صاحب گرداور نویس تحصیل دیجا پور۔ اور نائب معتمد مولوی شجاع الدین صاحب ناظر عدالت منتخب کیئے گئے اور یہ طے ہوا کہ امتحانات کے لیئے وقت تھوڑا ہے اس لیئے صدر اپنی کابینہ کے ساتھ فوری کام شروع کر دیں جلسہ میں آٹھ اشخاص نے حصول تعلیم کی رضامندی ظاہر کی۔ آخر میں جناب دوم تعلقدار صاحب نے فرمایا کہ اچھا ہوگا کہ اس کے ساتھ ساتھ چھوٹا سا کتب خانہ بھی قایم ہو جائے۔

قیام شاخ کوڑنگل

بتاریخ ۱۰ امرداد ۱۳۵۲ف بمقام عثمانیہ کلب کوڑنگل زیر صدارت مولوی سید عطا حسین صاحب منصف ایک جلسۂ عام بغرض انتخاب عہدداران وارکان مجلس انتظامی ادارۂ ادبیات اردو شاخ کوڑنگل منعقد ہوا۔ بطور تمہید مولوی محمد عبدالحی صاحب بی اے ڈیپ ایڈ صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ کوڑنگل نے موثر پیرایہ میں ادارۂ ادبیات اردو کی خدمات کا تذکرہ فرمایا اور اس کی ضرورت و اہمیت پر کافی روشنی ڈالی۔ نوجوانان کوڑنگل سے خواہش ظاہر کی کہ ادارہ کے کاروبار میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تاکہ ادارہ کامیابی کے ساتھ چل سکے اور عوام کو علم کی دولت سے مالا مال ہونے کا موقع ملے۔ اس کے بعد ازراہ کرم ادارہ کے لیئے اپنی اور اپنے قابل رفقاء کار کی خدمات پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس امر کی جانب توجہ دلاتے ہوئے اپنی تقریر ختم فرمائی کہ "ویل بی گن از ہاف ڈن" کے مقولہ پر اس ادارہ کی ابتدا اچھی ہونی چاہیے۔

مولوی سید ذکی اشرف صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ نے اردو کی وجہ تسمیہ اور اس کی ابتدائی تاریخ پر بصیرت افروز تقریر فرمائی ان محسنان اردو کے اسمائے گرامی بیان کئے جنھوں نے اردو کو معراج کمال پر پہونچایا۔ ہندوستان میں ریاست حیدرآباد کو اردو کی خدمات کا جو فخر حاصل ہے اس کی کافی وضاحت کی۔ اس کے بعد ادارۂ ادبیات اردو کے اغراض و مقاصد بیان کئے مستقر ادارہ پر اس ادارہ کے قیام میں جن حضرات نے سعی بلیغ سے کام لیا ان کی ستائش کرتے ہوئے رعایائے کوڑنگل کو ترغیب دی کہ حتی الامکان اس ادارہ سے فیض حاصل کریں۔

مولوی سید عطا حسین صاحب منصف صدر جلسہ نے ادارہ ادبیات اردو سے اپنی دیرینہ اور عمیق دلچسپی کا اظہار فرماتے ہوئے قیام شاخ ادارہ سے متعلق علم دوست اصحاب کوڑنگل کے اقدام کو نہایت مستحسن قرار دیا اور فرمایا کہ وہ ایک عرصہ سے اس بات کے متمنی تھے کہ دیگر مقامات کی طرح مستقر کوڑنگل پر بھی ایک ادارہ قائم کرائیں جس سے نوجوانان کوڑنگل میں علمی ذوق پیدا کیا جا سکے۔

اس ادارہ کے قیام سے وہ مقصد پورا ہوگیا۔ حاضرین جلسہ و معززین کوڑنگل سے متوقع ہو کر ارشاد فرمایا کہ وہ حتی المقدور اس ادارہ کی خدمت کے لیے اپنے کو پیش پیش رکھیں۔ ساتھ ساتھ اس کی وضاحت کی کہ ہر شخص جو اس ادارہ کا سرپرست ہے وہ اس کا رکن ہو سکتا ہے اور جو رکن ہے وہ اس کا سرپرست بن سکتا ہے اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ یہ ایک قومی خدمت ہے ہر ذی فہم اور صاحب علم کا اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اپنی معلومات اور استطاعت کی حد تک اس ادارہ کی خدمت کرنے سے دریغ نہ کرے۔ تاوقتیکہ ذی علم حضرات بالخصوص نوجوانان کوڑنگل بلاتخصیص مذہب و ملت اس میں عملی طور پر حصہ نہ لیں ادارہ کو حصول مقصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوگی۔ معتمد صاحب کی اس اطلاع پر کہ ادارۂ ادبیات اردو بلدہ حیدرآباد کا وفد بتاریخ ۱۹ امرداد ۱۳۵۲ف دورہ کرتے ہوئے کوڑنگل آرہا ہے جناب صدر جلسہ نے موجودہ مجلس انتظامی سے توقع ظاہر فرمائی کہ

وہ علم دوست حضرات کے تعاون عمل سے وفد کے آنے سے پہلے اس ادارہ سے متعلق بعد غور و فکر ایسا لائحہ عمل تیار کرے گی کہ جس کو دیکھ کر وفد کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ رعایائے کوڑنگل کا علمی ذوق دیگر مقامات کے مقابلہ میں کہیں بالاتر ہے۔ اس تقریر کے بعد صدر محترم نے انتخاب عہدہ داران وارکان مجلس انتظامی کی کارروائی آغاز فرمائی جس میں حسب ذیل عہدہ داران وارکان مجلس انتظامی بہ اتفاق آرا منتخب ہوئے۔

سرپرست ادارہ۔ مولوی سید عطا حسین صاحب منصف۔ مولوی سید مظہر الدین احمد صاحب تحصیلدار۔ نواب میر مظفر علی صاحب جاگیردار دوریال ایم اے (آکسن) راجہ رنگا ریڈی صاحب دیسکھ حسن آباد۔ مولوی سید یعقوب صاحب سرکل انسپکٹر پولس۔ مولوی سید عباس حسین صاحب تعلقدار آف تعمیرات۔ مولوی محمد فضل اللہ صاحب طبیب یونانی۔ پی سندرراج صاحب میڈیکل افسر۔

صدر ادارہ۔ مولوی محمد عبدالحی صاحب بی اے ڈیپ ایڈ صدر مدرس وسطانیہ کوڑنگل۔

نائب صدر۔ مولوی فضیل الرحمٰن صاحب پیشکار تحصیل۔

معتمد۔ سید الطاف حسین صاحب وکیل۔

شریک معتمد۔ مولوی شیخ ابراہیم صاحب سب انسپکٹر آبکاری۔

خازن۔ پنڈت ونکٹ راؤ صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ

اراکان مجلس انتظامی۔ پنڈت مدن گوپال صاحب وکیل۔ مولوی محمد عبدالجلیل صاحب وکیل۔ پنڈت کیشوراؤ صاحب وکیل۔ مولوی سید اکبر حسینی صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ کوڑنگل۔ مولوی محمد عبدالشکور صاحب گتہ دار۔ مولوی محمد عبداللطیف صاحب وکیل کوڑنگل۔ مولوی محمد عبدالصمد علی صاحب۔ مولوی محمد عبدالرزاق صاحب یوسفی وکیل۔

حسب الحکم صدر جلسہ سید الطاف حسین وکیل و معتمد نے منتخبہ عہدہ داران وارکان مجلس انتظامی کے اسمائے گرامی پڑھ کر سنائے اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

جلسہ تقسیم اسناد سنہ ۱۹۴۲ء کلیانی

بتاریخ ۲۶ ر تیر سنہ ۵۲ف دن کے چار بجے شاخ کلیانی

کا جلسہ تقسیم اسناد بمقام مدرسہ وسطانیہ زیر صدارت مولوی محمد خلیل اللہ شریف صاحب تعلقدار اسٹیٹ کلیانی منایا گیا۔ شرکائے جلسہ میں عہدہ داران مقامی و کلاء تجار اور دیگر معززین و ملازمین اسٹیٹ شامل تھے۔

مولوی عبدالکریم صاحب وکیل و شریک معتمد شاخ کلیانی کی تحریک اور مولوی منیر الدین صاحب منتظم دارالمطالعہ کی تائید کے بعد تعلقدار صاحب نے کرسی صدارت کو زینت دی۔ گلپوشی کے بعد حفیظ الدین طالبعلم نے "ہماری زبان" کے عنوان پر ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ معتمد شاخ کلیانی نے شاخ کی کارگزاری کی رپورٹ پڑھی۔ مولوی مرزا محمد بیگ صاحب مرزا اور مولوی ریاض احمد صاحب اور مولوی میر نذیر الدین صاحب نذیر نے بالترتیب دعا۔ ادبیات اردو۔ اردو اور خواب و خیال کے عنوانات پر نظمیں پڑھیں۔ مولوی غلام سعد الدین صاحب تحسین رکن تشہیر نے جناب ڈاکٹر زور صاحب کا مضمون "ادارہ ادبیات اردو کی سنہ ۱۹۴۲ء کی کارگزاریوں پر تبصرہ" پڑھ کر سنایا جس سے پبلک کو ادارہ کی کارگزاریوں کا کافی علم ہوا۔ پھر مولوی خیر الدین صاحب نے شعبہ امتحانات کی روداد مرتبہ مولوی سید علی اکبر صاحب معتمد امتحانات سامعین کے گوش گذار کی اور مولوی میر علی صاحب اردو عالم نے مختصر تاریخ ادب اردو کے عنوان ایک مضمون پیش کیا آخر میں جناب صدر نے تقریر کی جس میں آپ نے عثمانیہ یونیورسٹی کو حضرت اقدس و اعلیٰ کے عہد کا ایک عظیم کارنامہ بتلاتے ہوئے ظاہر کیا کہ اردو کے سلسلہ میں جو جو خدمات

مختلف ادارہ جات انجام دیتے چلے آرہے ہیں اس کو نتیجہ جامعہ کی ہی برکات سمجھنی چاہئیں اس جامعہ نے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر اردو کی ترقی اور حفظ و بقا کا سامان فراہم کر دیا آپ نے فرمایا کہ ادارۂ ادبیات اردو کی کارگزاری اور اس کی خدمات اردو کے اظہار میں میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ ڈاکٹر زور کا تبصرہ جس کو علام معین الدین صاحب نے سنایا کافی ہے۔ یہ امر موجب فخر ہے کہ ادارہ ادبیات اردو والاشان جنرل اعظم جاہ بہادر اور سر اکبر حیدری مرحوم اور عالیجناب احمد سعید خاں صاحب بہادر نواب آف چھتاری وصدر اعظم مملکت آصفیہ کی سرپرستی اور معاونت کا رہین منت رہ کر اور یہی وجہ ہے کہ اس کی افادیت اور فیض بخشی بلدہ سے باہر اضلاع و بیرون ملک تک جا پہنچی ہے جس میں ایک کلیانی بھی ہے شاخ کلیانی کو عالیجناب نواب صاحب کلیانی کی سرپرستی کی عزت حاصل ہے اور ان کی علم دوستی شاخ کے فروغ کی ضامن ہے رپورٹ میں امتحانات کے جو نتائج ظاہر کئے گئے ہیں وہ بہت امید افزا ہیں۔ شکر ہے کہ اردو زبان دانی اور ادب کی طرف اس اسٹیٹ میں ایک عام میلان پیدا ہو چلا ہے آخر میں جناب صدر نے اس امر پر زور دیا کہ خوش نویسی کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی جائے اور طلبہ کو اس امتحان میں زیادہ سے زیادہ شریک کرایا جائے تاکہ ٹائپ اور ٹائپ رائٹر کی احتیاج باقی نہ رہے۔ تقریر صدارت کے بعد تعلقدار صاحب نے اسناد تقسیم کیں اور معتمد کے شکریہ کے بعد یہ پُر لطف جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی شاخ کلیانی

بتاریخ ۱۲ امرداد ۱۳۵۲ف ایک اجلاس منعقد ہوا

حسب ذیل تجاویز پیش اور طے پائے۔

۱۔ مولوی محمد قاضی الدین صاحب بحیثیت رکن عمومی ادارہ کی خدمات دلچسپی سے انجام دیتے چلے آرہے ہیں اس لئے انہیں مجلس انتظامی کا رکن قرار دیا گیا۔

۲۔ شعبۂ تقریر کی ترقی و فلاح کے ضامن مولوی مرزا محمد بیگ صاحب مولوی محمد امین الدین صاحب، مولوی سید تاج الدین صاحب اور مولوی علام معین الدین صاحب کو قرار دیا گیا اور طے پایا کہ آئندہ ہر مہینے میں بالالتزام دو بار تقریریں ہوا کریں۔

۳۔ دار المطالعہ کا انتظام بدستور مولوی خیر الدین صاحب کے سپرد رہے گا۔

۴۔ مولوی سید سبط نبی صاحب بی اے ایل ایل بی منصف کلیانی کو شاخ سے دلچسپی اور ہمدردی کی بنا پر شاخ ہٰذا نے انھیں اپنا محسن قرار دیا۔

۵۔ شعبۂ طلبہ کی مجلس انتظامی میں رد و بدل کیا گیا اب مجلس حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہے۔

معتمد۔ محمد علی خاں صاحب اردو عالم۔ شریک معتمد سید منظور احمد اردو عالم

نائب معتمد۔ عبد الرحمٰن صاحب اردو عالم۔

ارکان۔ محبوب علی خاں صاحب، شیخ حسن صاحب، سید یوسف علی صاحب، شیخ احمد صاحب کھوسلے۔

۶۔ اگرچہ شرکائے امتحانات کی تعلیم کے لئے مولوی عبد الکریم صاحب وکیل شریک معتمد مولوی خیر الدین صاحب منتظم دار المطالعہ اور مولوی غلام معین الدین صاحب رکن تشہیر اور مولوی قاضی الدین نے اپنا وقت عزیز دیا ہے مگر شرکاء کی تعداد کے مدنظر ایک تنخواہ یاب معلم کا تقرر بھی کیا گیا جس کی تنخواہ شاخ ہٰذا کی آمدنی سے ادا ہوگی۔

۷۔ شاخ کے حسابات کی تنقیح کے لئے مولوی سید تاج الدین صاحب صیغہ دار دیشمکھی اور مولوی قاضی الدین صاحب مددگار مدرس کو منتخب کیا گیا یہ ہر دو حضرات کم از کم سہ ماہی پر حسابات کی تنقیح کر کے اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

جلسہ تقسیم اسناد شاخ سائیگاؤں

۲۰ ار تیر ۱۳۵۲ف روز پنجشنبہ ۱۰ بجے صبح مولوی

سید رحیم الدین صاحب صدر شاخ ادارۂ ہذا کے اہتمام سے زیر صدارت مولوی میر شرافت علی صاحب مدرس مدرسہ وسطانیہ پرلی جلسہ منعقد ہوا جس کا آغاز مولوی سید رشید الدین صاحب جعفری کی حمد و ثنا سے ہوا۔

مولوی میر شرافت علی صاحب صدر نشین نے اپنی تقریر صدارت میں اردو کی اہمیت تبلاتے ہوئے حاضرین بالخصوص ہونہار پودوں کو حصول علم کی رغبت دلائی اور سلطان العلوم اعلیٰحضرت بندگان عالی و شہزادگان بلند اقبال کی ترقی عمر و اقبال کے لئے دعا فرمائی اور اسناد تقسیم کئے۔

ختم جلسہ پر باتفاق آرا مولوی مرزا منصور بیگ صاحب صدر مدرس مدرسہ سائیگاؤں کا انتخاب نائد معتمدی پر عمل میں آیا۔

جلسہ تقسیم اسناد داور واڑی

بتاریخ ۷ ار تیر ۱۳۵۲ف شاخ ادارہ ادبیات اردو

داور واڑی کا جلسہ تقسیم اسناد زیر صدارت مولوی سراج احمد صاحب بی اے، سی تحصیلدار تعلقہ پٹن ضلع اورنگ آباد منعقد ہوا۔ عبد الخالق خلیق صاحب کی تحریک و محمد عمر خاں صاحب کی تائید صدارت کے بعد عبد المجید صاحب نے قرأت اور محمد قاسم صاحب نے نظم پڑھی۔ خلیق صاحب نے ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کی کارگزاری اور ڈاکٹر زور صاحب کی خدمات کا اظہار کرتے ہوئے شہزادہ والا شان ولیعہد بہادر سرپرست اعلیٰ ادارہ کی تقریر صدارت جلسہ تقسیم اسناد منعقدہ حیدرآباد حاضرین کو سنانے کی عزت حاصل کی۔ بعد ازاں صدر صاحب جلسہ نے شاخ ہذا کی تین کامیاب امیدواران میں سے چونکہ زہرہ بنت برہان خاں صاحب نے اپنی سند کامیابی سالانہ جلسۂ نسواں منعقدہ حیدرآباد زیر صدارت بیگم صاحبہ نواب کمال یار جنگ بہادر حاصل کرلی تھی اس لئے دوسری امیدواروں کی اسناد تقسیم فرماتے ہوئے ادارہ کے اغراض و مقاصد اور کارناموں کے اظہار کے بعد فرمایا کہ زبان اردو کو ہندوستان کی ہر قوم اپنی قومی زبان سمجھ کر ترقی دے اور ادارہ کے مفید امتحانات میں زیادہ امیدوار شریک ہوں۔ آخر میں عبد الحی خاں صاحب نے شکریہ حاضرین کے بعد دعا کی کہ ہمارے مہربان بادشاہ آپ کے شہزادگان و شہزادیاں فرخندہ فال کو خدا ہمیشہ سلامت رکھے۔

شعبۂ نسواں

شعبۂ نسواں کی مجلس عاملہ کا تنتیسواں اجلاس

بروز جمعہ ۱۱ر جون ۱۹۴۳ء بوقت ساڑھے گیارہ ساعت صبح ادارہ کے دفتر واقع رفعت منزل میں منعقد ہوا اور ذیل کی خواتین نے شرکت کی۔

محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ، محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ، محترمہ تصدق نامہ بیگم صاحبہ، محترمہ عظمت النساء بیگم صاحبہ، بیگم عبد القیوم صاحب، بیگم ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد ادارہ۔

اجلاس کی کارروائی شروع کرتے ہوئے مجلس کے تینوں نئے ارکان کا خیر مقدم کیا گیا۔ بعد میں گزشتہ اجلاس کی روئداد کی تصدیق کی گئی اور اس سے متعلق جو امور طے شدنی تھے ان پر غور کیا گیا۔

۱۔ مدرسۂ بالغات کی بعض مستطیع طالبات کی درخواستیں پیش کی گئیں جن کے متعلق متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ ہر رکن ایک لڑکی کی فیس یعنی چار آنے ماہوار کی ادائی کا ذمہ دار ہوگا۔ اور سہولت کے لئے یہ رقم سالانہ پیشگی ادا کی جایا کرے گی۔

۲۔ سہ ماہی اجلاس کے متعلق حسب تحریک شعبۂ نسواں بزم ادب سے موسوم ہوا کرے گا یہ تصفیہ ہوا کہ پہلا جلسہ ممکن ہو تو زنانہ کالج میں یکم رجب کو شام کے ساڑھے پانچ بجے مقرر کیا جائے۔ کالج کے اجلاس سہولت کے لئے جہاں بانو بیگم صاحبہ کے ذمے اور

محبوبیہ کے اجلاس لطیف النسا بیگم صاحبہ کے تفویض کئے گئے۔ لہذا اس پہلے اجلاس کے لئے جہاں بانو بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں تصدق فاطمہ بیگم سے استدعا کی گئی کہ جہاں بانو بیگم صاحبہ کے واپس ہوتے ہی ان سے مشورہ کرکے کسی اچھے موضوع کا انتخاب کرکے معتمد کو اطلاع کریں۔ اس کے بعد حسب ذیل ایجنڈا زیر بحث رہا۔

۱۔ مدرسہ بالغات اور تعلیم دینیات۔

۲۔ قیام مدرسہ بالغات لال ٹیکری۔

۳۔ مدرسۂ بالغات اڈیکمیٹ کے بند کردینے کی تحریک۔

اس کے اخراجات تعطیلات وغیرہ۔

۴۔ مولوی امجد علی صاحب اور محترمہ سیدہ عظیم النسا بیگم صاحبہ کی کتابوں کی اشاعت کے متعلق ارکان کی رائے۔

۵۔ ادارہ کی رکنیت کا ایک اور پہلو۔

تعلیم دینیات سے متعلق تبادلۂ خیال کیا گیا اور طے پایا کہ معتمد صاحبہ اس بارے میں دوبارہ مسز صوفی سے ملاقات کریں۔

۱۔ لال ٹیکری پر مدرسہ کے قیام کی تحریک پسند تو کی گئی لیکن شعبہ کی بے مائیگی اور اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے لحاظ سے اس کے قیام سے زیر بار ہونے کا مسئلہ اٹھایا گیا۔ سرکاری امداد کی توقع کے ساتھ سرکاری نصاب کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ اور اس کی پابندی کے لئے منظورہ رقم ناکافی ہے۔ اگرچہ کہ مدرسہ کے لئے مکان اور پڑھانے والے بغیر معاوضہ کے مل رہے ہیں تاہم طالبات کو لانے کے لئے شکرام کا انتظام ضروری ہے جس کا سردست شعبہ متحمل نہ ہو سکے گا۔

تاہم یہ طے پایا کہ اگر حالات اجازت دیں تو رجب کے مہینے میں کسی دن مدرسہ کا افتتاح ہوجائے ورنہ ابھی توقف کرنا بہتر ہوگا۔

۲۔ مدرسہ بالغات اڈیکمیٹ کے بند کردینے کی سب نے مخالفت کی معلوم ہوا کہ خود اڈیکمیٹ کے رہنے والوں نے اس کی بڑی سخت مخالفت کی اور اکثر معزز خواتین نے چندے عطیے دینے کا وعدہ کیا۔ اس لئے یہ طے پایا کہ چند ماہ اور چندوں کی فراہمی سے کام چلانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اگر اس کے باوجود بھی شعبہ متحمل نہ ہو سکے تو حسبہ عمل کیا جائے گا۔ اخراجات دیکھے گئے ہر دو مدرسہ میں نود روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہیں جن میں تخفیف کی بالکل گنجائش نہیں۔

تعطیلات کے متعلق بھی ضروری تصفیہ کیا گیا۔

۴۔ امجد علی صاحب کی کتاب کشیدہ کاری کے متعلق شعبہ کے ارکان کی رائے ہے کہ بجائے اس کے اگر کسی انگریزی کی کتاب کا ترجمہ صاحب موصوف کریں اور اس کی تصاویر اچھے کاغذ پر چھپوائے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

سیدہ عظیم النسا بیگم کی کتاب "کام کی باتیں" اچھی کتاب ہے لیکن مختلف عنوانات کے تحت انھیں جمع کرکے چھپوایا جائے تو بہتر ہے۔

۵۔ ادارہ کی رکنیت کے متعلق ایک تجویز شعبۂ نسوان کی طرف سے پیش کی گئی۔ اس میں یہ اضافہ کردیا جائے تو مناسب ہوگا کہ آٹھ روپے والے رکن کو بڑا سب رس مفت دیئے جانے کے علاوہ ادارہ کی کتابوں سے (دفتر ادارہ ہی میں) مستفید ہونے اور ادارہ کی مصروفیتوں میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ اور چار روپے والے رکن کو چھوٹے سب رس کے علاوہ ادارہ کی مصروفیتوں میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے تو مناسب ہوگا۔

ادارہ کی مطبوعات دوسروں کی نظر میں

حیدرآباد میں زبان اردو کی توسیع و ترقی کے لئے جو کوششیں جاری ہیں وہ کسی

پوشیدہ نہیں۔ منجملہ ان اداروں کے جو وہاں اردو کی خدمت میں مصروف ہیں ایک ادارۂ ادبیات اردو ہے جو عرصہ بارہ سال سے اردو ادب کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں یہ ادارہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ اور ان کے رفقا کی تحریک سے قائم کیا گیا۔ اس قلیل عرصہ میں ۹۰ کے قریب اردو کی کتابیں کارکنان ادارہ کی کوشش سے شائع ہو چکی ہیں۔

کتاب زیر تبصرہ میں ادارہ ادبیات اردو کی ان خدمات کا تذکرہ ہے جو اس نے ۱۹۴۲ء کے دوران میں انجام دیں۔ حدود ریاست حیدر آباد کے اندر مختلف شہروں اور قصبوں میں ادارہ کی چالیس شاخیں کھل چکی ہیں۔

منجملہ دیگر خدمات کے جو ادارہ انجام دے رہا ہے۔ سب سے زیادہ مفید اور نمایاں کام یہ ہے کہ وہ اس وقت اردو انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تکمیل میں مصروف ہے۔ ہمیں سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ کارکنان ادارہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہیں۔ اور اپنے ملک کی زبان کو ترقی دینے میں یکساں سرگرم ہیں۔

ادارہ کے صدر نواب مہدی یار جنگ بہادر اور معتمد ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ ہیں۔ ان علم نواز بزرگوں کے نام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ادارہ کا مستقبل شاندار ہوگا۔"

شاد اقبال | ادارۂ ادبیات اردو کے سلسلۂ مطبوعات میں اس کا نمبر ۸۶ ہے۔ یہ ان خطوط کا مجموعہ ہے جو علامہ اقبال مرحوم اور مہاراجہ سرکشن پرشاد آنجہانی مدارالمہام دولت آصفیہ المتخلص بہ شاد نے ۱۹۱۶ء اور ۱۹۲۷ء کے درمیان ایک دوسرے کو لکھے۔

ہم ان خطوط کو بے حد قابل احترام سمجھتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ وہ ہندوستان کی دو بہت بڑی ہستیوں کے باہمی تعلقات کا مرقع ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ موجودہ نسل کے لئے درس عبرت ہیں۔ خطوط کے مطالعہ سے پڑھنے والے پر اس پاک محبت اور دلی عقیدت کا گہرا اثر ہوتا ہے جو ان دو بزرگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تھی۔ یہ عقیدت اور محبت ان باہمی تعلقات کا ایک نمونہ ہے جو پرانے بزرگوں میں بلا امتیاز مذہب و ملت دیکھنے میں آتے تھے اور جن کا موجودہ نسل کی سوسائٹی میں ڈھونڈنا بے سود ہے۔ ذاتی حالات کے علاوہ ان خطوط میں ادبی تبادلۂ خیالات بھی ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو نے اس کتاب کی اشاعت سے بہت عمدہ خدمت انجام دی ہے۔ شروع میں چالیس صفحے کا ایک مقدمہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ کا لکھا ہوا ہے جس میں بہت سی مفید اطلاعات درج ہیں۔"

(اورینٹل کالج میگزین لاہور بابت مئی ۱۹۴۲ء)

عرب اور عربستان | مصنفہ جہاں بانو بیگم نقوی ایم۔ اے۔

یہ کتاب بچوں کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ عرب اور عربستان کے متعلق انھیں معلومات ہوں۔ جزیرہ نمائے عرب کے متعلق اکثر مسلمانوں کی واقفیت اسی حد تک محدود ہے کہ وہ ایک پاک اور مقدس مقام ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر عربستان یوں بھی اپنے اندر بے انتہا دلچسپیاں رکھتا ہے جن میں سب سے زیادہ دلچسپ اس ریگستان کے باشندوں کا طرز زندگی ہے۔ اس کتاب میں آسان پیرایہ میں عربوں کی زندگی کی تمام چھوٹی چھوٹی چیزیں بیان کی گئی ہیں جس سے اس ملک اور اس کے باشندوں کی مشکل پسند زندگی کی ایک خوبصورت اور رومانی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ جگہ جگہ نقشے اور تصویریں دے کر کتاب کو اور زیادہ دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔

(رسالہ نئی زندگی الہ آباد جولائی ۱۹۴۳ء)

حیدرآباد میں خواندگی کی مہم

مردم شماری کی تازہ ترین روئداد کے بموجب ہندوستان کی آبادی دیسی ریاستوں کو شامل کرنے کے بعد چار ملین تک پہنچ گئی ہے لیکن خواندوں کی تعداد دس فیصدی سے زیادہ نہ ہوسکی۔ حیدرآباد کی آبادی برار کو چھوڑ کر تقریباً پندرہ ملین ہے لیکن یہاں بھی خواندوں کی تعداد برطانوی ہند کے بعض صوبوں سے بہتر نہیں ہے۔ اس مسئلہ سے دلچسپی رکھنے والے اس تلخ حقیقت کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ حکومت اور عوام کا ترقی پسند طبقہ جلد سے جلد ناخواندگی کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہے چنانچہ محکمۂ تعلیمات سرکار عالی مقتدر اصحاب بلدیہ کے تعاون سے تعلیم بالغاں کے ایک منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ محکمۂ تعلیمات عمارتوں اور فرنیچر کی فراہمی کا ذمہ دار ہے اور بلدیہ کی جانب سے اساتذہ کی تنخواہیں اور صادر کے مصارف برداشت کیے جاتے ہیں۔ اس وقت ۹۳ مدارس میں تقریباً دو ہزار طلبہ شریک ہیں ان میں سے زیادہ تر بلدہ حیدرآباد میں اور اضلاع کے بڑے مقامات میں قائم ہیں۔ یہ تعداد زیادہ ہمت افزا نہیں لیکن خواندگی کی مہم کا ایک امید افزا پہلو یہ ہے کہ بعض خانگی ادارے سرگرمی سے تعلیم کی اشاعت کے لئے اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں ادارۂ ادبیات اردو نمایاں ہے۔ ہرچند اس کی بنیاد ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے اردو زبان اور ادب کی ترقی کے لئے رکھی تھی لیکن بعد میں خواندہ و ناخواندہ بالغوں کی تعلیم کے لئے ایک خاص شعبہ قائم کیا گیا۔ اس کی کوششوں میں مختلف درجوں کے امتحانات شامل ہیں جن کے لئے ضرورت پر ادارے کی طرف سے خاص کتابیں لکھوائی اور شائع کی جاتی ہیں۔ کامیاب امیدواروں کو صداقت نامے اور سندیں دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان امتحانات کی مقبولیت ملک کے ہر طبقے میں بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی مقبولیت کا ثبوت ان طلبا کی حیرت انگیز طور پر بڑھتی ہوئی تعداد سے ملتا ہے جو اندرون و بیرون حیدرآباد سے ہر سال شریک ہوتے ہیں حالانکہ ادارے کے صداقت ناموں اور سندوں کو ابھی سرکاری طور پر تسلیم نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس وقت تک ادارے نے اس کی کوشش کی۔

ہر سال ادارے کی جانب سے حسب ذیل امتحانات لئے جاتے ہیں۔

۱۔ اردو دانی ۲۔ اردو زبان دانی ۳۔ اردو عالم ۴۔ اردو فاضل ۵۔ خوش نویسی ۶۔ خطاطی و کتابت۔

اردو دانی کا امتحان ناخواندہ سن رسیدہ مردوں اور عورتوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ادارے نے ان امتحانوں کے لئے مولوی اظہر الدین صاحب مدرس مدرسہ مشتی سے مولوی محمد سجاد مرزا صاحب پرنسپل عثمانیہ ٹریننگ کالج کی نگرانی میں نصابی کتابوں کا ایک سلسلہ مرتب کرایا ہے جو اردو دانی کی کتابوں کے نام سے موسوم ہے۔ اس کو ہندوستان کے مختلف حصوں میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور بالغوں کے نصاب میں شریک کیا گیا ہے۔ بالغوں کو پڑھنے اور لکھنے کی جانب راغب کرنے کے لئے یہ امتحان کس قدر موثر ثابت ہوا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ میں اس کے امیدواروں کی تعداد چار گنی ہو گئی ہے۔ اس سال تقریباً ایک ہزار امیدواروں نے شرکت کی درخواست کی ہے ان میں بڑی تعداد خواتین کی ہے۔ دوسرا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ایسے ناخواندہ بھی جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے کثیر تعداد میں شریک ہو رہے ہیں۔ بعض ماہرین تعلیم ممکن ہے امتحان کے طریقہ کو اچھی نظر سے نہ دیکھیں لیکن تجربہ اس کا شاہد ہے کہ ہندوستان میں ناخواندہ لوگ ان سے گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ حالانکہ ابھی بازار میں ان کی کوئی قدر نہیں ہے۔

ہر سال صداقت نامے اور سندیں تقسیم کرنے کے لئے ادارہ ایک بڑا جلسہ منعقد کرتا ہے۔ اور یہ جلسے بھی خواندگی کی اشاعت کے لئے مفید ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ بلدہ حیدرآباد کے علاوہ امتحانات کے ہر مرکز میں وہاں کی کسی مقتدر و معروف شخصیت کی صدارت میں تقسیم اسناد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ مملکت حیدرآباد میں ایسے پچاس مراکز ہیں اور ان کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ اس طرح سے حیدرآباد میں تعلیم بالغان کی مہم کو روز افزوں تقویت حاصل ہو رہی ہے۔

خواندہ اصحاب کے لئے نہ صرف مختلف معیاروں کے امتحانات مقرر کئے گئے تاکہ ان کی دلچسپی برقرار اور مطالعہ جاری رہے بلکہ مختلف عنوانات پر دلچسپ کتابیں لکھائی اور شائع کرائی جاتی ہیں ان کے مطالعے سے وہ لوگ بھی اپنا ذوق جاری رکھ سکتے ہیں جو بڑے امتحانوں میں شریک ہونا نہیں چاہتے۔ ایسے بالغوں کے لئے جنہوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہے "رفیق اردو دان" کے عنوان سے مولوی عصمت اللہ بیگ صاحب نے ابھی ایک کتاب مرتب کرائی گئی ہے جو زیر طبع ہے، یہ کتاب فرصت کے اوقات میں ایک دلچسپ دوست کا کام دے گی۔ دوسری کتابوں کے بھی خاکے بنائے جا رہے ہیں اور بہت سی لکھائی جا رہی ہیں کیونکہ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اردو زبان میں بالغوں کے لئے اچھی کتابیں بہت کم ہیں۔

ادارہ کی جانب سے مندرجہ بالا بیان جملہ اخبارات و جرائد میں بغرض اشاعت روانہ کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۳۴۹ف کے اردو امتحانات | ادارے نے تعلیم بالغان اور ذوق اردو کی اشاعت کے لئے جو امتحانات قائم کئے ہیں وہ ہر سال مقبول ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سال جو امتحانات ۴۶ مرکزوں میں لئے گئے ان میں جملہ (۱۵۹۶) امیدواروں نے شرکت کی جن کی تفصیل یہ ہے۔

اردو فاضل ۱۳۱۔ اردو عالم ۲۵۶۔ اردو زبان دانی ۲۰۴۔ اردو دانی ۹۰۸ خوش نویسی ۱۸

وقت نامہ امتحانات

جملہ امتحانات ہر مرکز میں ایک ہی وقت میں شروع کئے گئے جن کا حسب ذیل وقت نامہ ہال ٹکٹ کے ساتھ جملہ امیدواروں کو روانہ کیا گیا تھا۔

اردو دانی

۱۶ر اگسٹ / ۹ر مہر — دوشنبہ۔ ۱ تا ۱ تحریری امتحان | ۲ تا ۶ .... زبانی امتحان

اردو زبان دانی

۱۶ر اگسٹ / ۹ر مہر — دوشنبہ۔ ۱ تا ۱ پہلا پرچہ (نظم و نثر و قواعد) | ۲ تا ۵۔ دوسرا پرچہ حصہ اول مضمون نگاری، خط نویسی، حصہ دوم۔ عام معلومات ابتدائی امور خانہ داری (تلنگی، مرہٹی، کنڑی سے ترجمہ)

۱۷ر اگسٹ / ۱۰ر مہر — سہ شنبہ۔ ۱ تا ۱۔ زبانی امتحان

اردو عالم

۱۵ر اگسٹ / ۸ر مہر — یکشنبہ۔ ۱ تا ۱ پانچواں پرچہ (اختیاری، خوشنویسی، شارٹ ہینڈ، ٹائپ، دفتری معلومات۔ امور خانہ داری) | ۲ تا ۵۔ چوتھا پرچہ (عام معلومات)

۱۶ر اگسٹ / ۹ر مہر — دوشنبہ۔ ۱ تا ۱ پہلا پرچہ (نثر و قواعد) | ۲ تا ۵۔ دوسرا پرچہ (نظم و بلاغت)

۱۷ر اگسٹ / ۱۰ر مہر — سہ شنبہ۔ ۱ تا ۱ تیسرا پرچہ (تاریخ ادب و مضمون نگاری)

اردو فاضل

۱۵ر اگسٹ / ۸ر مہر — یکشنبہ۔ ۱ تا ۱ پہلا پرچہ (نثر) | ۲ تا ۵ دوسرا پرچہ (نظم)

۱۶ر اگسٹ / ۹ر مہر — دوشنبہ۔ ۱ تا ۱ تیسرا پرچہ (تاریخ ادب و تنقید) | ۲ تا ۵ چوتھا پرچہ (عام معلومات)

۱۷ر اگسٹ / ۱۰ر مہر — سہ شنبہ۔ ۱ تا ۱ پانچواں پرچہ (مصنف کا مطالعہ) | ۲ تا ۵ چھٹا پرچہ (مضمون نگاری)

خوش نویسی

۱۵ر اگسٹ / ۸ر مہر — یکشنبہ۔ ۱ تا ۱ پہلا پرچہ | ۲ تا ۵ .... دوسرا پرچہ

صدر نگران کار | ہر مرکز کے لئے منجانب ادارہ ایک صدر نگرانکار صاحب متعین کئے گئے تھے جو جوابی بیاضوں اور پرچہ سوالات کے مُہر زدہ پیکٹوں کو لے کر بروقت مرکزوں پر پہنچ گئے جہاں ان کے استقبال اور قیام و طعام کا مناسب انتظام پہلے سے مقامی اصحاب نے کرلیا تھا۔ مراکز ذکور کی صدر نگرانی کے فرائض حسب ذیل اصحاب نے انجام دیئے۔ جنکی زحمت فرمائی کا منجانب ادارہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

۱۔ اورنگ آباد۔ مولوی مرزا عبدالحلیم بیگ صاحب۔
۲۔ بسمت ۔ مسٹر صدیقی۔
۳۔ بلولی ۔ ،، مراد علی صاحب طالع اردو فاضل۔
۴۔ بھوم ۔ ،، قاضی محمد حبیب الدین صاحب (عثمانیہ ٹریننگ کالج)
۵۔ پربھنی ۔ ،، عابد علی خاں صاحب بی اے۔
۶۔ پٹن ۔ ،، ولی محمد خاں صاحب بی اے ڈپ ایڈ
۷۔ پرلی ۔ مولوی قدرت احمد صاحب راز (علیگ)
۸۔ پربینڈہ ۔ مولوی عبدالرزاق صاحب۔
۹۔ پوسے گاؤں۔ ،، محمد عبدالکریم صاحب (عثمانیہ ٹریننگ کالج)
۱۰۔ جولہ نظام الدین۔ جناب نارائن راؤ صاحب (،، ،،)
۱۱۔ چنیاپور۔ مولوی کلیم اللہ حسینی صاحب مولوی فاضل۔
۱۲۔ حیدرآباد سٹی کالج۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے۔
۱۳۔ ،، فتح میدان پولیس۔ مولوی عبدالمجید صدیقی صاحب ایم اے ایل ایل بی
۱۴۔ رینیاپور ۔ مولوی عبدالواحد صاحب (عثمانیہ ٹریننگ کالج)
۱۵۔ سائے گاؤں۔ ،، فصیح اللہ حسینی صاحب (عثمانیہ ٹریننگ کالج)
۱۶۔ شاہ آباد ۔ ،، مولوی رحیم الدین صاحب کمال ظہیرآبادی۔
۱۷۔ کاماریڈی ۔ ،، معین الدین صاحب ایم ایس سی۔
۱۸۔ کلیانی ۔ ،، عبدالعزیز رضوی صاحب (عثمانیہ)
۱۹۔ گدوال ۔ ،، سید محی الدین احمد صاحب (عثمانیہ)
۲۰۔ گلبرگہ ۔ ،، عبدالواحد صاحب (مدرسہ وسطانیہ شفقی خیرت آباد)
۲۱۔ نظام آباد۔ مولوی عبدالفتاح صاحب (مدرسہ وسطانیہ شفقی خیرت آباد)
۲۲۔ ویجاپور۔ مولوی شرف الدین صاحب بی اے بی ٹی۔
۲۳۔ ہمنا آباد۔ جناب شیشیا صاحب (مدرسہ وسطانیہ شفقی خیرت آباد)
۲۴۔ ہنگولی ۔ مولوی محبوب حسین صاحب جگر (عثمانیہ)

مراکز نسواں | نسوانی مرکزوں کی نگرانی کے لئے بلدہ سے خواتین کو بھیجنے میں سہولت نہیں ہے تاہم کوشش کی جارہی ہے کہ علمدوست خواتین اس کام میں ادارے کا ہاتھ بٹائیں۔ اس سال مراکز نسواں میں حسب ذیل خواتین نے صدر نگرانی کے فرائض انجام دیئے جس کے لئے منجانب ادارہ دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

۱۔ اورنگ آباد۔ سعیدہ بیگم صاحبہ معلمہ مدرسہ نسواں۔
۲۔ بسمت۔ مسز فرید مرزا صاحب تحصیلدار
۳۔ بلولی۔ بیگم صاحبہ سید افضل صاحب پٹیکار۔
۴۔ بھوم۔ کلثوم بی صاحبہ۔
۵۔ پربھنی۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں۔
۶۔ پٹن۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں
۷۔ پرلی۔ غوث النساء بیگم صاحبہ معلمہ مدرسہ نسواں۔
۸۔ پربینڈہ۔ بسم اللہ بیگم صاحبہ صدر معلمہ و مسز قدرت اللہ قادری
۹۔ پوسے گاؤں۔ آمنہ بیگم صاحبہ۔
۱۰۔ جولہ نظام الدین۔ ×
۱۱۔ چنیاپور۔ شریفہ خاتون صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ نسواں۔
۱۲۔ حیدرآباد۔ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر (یکشنبہ) رابعہ بیگم صاحبہ (دوشنبہ) سکینہ بیگم صاحبہ (سہ شنبہ)
۱۳۔ رینیاپور۔ عارف النساء بیگم صاحبہ معلمہ
۱۴۔ شاہ آباد۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں۔
۱۵۔ کلیانی ۔ صدر معلمہ صاحبہ نسواں۔
۱۶۔ گدوال۔ عائشہ بی صاحبہ صدر معلمہ۔

۱۸۔ گلبرگہ۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں

۱۹۔ میدک۔ غوثیہ بیگم صاحبہ معلمہ زنانہ ہائی اسکول نامپلی حیدرآباد۔

۲۰۔ نظام آباد۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر ابوطاہر عبدالقادر صاحب سول سرجن۔

۲۱۔ وپچاپور۔ سارا بیگم صاحبہ صدر معلمہ

۲۲۔ ہمنا آباد۔ قمرالنساء بیگم صاحبہ۔

۲۳۔ ہنگولی۔ قمرالنساء بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ تحتانیہ نسواں۔

اجلاس شعبۂ زبان | ادارہ کے شعبۂ زبان کا ایک اجلاس ۲۰ شہریور ۱۳۵۲ف م ۲۷ جولائی ۱۹۴۳ء منعقد ہوا حسب ذیل اصحاب نے شرکت کی۔

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور، مولوی سید محمد صاحب، نواب سیف علی خاں صاحب، ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی، ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب معتمد شعبہ۔

ف ۱ ۔ سابقہ جلسہ کی روئداد پڑھی گئی اور اراکین نے اس کی توثیق فرمائی۔

ف ۲ ۔ بنیادی ٹائپ کے متعلق مولوی محمد سجاد مرزا صاحب کا مراسلہ اور کاغذات مجلس میں پیش کیے گئے اراکین نے مختلف پہلوؤں سے اس پر بحث کی اور حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

"بنیادی اردو ٹائپ کے نمونوں اور اس کی خصوصیات پر غور وخوض کیا گیا۔ یہ ٹائپ خاص محنت اور توجہ سے تیار کیا گیا ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں نستعلیق جیسی متعدد کرسیاں نہیں ہیں۔ البتہ اس کی شکل ابھی مانوس نہیں ہوئی اور اس لحاظ سے توقع ہے کہ مولوی سجاد مرزا صاحب کی کوششیں اس کو مزید دیدہ زیب بنالیں گی اور اس کے حروف میں جو سختی نظر آتی ہے وہ نزاکت اور حسن میں بدل جائے گی جو نظر اس وقت نستعلیق کی سڈول اور مدور شکلوں کو دیکھنے کی عادی ہے وہ اس ٹائپ سے اسی وقت مانوس ہوگی جب اس کے حروف میں بھی کچھ سڈول پن پیدا ہو۔"

ف ۳ ۔ مولوی امجد علی صاحب کی پیش کردہ تالیف "فرہنگ اصطلاحات حسن کاری" کے متعلق بالاتفاق طے پایا کہ مولوی سید محمد صاحب اس فن کے اساتذہ اور حسن کاری سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے مشورہ سے اس میں ضروری اصلاح فرما کر اس فرہنگ کو بغرض اشاعت معتمد صاحب ادارہ کے پاس روانہ فرمادیں۔

ف ۴ ۔ فرہنگ لسانیات کے متعلق مولوی عبدالقادر صاحب سروری کی تحریر مجلس میں پیش کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ چند الفاظ ابھی تکمیل طلب ہیں۔ بالاتفاق طے پایا کہ بعد از تکمیل اس سلسلہ میں سابقہ قرارداد کے مطابق عمل کیا جائے۔

ف ۵ ۔ دکھنی محاوروں اور کہاوتوں وغیرہ کے متعلق بالاتفاق طے پایا کہ اس سلسلہ میں جس قدر مواد فراہم ہوچکا ہے اس کو نواب مرزا سیف علی خاں صاحب کے سپرد کردیا جائے تاکہ نواب صاحب موصوف ان کو حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب اور ان کی تشریح مکمل فرما کر اشاعت کے قابل بنائیں۔ اس سلسلہ میں قاضی عبدالغفار صاحب اور مولوی ضیاءالدین صاحب انصاری کے پاس جو فہرستیں موجود ہیں ان کو بھی نواب صاحب بالمشافہ حاصل فرمالیں۔

ف ۶ ۔ مولوی مختار احمد صاحب کی تحریر جو املا سے متعلق تھی۔ مجلس میں پیش کی گئی۔ بعد از بحث اس کے متعلق حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

" اردو املا میں تبدیلی کا مسئلہ سالہا سال سے اہل اردو کے پیش نظر رہا ہے اور جن الفاظ کو جیسا ملفوظ کیا جاتا ہے ان کو تلفظ کے مطابق لکھنے کا سوال بھی نیا نہیں۔ دکنی مصنفین وشعرا نے عہد قطب شاہی میں یہی طریقہ رائج کیا تھا لیکن بعد کو یہ جاری نہیں رہا اور تمام اردو دنیا میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کرنے کی خاطر اہل دکن نے اپنی قدیم زبان اور طریقۂ املا کو

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل بدل دیا۔

یہ زمانہ اردو کے تحفظ اور بقا کے لئے ایک عبوری دور ہے اور اس دور میں ایسی جملہ کوششیں جو تبدیلی سے متعلق ہوں تخریبی اثر پیدا کریں گی کیونکہ اندیشہ ہے کہ تمام اردو دنیا میں اس وقت جو یکسانیت ہے وہ تبدیلی کی صورت میں باقی نہ رہ سکیگی اور اس طرح ہر صوبہ اور ہر علاقہ اپنی خصوصیتیں رائج کرنے یا اصلاح کی کوشش میں اس کل ہند زبان کے حصے بخرے کرلے گا۔"

ف۔ اجلاس ساڑھے سات بجے برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی اردو انسائیکلوپیڈیا

اردو انسائیکلوپیڈیا کی مجلس انتظامی کا

گیارھواں اجلاس ۱۷ر جولائی ۱۹۴۳ء کو ۶ بجے شام ادارہ کے دفتر میں منعقد ہوا جسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی :۔

۱۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ۔ صدر
۲۔ " رضی الدین صدیقی صاحب ۔ رکن
۳۔ " محمد راحت اللہ خاں صاحب ۔ "
۴۔ مولوی سید محمد صاحب "
۵۔ " عبدالقادر صاحب صدیقی "
۶۔ " سید بادشاہ حسین صاحب معتمد
۷۔ " فیض محمد صاحب صدیقی معتمد

صدر صاحب مجلس نے اردو انسائیکلوپیڈیا کی طباعت کے بارے میں دارالطبع سرکار عالی سے جو مراسلت ہوئی تھی وہ پڑھ کر سنائی اور ناظم صاحب طباعت سے جو بالمشافہ تفصیلی گفتگو کی تھی اس سے واقف کرایا۔ اخراجات طباعت و کاغذ و بلاک کا تخمینہ بیس ہزار روپیہ فی جلد کیا گیا۔

طے پایا کہ طباعت کا کام شروع کردیا جائے اور صدر صاحب اور معتمدین صاحبین ناظم صاحب طباعت سے ملکر اخراجات کی کمی کی کوشش کریں۔

طے پایا کہ اردو انسائیکلوپیڈیا ہی نام برقرار رکھا جائے۔

طے پایا کہ کتاب ڈبل ڈمی سائز پر چھپوائی جائے الّا یہ کہ دوسری سائز کا کاغذ بہت ہی سستے داموں مہیا ہوتا ہو۔

ذیلی مجلس اردو امتحانات

مجلس انتظامی اردو امتحانات کی ذیلی مجلس کا ایک اجلاس

بتاریخ ۱۹ر شہریور ۱۳۵۲ف م ۲۶ر جولائی ۱۹۴۳ء بروز دوشنبہ تین بجے عثمانیہ ٹریننگ کالج میں بصدارت مولوی محمد سجاد مرزا صاحب ایم اے کینٹب منعقد ہوا۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور اور مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی نے شرکت فرمائی۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے شریک معتمد شعبہ نے دوسری اہم مصروفیت کی وجہ سے بذریعہ تحریر شرکت سے معذرت کی اطلاع دی۔

گزشتہ اجلاس کی روئداد کی توثیق کے بعد مولوی خواجہ حمید الدین صاحب شاہد بی اے مہتمم ادارہ نے اردو امتحانات کے امیدواروں کی وہ درخواستیں پیش کیں جو دیر سے وصول ہوئی تھیں لیکن جن کی فیس مقررہ تاریخ سے قبل وصول ہو چکی تھی۔ جملہ درخواستوں پر کافی غور و خوض کے بعد طے پایا کہ صرف اس سال ان درخواستوں کو فیس دیرانہ کے ساتھ قبول کرلیا جائے۔ اور ادارہ کی شاخوں کے معتمد صاحبان کو ہدایت کردی جائے کہ آئندہ سے وہ جملہ درخواستیں مقررہ تاریخ سے قبل مکمل حالت میں روانہ فرمادیں۔ ورنہ اس بارے میں شاخوں کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہ کی جائے گی۔

مہتمم صاحب ادارہ نے اردو امتحانات کے جملہ امیدواروں

اور مرکزوں کی تفصیل پیش کی اور طے پایا کہ آئندہ سے اسی مقام پر مرکز قائم کیا جائے جہاں سے پچاس یا اس سے زیادہ امیدوار شریک ہوں۔

اردو عالم کے اختیاری مضمون کے بارے میں مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی کی تحریک پیش کی گئی کہ

"خواتین کے لئے امور خانہ داری کو مختص کر دینا مناسب نہیں ہے بلکہ جو خواتین دفتری معلومات یا کوئی دوسرا اختیاری مضمون لینا چاہتی ہیں ان کو اس کی اجازت دی جائے۔"

معتمد صاحب ادارہ نے کتابچہ قواعد و ضوابط امتحانات سے واضح کیا کہ اس قسم کی کوئی قید موجود نہیں ہے چنانچہ اب تک خواتین نے امور خانہ داری کے علاوہ دوسرے اختیاری مضامین بھی لئے ہیں۔

اردو امتحانات کی آمد و خرچ کے حسابات پیش کئے گئے اور سالحال کا موازنہ منظور کیا گیا۔ ممتحنین کے معاوضے میں اضافے کا مسئلہ پیش ہوا اور بعد غور و خوض طے پایا کہ شرکت امتحان کی فیس بہت کم ہونے کی وجہ سے بحالت موجودہ اضافہ کی گنجایش نہیں ہے۔

گزشتہ مجلس میں جن پرچہ جات سوالات پر تبصرہ نہ ہو سکا تھا ان پر تبصرہ کیا گیا۔

مجلس معتمدین شعبہ جات

ادارۂ ادبیات اردو کے معتمدین شعبہ جات کا چوتھا اجلاس شنبہ ۲۴ اگست ۴۳ء م ۷ مہر ۵۲ف شام کے چھ بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا۔

حاضرین۔

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسواں۔

مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی معتمد شعبۂ تاریخ دکن۔

پروفیسر محمد سعید الدین صاحب معتمد شعبۂ سائنس۔

نواب مرزا سیف علیخاں صاحب " " کتب خانہ۔

مولوی سید بادشاہ حسین صاحب " " اردو انسائیکلوپیڈیا۔

" فیض محمد صاحب صدیقی " " " "

" نصیر الدین صاحب ہاشمی رکن مجلس انتظامی۔

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد عمومی ادارہ۔ "

مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی رکن مجلس انتظامی ادارہ کو ایک اہم تحریک کے محرک ہونے کی حیثیت سے شرکت کی دعوت دی گئی۔

ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب معتمد شعبۂ زبان نے ایک شدید ضرورت کی بنا پر اپنی عدم شرکت کی اطلاع دی اور تحریکات کے بارے کمیٹی کے دوران میں بذریعہ ٹیلیفون اپنی رائے سے آگاہ کیا۔

مولوی ظہیر الدین احمد صاحب معتمد شعبۂ تالیف و ترجمہ نے بالمشافہ اور مولوی میر حسن صاحب معتمد شعبۂ اطفال نے بذریعہ ٹیلیفون شرکت سے معذرت چاہی۔

گزشتہ اجلاس کی روئداد سنائی گئی اور مولوی ہاشمی صاحب کی حسب ذیل تحریک پیش ہوئی۔

"ادارۂ ادبیات اردو کے جو شعبے اس وقت قائم ہیں ان میں کسی قدر ترمیم کرنی مناسب ہے۔ مثلاً شعبۂ شعرا و مصنفین اور شعبۂ تنقید کو ایک کر دیا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں حسب ذیل شعبے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ شعبۂ ادبیات و تنقید۔ ۲۔ شعبۂ تاریخ و جغرافیہ۔ ۳۔ شعبۂ سائنس و ریاضی۔ ۴۔ شعبۂ اردو امتحانات۔ ۵۔ شعبۂ نسوانیات۔ ۶۔ شعبۂ مخطوطات۔ ۷۔ شعبۂ اطفال۔ ۸۔ شعبۂ لسانیات۔ ۹۔ شعبۂ ترجمہ۔

شعبۂ شعرا و مصنفین سے کتابت کا لفصب کرنا شعبۂ تاریخ کے ذمہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک تاریخی جزو ہے۔ شعبۂ ترجمہ سے صرف ترجمہ شدہ کتابیں متعلق ہوں گی۔

یہ تحریک چونکہ ادارے کی علمی مصروفیتوں اور لائحہ عمل پر اصولی طور پر اثر انداز ہوتی ہے اس لئے اس پر کافی غور و خوض کیا گیا اور ادارے کی مجلس انتظامی کے غور و خوض کیلئے یہ رائے طے پائی کہ:-

"ادارہ کی روز افزوں مصروفیتوں اور وسعت کار اور گزشتہ کئی سال کے تجربہ کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ سے ادارہ کے کام حسب ذیل گیارہ شعبوں میں تقسیم کئے جائیں۔"

۱۔ اردو امتحانات۔ ۲۔ اردو انسائیکلوپیڈیا۔ ۳۔ کتب خانہ ۴۔ نسواں۔ ۵۔ ادب اطفال ۶۔ طلبہ ۷۔ سائنس۔ ۸۔ تاریخ۔ ۹۔ علوم عمرانی۔ ۱۰۔ زبان۔ ۱۱۔ ادب۔

(ب) بعض شعبوں کے وسعت کار کے پیش نظر ضروری ہے کہ ان کی ذیلی مجالس بھی قائم کی جائیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

شعبۂ تاریخ:- یہ شعبہ تین ذیلی مجلسوں پر مشتمل ہوگا۔ ۱۔ عام تاریخ ۲۔ جغرافیہ۔ ۳۔ تاریخ دکن۔ مشاہیر سے متعلقہ کتبات کی ترتیب کا کام بھی اسی شعبہ کے سپرد رہے گا۔

شعبۂ علوم عمرانی:- اس شعبہ میں حسب ضرورت سیاسیات، معاشیات، عمرانیات وغیرہ کی ذیلی مجلسیں قائم کی جائیں اور اس شعبہ کے معتمد مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس (حال معتمد شعبۂ "تالیف و ترجمہ") ہوں گے۔ اس لئے کہ تالیف و ترجمہ کا کام زیادہ اسی شعبہ میں پیش آئے گا۔

شعبۂ سائنس:- اس شعبہ کے تحت ریاضی بھی شامل رہے گی۔

شعبۂ ادب:- اس شعبہ میں ادبی نظم و نثر کی کتابوں کے علاوہ قدیم شعراء و مصنفین دکن سے متعلقہ کام بھی شامل ہوگا۔ اور فی الحال اس کے معتمد ڈاکٹر زور صاحب اور نائب معتمد مولوی نصیر الدین ہاشمی رہیں گے۔ شعبہ تنقید بھی اسی کی ذیلی مجلس ہوگا۔ اور اس کے معتمد سعادت علی رضوی مقرر کئے گئے۔

(ج) طے پایا کہ شعبہ جات تاریخ علوم عمرانی اور کتب خانہ کے اراکین اور اول الذکر دو شعبوں کی ذیلی مجالس کے معتمدین کا انتخاب جلد ان شعبوں کا اجلاس منعقد کر کے کیا جائے۔

(د) شعبۂ طلبہ کی نگرانی اور انتخابات کا کام مولوی فیض محمد صاحب صدیقی کے تفویض کیا گیا۔

۲۔ شعبہ جات کی مصروفیتوں سے متعلق معتمدین نے روداد بیان کی اور شعبۂ نسواں کی مصروفیتوں سے متعلق محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے ایک مختصر سی تحریری رپورٹ پیش کی جس کو پسند کیا گیا اور طے پایا کہ دیگر شعبہ جات کے معتمدین بھی یکم آبان ۱۳۵۲ف تک اپنے اپنے شعبوں سے متعلق ایسی ہی رودادیں روانہ فرمائیں۔

۳۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ کی حسب ذیل تحریک پیش ہوئی۔

"اردو میں تلمیحات و تشبیہات کی ایک مستند لغت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں تحریک کرتی ہوں کہ انسائیکلوپیڈیا کی طرح اس کام کو بھی ادارہ اپنے ذمہ لے کر اردو میں ایک اہم اور گراں قدر کتاب کا اضافہ کرے۔"

طے پایا کہ یہ ایک مفید اور ضروری کام ہے اس لئے اس تحریک کو اس اجلاس کی سفارش کے ساتھ شعبۂ ادب میں پیش کیا جائے تاکہ یہ شعبہ جلد سے جلد اس کام کا آغاز کرے۔

۴۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے تحریک پیش کی کہ

"ادارہ کے شعبۂ تاریخ کی جانب سے اردو میں ایک کتاب "رہنمائے حیدرآباد" مرتب کر کے شائع کی جائے۔"

معتمد صاحب تاریخ نے اس تحریک سے اتفاق کیا اور طے پایا کہ اس مجلس کی رائے میں یہ کتاب جلد شعبۂ تاریخ کی جانب سے شائع کی جائے۔ اور اس میں پوری ریاست کے متعلق ضروری معلومات شامل ہوں۔

نرمل میں اردو کا کام

۱۰ خورداد ۱۳۵۱ف روز دوشنبہ ۴ بجے شام ادارۂ ادبیات اردو شاخ نرمل کی مجلس انتظامی کے انتخاب کے لئے ایک جلسۂ عام زیر صدارت جناب ملا سید فخر الحسن صاحب بی اے بی ٹی صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ نرمل منعقد ہوا جس میں معززین، تجار، وکلاء اور عہدہ داران مقامی بھی شریک تھے جن کو ادارہ کے ارکان وفد مولوی خواجہ حمید الدین صاحب شاہد بی اے، مولوی رحیم الدین صاحب ظہیر آبادی نے مخاطب فرمایا اور تحسین صاحب سروری کی نظم کے بعد انتخابات عمل میں آئے۔ جناب صدر نے پر مغز تبصرہ فرمایا۔ ختم جلسہ پر مسٹر حضرمی نے بحیثیت معتمد شکریہ کے فرائض انجام دیئے۔

شاخ چنتاپور

نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ نے ۱۵ امرداد ۱۳۵۲ف کو ادارۂ ادبیات اردو شاخ چنتاپور کا معائنہ فرما کر (صہ) عطا فرمائے اور کتاب الرائے میں تحریر فرمایا:—

"آج میں نے آبادی چنتاپور کے معائنہ کے اثناء میں اس ادارہ کا بھی معائنہ کیا۔ یہ ادارہ اپنی حد تک مفید کام کرتا پایا جاتا ہے اور یہ مقامی عہدہ داروں کی دلچسپی کا نتیجہ ہے خصوصاً ادارہ محبوب خاں صاحب کی محنت اور کوشش۔ امید ہے کہ اس ادارہ کے کاروبار کی سرگرمی میں اور اضافہ کریں گے۔"

شاخ گلبرگہ

ادارہ ادبیات اردو گلبرگہ شریف کی شاخ کا ایک اجلاس ماہ جولائی ۱۹۴۳ء منعقد ہوا جس میں صاحب ذوق حضرات نے شرکت کی۔ نور الحسن صاحب انور نے ایک بصیرت افروز تقریر کی کہ ہر شہر میں ایک نہ ایک ادبی محفل ایسی ہے جس کا مقصد اردو ادب کی اشاعت اور ترقی ہے۔ یہ کمی گلبرگہ میں ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ کئی نوجوان ادیب اپنی انفرادی کوششوں میں منہمک تھے مگر ان سب کو مرکزیت پر لانے کے لئے ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ تمام انفرادی کوششوں کو ایک جا جمع کیا جا سکے اس کے بعد موصوف نے شعبۂ تالیف و ترجمہ کے قیام کی تحریک پیش کی اور اس کے اغراض و مقاصد، قواعد و ضوابط کو اچھی طرح واضح کیا۔ بہ اتفاق آراء یہ تحریک منظور کی گئی اور مجلس انتظامی کی تشکیل عمل میں آئی۔

صدر۔ مولوی نصیر الدین صاحب ایم اے لکچرار اردو گلبرگہ کالج۔

معتمد۔ " نور الحسن صاحب انور (عثمانیہ)

اراکین:— مولوی نیاز علی خاں صاحب نیاز اردو فاضل، مولوی عبد الرشید صاحب سہروردی اردو عالم۔ مولوی عبد الحمید صاحب اردو عالم مولوی محمد جعفر صاحب اردو عالم۔ مولوی عبد الغنی صاحب آفسر اردو فاضل

خازن:— مولوی مسعود انصاری صاحب اردو عالم۔

آغاز کار:— فی الحال اس شعبہ کی جانب سے بہترین علمی و ادبی مضامین اور معیاری افسانے شائع کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ کوشش کی جائے گی کہ بہترین ادیبوں کی مستقل تصانیف کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔ اس شعبہ میں جناب مولوی محمد بن عمر صاحب ایم اے بھی نمایاں دلچسپی لے رہے ہیں۔

شعبۂ طالبہ پرلی

اس شعبہ میں چکر پانی صاحب کے تبادلہ کے بعد حسب ذیل انتخابات ہوئے۔

صدر:— مسٹر دیوی داس راؤ صاحب مہتمم مارکٹ پرلی۔

نائب صدر:— مسٹر سندر راج صاحب میڈیکل افسر دواخانہ سرکار عالی پرلی۔

معتمد:— محمد سعید الدین صاحب صدیقی۔

نائب معتمد— محاسب صاحب لوکل فنڈ پرلی۔

منتظم کتب خانہ: نجم الدین صاحب۔

اراکین:— غلام احمد خاں صاحب، اکبر حسین صاحب، سرور علی صاحب۔

صدر معلم مدرسہ وسطانیہ، عبد الکریم صاحب، سلطان خاں صاحب۔

امتحانات کے مرکزوں کی رودادیں

اضلاع دیہات کے ہر مرکز پر جو صدر نگران کار صاحب تشریف لے گئے تھے انھوں نے اپنے مرکز کے کام کی نسبت تفصیلی رپورٹیں روانہ فرمائی ہیں۔ ان کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

مرکز اورنگ آباد | میرا قیام اورنگ آباد میں اپنے ایک عزیز کے یہاں رہا جس کی وجہ سے میں معتمد صاحب ادارہ یا مولوی عارف الدین صاحب کے پاس ٹھیر نہ سکا۔ اسٹیشن پر میرے عزیز اور مولوی غازی معین الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل و معتمد موجود تھے۔ اگرچہ میں بروز شنبہ بوقت صبح تقریباً ۹ بجے اورنگ آباد پہونچ چکا تھا مگر غازی صاحب سے معلوم ہوا کہ وہاں جمعہ کی صبح ہی میری آمد کی اطلاع یا توقع تھی۔ پٹن کے لئے مولوی ولی محمد خاں صاحب لکچرار اورنگ آباد کالج نے بہ حیثیت صدر نگران کار تکلیف فرمانے پر آمادگی ظاہر فرمائی تھی مگر ایک تو پٹن میں ہیضہ کی وجہ سے اور دوسرے پرچہ جات کی دیر رسی کے باعث مولوی صاحب موصوف نے انکار فرما دیا۔

مولوی عارف الدین صاحب نے جو مجسمۂ خلوص و ایثار ہیں اس موقع پر وہ سب کچھ کیا جس کی ضرورت تھی۔ اصلاح غلط فہمی و معذرت خواہی سے ہر کام بنا لیا اور حتیٰ کہ مولوی شرف الدین صاحب صدر نگران کار بیجاپور کے ہمراہ خود بھی تشریف لے گئے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ مولوی عارف الدین صاحب مراکز اورنگ آباد۔ بیجاپور کی بقا کے ضامن ہیں اور تھے۔ یہ نہ ہوتے تو اورنگ آباد جس کو مردوں کی بستی کہنا چاہیے، مردہ دلی کا ثبوت دیتا۔

امتحانات کے انتظامات اورنگ آباد کالج میں کئے گئے تھے جس کے لئے مولوی محمد ابراہیم صاحب پروفیسر اور مولوی محمد علی صاحب اور اسی کالج کا اسٹاف قابلِ تشکر ہے کہ یہاں ہر قسم کی مدد و سہولت بہم پہونچائی گئی۔

امتحانات شعبۂ اناث کی نگرانی محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ معلمہ نے فرمائی اور بوجہ احسن اپنے فرائض انجام دئے جن کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ پردہ کے انتظامات مولوی غلام دستگیر صاحب صیغہ دار ڈویژن نے فرمائے جو نہایت بہتر تھے۔

اورنگ آباد میں اگرچہ اور بھی ادارے بنام ادبستان "بزم سراج"، ہیں مگر بےجان۔ اگر کچھ احساس زندگی ہے تو ادارہ ادبیات اردو میں۔ ضرورت ہے کہ اس کو اور زیادہ اجاگر کیا جائے۔ اس وقت ادارہ کا دفتر اٹولہ باغ میں ہے جو ایک سرکاری عمارت ہے۔ لحاظ اس کے کہ اورنگ آباد دار الخلافہ رہا ہے اور دیگر خصوصیات بھی اس شہر کو حاصل ہیں ضرورت ہے کہ یہاں ادارہ کی ایک مستقل عمارت تعمیر کی جائے یا موجودہ عمارت ہی ادارہ کو دے دی جائے۔ اس بارہ میں جناب نواب صوبہ دار صاحب سے میں نے بالمشافہ تبادلۂ خیال بھی کیا ہے اور ان کو و جناب اول تعلقدار صاحب کو ہر ممکنہ معاونت پر آمادہ کر لیا ہے ضرورت ہے کہ مہینہ دو مہینہ بعد ایک وفد معتمد صاحب ادارہ کی قیادت میں اورنگ آباد روانہ ہو تا کہ وہاں فراہمی سرمایہ کے لئے بصدارت جناب صوبہ دار صاحب ایک جلسہ طلب کیا جائے تب تک مولوی عارف الدین صاحب سے توقع ہے کہ وہ فضا کو ایسی ہموار کر لیں گے کہ ہمارا مقصد حاصل ہو۔

اورنگ آباد میں سرسوتی بھون دیکھنے کے بعد اگر ہم کچھ کام نہ کر سکے تو ہمارے لئے شرم کا مقام ہے ہم کو زندہ رہنا ہے اور اردو کی خدمت کرنے کا دعویٰ ہے تو ہم کو بھی یہ عزم کر لینا چاہیے کہ اورنگ آباد میں انشاء اللہ کچھ کر کے رہیں گے۔

بموجب گزشتہ مرکز اورنگ آباد کے لئے دو نقروی میڈل متعاقب روانہ کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک امتحان اردو عالم ذکور میں اول آنے والے امیدوار کو دیا جائے اور دوسرا امتحان اردو عالم اناث میں اول آنے والی لڑکی کو۔

مرزا عبدالحلیم بیگ

مرکز بلولی | ۸ رمہر ۱۳۵۰ف کی صبح ٹھیک ۴ بجے بذریعہ موٹر بس بلولی پہنچا۔ مولوی محمد عبدالبصیر صاحب صدر مدرس و معتمد شاخ ادارہ، مولوی مرزا یوسف بیگ صاحب مولوی محمد بن عبداللہ صاحب ارکان ادارہ نے استقبال کیا۔ مدرسہ تحتانیہ ذکور اور مدرسہ تحتانیہ نسواں کی عمارتیں امتحانات کے لئے منتخب کی گئی تھیں۔ امیدواروں کی نشستوں کا معقول انتظام تھا۔ ہر روز تمام امیدوار مقررہ وقت سے کچھ پہلے ہی امتحان گاہ میں جمع ہوتے اور ٹھیک وقت پر لفافہ چاک کیا جاکر سوالات کے پرچے امیدواروں کو تقسیم کئے جاتے تھے۔

امتحان گاہ ذکور میں مولوی عبدالبصیر صاحب صدر مدرس اور مولوی مرزا یوسف بیگ صاحب مددگار صدر مدرس نے پابندی کے ساتھ نگرانی کے خوش گوار فرائض انجام دیئے اور ان ہی اردو پرست حضرات کی پرخلوص کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ضلع ناندیڑ میں ادارۂ ادبیات اردو کی سب سے پہلی شاخ بلولی میں قائم ہوئی اور سال حال یہ مقام مرکز امتحان بھی بن گیا۔ اس سال صرف اردو دانی اور اردو عالم کے امتحانات یہاں لئے گئے ہیں توقع ہے کہ یہاں کا علم دوست طبقہ آئندہ سال ادارہ کے دوسرے امتحانوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرے گا۔

مولوی سید افضل صاحب پیشکار تحصیل خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جن کی بیگم صاحبہ نے امتحان گاہ اناث میں صدر نگران کا اہم فرائض نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ وہ مقامی ادارہ کی نہ صرف رکن بھی ہیں۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ نسواں بلولی کا دلی شکریہ ادا کرنا [illegible] ضروری ہے [illegible] نگرانی [illegible] صدر نگران کا [illegible]

صاحبہ کی مدد فرماکر اپنی علم دوستی کا ثبوت دیا۔

زمانۂ امتحانات میں میرے قیام و طعام کا انتظام ارکان ادارہ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا جن میں مولوی عبدالبصیر صاحب صدر مدرس، مولوی مرزا یوسف بیگ صاحب مدرس، مولوی مرزا زاہد علی بیگ صاحب سوداگر اور مولوی بشیر احمد خاں صاحب صیغہ دار رجسٹری قابل ذکر ہیں اور یہی حضرات ادارہ کے ارکان ہیں۔ اگرچہ کہ بعض دیگر علم دوست حضرات اور وکلا صاحبان بھی ادارہ کے ارکان ہیں لیکن باوجود اس کے ادارہ کی شاخ کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اردو کی پرخلوص خدمت گذاری اہل ملک کا مقدس فریضہ ہے اور اس کا عملی ثبوت یہ ہوسکتا ہے کہ اطراف و اکناف میں جہاں تک ہوسکے اردو کی توسیع و اشاعت کی جائے۔ ہر سال زیادہ زیادہ تعداد میں امیدوار فراہم کئے جائیں۔ شاہزادۂ والا شان حضرت ولیعہد بہادر دام اقبالہٗ کا ارشاد ہے کہ "اردو ہندوستان کے کسی خاص صوبے یا فرقے کی زبان نہیں بلکہ ہندو مسلم طرز گفتگو کا سنگم اور دونوں قوموں کے میل جول کی یادگار ہے"

ارکان شاخ ادارہ کو چاہیے کہ ادارہ کے کاروبار میں باقاعدگی پیدا کریں، باضابطہ کتب خانہ قائم کیا جائے مہینہ میں کم از کم ایک بار تعلیمی جلسہ ہوا کرے اور اس کی اطلاع مرکزی ادارہ کو دی جایا کرے اور ناگزیر صورتوں میں مرکزی ادارہ سے مدد طلب کی جائے۔ چنانچہ معتمد صاحب سے بالمشافہ میں نے یہی چند باتیں کہہ دی ہیں امید ہے کہ وہ ان پر عمل کررہے ہوں گے ۱۱ رمہر کی صبح مولوی عبدالبصیر صاحب، مولوی مرزا یوسف بیگ صاحب، مولوی بشیر احمد خاں صاحب اور بعض دیگر حضرات مجھے رخصت کرنے کے لئے موٹر تک تشریف لائے جن کا شکریہ ادا کرکے میں بلولی سے روانہ ہوگیا۔

سید مراد علی طالع

مرکز بھوکر (جاگیر) | ۱۲ رمہر ۱۳۵۰ف کی صبح میں بارسی اسٹیشن پر ادارۂ ادبیات اردو کی شاخ [illegible] صاحب علی [illegible] لئے ہوئے [illegible]

ہمارے منتظر تھے۔

بارسی سے بھوم تک ۱۵۔۱۶ میل کا فصل ہے۔ کچھ دور بنڈی پر اور کچھ دور پیدل چل کر ہم رات میں داخل بھوم ہوئے۔

ہمارا انتظام رہائش مولوی سید تجمل حسین صاحب منشی ٹپہ خانہ بھوم نے اپنے مکان پر فرمایا۔ ادارے کی شاخ "بھوم" کے صدر مسٹر نرسنگ راؤ (جو وہاں کے میڈیکل افسر بھی ہیں) نے ہمارے لئے کافی سہولتیں بہم پہنچائیں جناب مولوی مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب تحصیلدار بھوم نے ہماری مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ امتحان گاہ کے لئے عمارت مدرسہ بھوم منتخب کی گئی تھی۔ اسی عمارت کے ایک حصے میں زنانہ کا انتظام تھا۔ جناب مولوی سید عبدالرحیم صاحب صدر مدرس مدرسہ بھوم کی عنایتوں سے ہمیں امتحان گاہ میں بڑی مدد ملی۔ مولوی کریم الدین صاحب متوطن بھوم نے بھی نگرانی میں مدد فرمائی۔ جناب کلثوم بی صاحبہ جو وہاں کی پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ پردہ نشین امیدوارات کی نگران کارہ بنائی گئیں۔ بہرحال ۲۰ مہر ۱۳۵۲ف سے شروع ہو کر ۲۴ مہر ۱۳۵۲ف کو ہمارا امتحان اطمینان کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

چونکہ ہمارا تعلق عثمانیہ ٹریننگ کالج کی جماعت آئی۔ ٹی۔ سی۔ سے تھا اس لئے جناب صدر مدرس صاحب کی خواہش اور اصرار پر ایک عملی سبق بمضمون انگریزی مدرسہ بھوم میں دیا گیا۔

"قاضی محمد حبیب الدین"

مرکز پربھنی | ادارۂ ادبیات اردو کے سالانہ امتحانات کے صدر نگراں کار کی حیثیت سے مجھے پربھنی جانے کا اتفاق ہوا۔ پربھنی کی شاخ ادارہ کی تمام شاخوں میں اپنی تنظیم اور کارکردگی کی وجہ سے اہمیت رکھتی ہے۔ میں ادارہ کے ایک سرگرم معاون مولانا ابرار حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ کے ہاں مقیم تھا۔ جناب موصوف کو ادارہ سے گہری دلچسپی ہے جس کا ثبوت آپ کی وہ دوڑ دھوپ اور مساعی ہیں جو ادارہ کی کسی تقریب کے موقع پر یا تیاری امتحانات کے سلسلے میں ظاہر ہوتی ہیں تحریری اور زبانی امتحانات تین روز تک ہوتے رہے۔

میرا یہ ایقان ہے کہ ادارہ کا یہ اقدام ہندستان کی علمی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے جو اپنے نتائج و افادیت کے اعتبار سے ایک دن کل ہند مقبولیت حاصل کرلے گا۔ اردو یا علم کے شائقین محض سیکھنے اور پڑھنے کی غرض سے ان امتحانات میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد جامعی امتحانات کی طرح سند حاصل کرنا نہیں ہے۔ مرکز پربھنی میں جو امیدوار شریک تھے ان میں پانچ چھے سال کے بچوں سے لے کر ساٹھ سال کے ضعیف بھی تھے۔ کسی جامعہ کو شائد ہی یہ امتیاز مل سکے گا کہ بچے اور بوڑھے دونوں ساتھ ساتھ حصول علم میں مصروف ہیں۔ ان امتحان دینے والوں میں اکثریت غریبوں کی تھی ان میں چپراسی درزی، معمار، باغبان، قلی، مزدور اور طالب علم بھی تھے یہ اپنے پیشے کی مصروفیتوں کے اختتام کے بعد تھوڑا سا وقت نکال کر ان امتحانات کی تیاری کرتے رہے ہیں۔ ادارہ کا یہ اقدام صرف اسناد ہی عطا نہیں کر رہا ہے بلکہ تعلیم بالغان جیسے فرض کو بھی انجام دے رہا ہے۔ حیدر آباد میں بہت دنوں سے اس سلسلے میں کوشش کی جارہی ہے مگر میرا یہ یقین ہے کہ ادارہ کے اس اقدام ہی سے ملک میں بالغان کی تعلیم کا کوئی مستقل اور محکم انتظام ہوا ہے۔ ادارہ بلدۂ حیدر آباد میں مختلف جماعتوں اور توسیعی تقاریر کے ذریعہ طلبہ کو سہولت بہم پہونچاتا ہے مگر قصبات و دیہات کے مراکز میں اس انتظام کا نہ ہونا خراب نتائج کا باعث ہوگا۔

مجھ سے کئی اصحاب نے یہ استفسار کیا کہ فارسی امتحانات کے تسلیم کئے جانے سے عوام کا رجحان ان تسلیم کردہ امتحانات کی جانب ہو رہا ہے۔ میں نے ہر ایسے استفسار کا یہی جواب دیا ہے کہ کارروائی ہو رہی ہے اور حکومت ان امتحانات کے نتائج و عواقب اور افادیت سے ناواقف نہیں ہے۔ ادارہ خواندگی کی مہم میں جو نمایاں ترین حصہ لے رہا ہے اور حکومت کا ہاتھ بٹا رہا ہے اس کو حکومت بنظر تحسین دیکھتی ہے اور وہ دن دور نہیں ہے جب کہ

یہ امتحانات بھی تسلیم کر لئے جائیں گے۔

ادارہ کا مقامی دفتر جو بزم رنداں سے ملحق ہے بہت اچھی اور پاک و صاف حالت میں ہے۔ ادارہ کے سرگرم و پر جوش معتمد جناب حمید اللہ خاں شیدا قابل مبارک باد ہیں کہ ان کی مساعی سے ایک بہت بڑا قومی کام انجام پا رہا ہے۔

میں مولوی ابرار حسین صاحب ایم اے (علیگ) و فاضل مصر حمید اللہ خاں صاحب شیدا اور اساتذہ صاحبان مدرسہ فوقانیہ و صدر معلمہ صاحبہ کا ممنون ہوں جنھوں نے نگرانی امتحانات کے سلسلے میں زحمت فرمائی اور میرا ہاتھ بٹایا۔

ناشکر گزاری ہوگی اگر جناب محمد علی خاں صاحب منتظم مال اور مظہر علی خاں صاحب کنٹرول افسر کا تذکرہ نہ کیا جائے جو ادارہ کے ہمدردوں میں ہیں اور جنھوں نے مجھے پر تکلف ضیافت دے کر میری عزت افزائی فرمائی۔

میر عابد علی خاں

مرکز پیڈلی | اسٹیشن پیڈلی پر میں کوئی رات میں ساڑھے دس بجے پہونچا۔ جناب مولوی سعید الدین صاحب معتمد ادارہ مولوی عبدالستار صاحب صدیقی نائب معتمد، ذی وجاہت بزرگ مولوی نواز الدین صاحب مدرس ذی اثر رکن مولوی شیخ حسین صاحب مدرس اور سید تقی صاحب معتمد انجمن مسلم نوجوانان کے علاوہ اور بھی اراکین تشریف فرما تھے۔ معتمدین صاحبان نے پھول پہنائے۔ رخصت کرنے بھی علی الصباح دس بجے کم و بیش یہی حضرات موجود تھے۔

انتظام قیام و طعام نہایت معقول تھا۔ سہ روزہ دعوتوں کا باقاعدہ پروگرام رہا۔ دعوتوں میں مندرجۂ بالا حضرات کے سوا مولوی شریف الدین صاحب مدرس اور محترمہ صدر معلمہ صاحبہ بھی شریک تھیں۔

میں ادارہ ہی میں ٹھیرایا گیا تھا مجھے یہاں ہر طرح کا آرام ملا۔ خصوصاً مولوی سعید الدین صاحب معتمد ادارہ اور سرگرم رکن مولوی شیخ حسین صاحب نے مہماں نوازی کا حق ادا کیا۔ وہ ہر طرح ہمارے (ادارہ کے) مستحق شکریہ ہیں۔ ہم مولوی عظمت اللہ حسینی صاحب کے شکر گزار ہیں جنھوں نے ہمیں امتحانات کے لئے مدرسہ عنایت فرمایا۔

ادارہ جناب صدر معلمہ صاحبہ کی اجازت سے ان کے مکان کے دیوانخانہ میں ہے۔ اس کا کام طلبہ کے ہاتھوں میں ہے۔ سال حال ان کی سخت آزمایش ہوئی۔ آفرین ہے ان کی ہمتوں پر کہ باوجود سخت مخالفت کے یہ مرکز برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ ان کا بڑا کارنامہ ہے۔

دفتری تنظیم اور کتب خانہ کی داد و ستد کا انتظام لائق تحسین ہے۔ درسی کتب امتحانات ادبیات اردو کے (خصوصاً اردو فاضل کے کتب جو قیمتی ہیں) فراہمی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تاکہ کم استطاعت طلبا ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

کارگزاری یہ کہ شبینہ تعلیم کے ذریعہ سے ایسے امیدوار ادارہ سے شریک کرائے گئے ہیں جو دن بھر زراعت کے کام میں لگے رہتے ہیں۔

آخر میں یہ میری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کے ارادوں میں بلندی اور پختگی، دلوں میں ہمت اور خلوص، آپس میں اتفاق و اتحاد اور زیادہ دے جس سے وہ اس سے بڑھ کر اردو کی خدمت کر سکیں۔

مولوی بدر الدین صاحب مدرس مدرسہ سلیم (مومن آباد) جو اردو عالم کے امتحان کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔

مولوی فیاض الدین صاحب مدرس مدرسہ کبیر (مومن آباد) جو طالبات کو ساتھ وہاں لائے تھے۔ مولوی سراج الدین صاحب مدرس

مدرسہ تحتانیہ عباسیہ گھاٹ نا ندورہ (جو نواب عباس یار جنگ بہادر فرزند نواب تراب یار جنگ بہادر کی جاگیر ہے) نے اپنے پاس سے پانچ ہندو اور دو مسلمان امتحان زبان دانی میں شریک کرائے ہیں۔

ان تینوں حضرات نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہوسکا تو ششماہی امتحان کے لیے ورنہ سالانہ کے لئے تو یقینی وہ اپنے اپنے مقامات کو آئندہ مرکز بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس معاملہ میں بہت جلد ان کا ارادہ ادبیات اردو کے ادارہ سے خط و کتابت کرنے کا ہے۔

دو قواعد کی کتابیں جو ساتھ تھیں ان میں سے دو کے حوالے کی گئیں۔

ان امتحانات کے سلسلہ کرانے کی نسبت استفسار کیا گیا ساتھ ساتھ امتحان منشی کا زیادہ رجحان ہونے کی طرف توجہ معطوف کرائی گئی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ کوشش جاری ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عالم اور فاضل ہی میں شریک ہوں۔ اردو دانی اور زبان دانی میں اس کثرت سے شریک ہوں کہ مقامی زبان عام اردو ہو جائے۔

قدرت احمد راز

مرکز پوسے گاؤں تعلقہ ہنگولی | تاریخ ۲ بہمن ۱۳۵۲ف

ٹھیک ۳ بجے ذریعہ بس ہنگولی پہونچا۔ مولوی سید موسیٰ صاحب مجھے لینے کے لئے پہلے ہی سے حاضر تھے چنانچہ موصوف نے میرا خیر مقدم کیا اور گلپوشی کی جس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ بنڈی تیار تھی اسی وقت نکل کر قریب ۸ بجے شام پوسے گاؤں پہونچا۔ بستی کے باہر مولوی احمد شاہ خاں صاحب معتمد اور دیگر مدرسین اور رعایا میری آمد کی منتظر تھی۔ مولوی احمد شاہ خاں صاحب نے گلپوشی کی رسم ادا کی اور باجے کی آواز کے ساتھ میری آمد کا اعلان کرتے ہوئے قیام گاہ پر پہونچے۔ قیام گاہ پر پہونچ کر مجھ ناچیز کو ادارۂ ادبیات اردو کے باعث جو عزت بخشی گئی اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ چونکہ رات کافی گزر چکی تھی۔ اس لئے جملہ اصحاب کو گھر جانے کی اجازت دی گئی۔ معتمد صاحب نے میرے خورد و نوش کا پہلے ہی سے معقول انتظام فرمادیا تھا۔ بعد تناول طعام معتمد صاحب و مددگاران مدرسہ سے کچھ دیر تبادلۂ خیال کے بعد آرام کیا گیا۔

۸ بجے صبح مدرسہ پہونچا۔ معتمد صاحب نے پہلے ہی سے نشستوں کا معقول انتظام کر دیا تھا۔ مگر اردو عالم کے امیدواروں کی نشستیں بالکل قریب قریب تھیں اس لئے اس میں تبدیلی کی جا کر امیدواروں کو دور دور بٹھایا گیا۔ ٹھیک وقت پر یعنی نو بجکر پچاس منٹ کو پہلی گھنٹی بجائی گئی اور ۱۰ بجے آغاز امتحان کی گھنٹی کے ساتھ ہی کام شروع کر دیا گیا۔ دوپہر میں بھی اسی طرح ایک بجکر پہلی گھنٹی اور ۲ بجے آغاز امتحان کی گھنٹی بجانے کا انتظام کیا گیا۔ ہر روز تا ختم امتحان اس کی سختی سے پابندی ہوتی رہی۔ آغاز امتحان کے ساتھ ہی ہال ٹکٹ کی تنقیح شروع کی گئی۔

دوران امتحان میں کافی اچھا انتظام رہا۔ مولوی احمد شاہ خاں صاحب اور مسٹر بلی رام پنت اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو نگران کار مقرر کیا گیا تھا۔ نگرانی اچھی رہی کسی قسم کی بدنظمی نہ ہوسکی۔ ۱۰ بہمن ۱۳۵۲ف کو ایک بجے میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہو چکا تھا لیکن رعایا کی خواہش پر مزید ایک یوم رک جانا پڑا۔ ہدایت اللہ امیدوار کے والد دیسکھ نے پر تکلف دعوت کی۔ بلی رام پنت اور مولوی سید موسیٰ صاحب نے چاء نوشی کی دعوت کی۔ رتن لال جی ساہو نے بھی جملہ اسٹاف مدرسہ کے ساتھ چاء نوشی کی دعوت دی۔ بوقت چار ساعت معتمد صاحب نے ایک جلسہ منعقد فرمایا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کا مجمع تھا۔ معتمد صاحب کی تحریک اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی تائید سے میں نے کرسی صدارت پر بیٹھنے کی عزت حاصل کی۔ جلسہ کی ابتدا قرأت سے ہوئی۔ عبدالمعز طالب علم نے بچپن کا زمانہ نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ عبدالعزیز طالب علم نے ایک قصیدہ پڑھا۔ ازاں بعد میں نے ادارۂ ہذا کی کارگزاری حاضرین کے گوش گزار کی۔ مولوی احمد شاہ خاں صاحب نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ مرکز ہذا کا قیام

انہیں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ امتحان زنانہ مرکز سے متعلق بہ غرض کرنا ضروری ہے کہ جناب آمنہ بیگم صاحبہ نے نگران کاری کا کام انجام دیا۔ اور محترمہ محبوب بی صاحبہ صدر معلمہ نے بھی اس خصوص میں کافی امداد بہم پہونچائی۔

مرکز پوسے گاؤں کا قیام مولوی احمد شاہ خاں صاحب کے نیک ارادوں اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ امیدواروں کی تعلیم کا انتظام معقول طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ اناث کی تعلیم محترمہ محبوب بی صاحبہ اہلیہ مولوی احمد شاہ خاں صاحب کی تنہا کوشش کا نتیجہ ہے۔

محمد عبدالکریم

مرکز جولہ نظام الدین

بارسی اسٹیشن پر جولہ نظام الدین کے صدر مدرس اور معتمد ادارہ میرے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ میرا انتظار دو دن سے کر رہے تھے۔ بارسی سے جولہ نظام الدین جانے کے لئے بنڈی کی سواری کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہم جولہ نظام الدین شام کے سات بجے پہنچے۔ آبادی کے قریب شہر کے بہت سے لوگ میرے انتظار میں کھڑے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی پھول کے ہار وغیرہ پہنائے گئے اور باجہ کے ساتھ مدرسہ کی عمارت تک گاؤں میں سے جلوس بھی نکالا گیا۔ جلوس میں ہندو مسلمان بڑے اور چھوٹے شریک تھے۔ کچھ طلبہ ہاتھ میں اسکاوٹ کے جھنڈے لے کر راستے سے "تارا بدخالق عالم" کا قومی ترانہ بھی گاتے ہوئے قطار میں جا رہے تھے۔ رعایا اور طلبہ کا تعلیمی ذوق دیکھ کر اس وقت مجھے بہت ہی مسرت ہوئی۔ مدرسہ کی عمارت میں جلوس پہنچنے کے بعد میں نے مجمع کو مختصر الفاظ میں مخاطب کیا اور وہاں کے لوگوں کے تعلیمی ذوق کو بہت پسند کیا اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

دوسرے دن اردو دانی اور اردو زبان دانی کا صبح میں امتحان شروع ہوا۔ دوپہر میں اردو دانی کا زبانی امتحان بھی لیا گیا۔ تمام امیدواروں کے ہال ٹکٹ موجود تھے۔ ان کی جانچ وغیرہ کی گئی۔ دوران امتحان میں کسی امیدوار نے نقل وغیرہ نہیں کی۔ امیدواروں کی تیاری اچھی تھی اور خوشی خوشی پرچہ جات حل کر رہے تھے۔ اردو دانی کا زبانی امتحان ۶ بجے شام ختم ہوا۔ جولہ نظام الدین اسی سال امتحان کا مرکز قائم ہوا ہے۔ اس کے قیام میں وہاں کے تحتانیہ کے صدر مدرس مولوی معین الدین صاحب صدیقی نے ان تھک کوشش کی ہے۔

اس مرکز میں نہ صرف جولہ کے امیدوار ہی شریک تھے بلکہ اطراف کے مواضعات اٹکور اور واکڑی کے امیدوار بھی شریک تھے۔ اٹکور کے مدرس صاحب مولوی مرزا محسن بیگ نے بہت کوشش سے امیدواروں کو امتحان میں شریک کرایا۔ ان سے بہت ہی کم مدت میں امتحان کی تیاری کرائی۔ وہ خود امتحان کے دن موجود تھے۔ دوسرے دیہات کے امیدواروں کے قیام و طعام کا انتظام جولہ نظام الدین کے لوگوں نے چندہ جمع کر کے کیا تھا۔ اس کام میں وہاں کے انعامدار مولوی رفیع الدین صاحب اور سید عبدالکریم صاحب تاجر نے بہت نمایاں حصہ لیا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بھی بہت خوشی ہوئی کہ ایک بالکل ہی نوجوان مسٹر مرلیدھر راؤ نے جو وکڑی کے باشندے تھے وہاں کے امیدواروں کو امتحان میں شریک کرایا اور خود شریک تھے۔

جولہ نظام الدین میں امتحان کا مرکز تو قائم ہو گیا تھا لیکن ادارہ کی شاخ وہاں پر ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ دوشنبہ کی رات کو وہاں کی رعایا کو بلایا گیا۔ جلسہ میں میں نے ادارہ جو خدمت کر رہا ہے اس کا ذکر کیا۔ علم کی اہمیت اور اردو کی ضرورت پر تقریر میں بہت زور دیا۔ میں نے کہا اردو نہ صرف ہماری ریاست کی دفتری زبان ہے بلکہ وہ ہندوستان کی بھی قومی زبان بنتی جا رہی ہے۔ تقریر کے ختم پر شاخ کے صدر اور اراکین کا انتخاب عمل میں آیا۔ سید عبدالکریم صاحب صدر اور دوسرے صاحبین اراکین مقرر ہوئے۔ معتمدی کا کام خود مولوی معین الدین صاحب انجام دے رہے ہیں اور وہ آئندہ سال کے لئے اردو زبان دانی کے کامیاب امیدوار کو معتمدی کے کام کے لئے تیار کر رہے ہیں۔

دس بجے جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ میں مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے امیدوار آئندہ سال اردو عالم اور اردو زبان دانی کی تیاری کرنے والے ہیں۔ دس بجے کے بعد اسی دن چھوٹا سا گانے کا جلسہ بھی ہوا جس میں بہت سے نوجوانوں نے حصہ لیا۔ خود مولوی صاحب نے گانے میں حصہ لیا تھا۔ وہ وہاں بہت ہر دلعزیز ہیں۔

مدرسہ کا کام بھی بہت ہی عمدگی سے انجام دیتے تھے جس کے متعلق مہتمم صاحب تعلیمات وغیرہ کی رپورٹ بھی اچھی تھی جس کو خود میں نے پڑھ کر دیکھا۔ مدرسہ کی تعلیمی حالت وغیرہ اچھی تھی۔

بروز سہ شنبہ ۱۱ر مہر ۱۳۵۲ف صبح اردو زبان دانی کا زبانی امتحان لیا گیا جو ایک بجے ختم ہوا۔ اور ہم اسی دن تین بجے وہاں سے بارسی روانہ ہوئے۔ خود مولوی معین الدین صاحب بھی بارسی تک میرے ہمراہ تھے۔ میرے قیام وطعام کا بہت ہی عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ سواری کا بھی انتظام اچھا تھا۔ لوگوں میں کافی تعلیمی ذوق نظر آیا۔ عنقریب وہاں رسالہ سب رس اور دوسرا روزآنہ اخبار بھی جاری کیا جانے والا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سب کام مولوی معین الدین صاحب صدیقی صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ جولہ کی انتھک کوشش کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے میں خود ان کا بہت شکر گزار ہوں اور ادارہ بھی شکر گزار رہے گا۔

نارائن راؤ اجلم کر

مرکز رینا پور | رینا پور پہنچنے کے بعد جناب صدر شاخ ادارہ ادبیات اردو و صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ رینا پور مولوی شبیر علی صاحب معتمد شاخ، مسٹر ذناترے راؤ نائب صدر مولوی اشرف الدین صاحب فیضی اور دیگر حضرات نے نہایت ہی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا۔

قیام وطعام کا معقول و مناسب انتظام کیا گیا تھا۔ امتحانات کی سہولت کے خاطر میرے قیام کا انتظام مدرسہ تحتانیہ رینا پور میں کیا گیا تھا۔ دوپہر کے بعد نشستوں کا تعین کر لیا گیا اور تختوں پر ان ناموں کی چٹھیاں چسپاں کی گئیں۔ ۸ر مہر ۱۳۵۲ف سے امتحان کا آغاز ہوا۔ صبح میں اردو عالم کا پانچواں پرچہ اور دوپہر میں چوتھا پرچہ تھا۔ عالم کے امتحان میں یہاں سے اس سال صرف ایک ہی امیدوار شریک ہوا۔ ۹ر مہر کی صبح میں اردو دانی، اردو زبان دانی و عالم کے پرچے تھے۔ مسٹر گوبند راؤ اور مولوی شبیر علی صاحب اور مولوی اشرف الدین صاحب فیضی نے نگران کاری کے فرائض باحسن الوجوہ انجام دئے۔

مسٹر ذناترے راؤ صدر شاخ ادبیات اردو و مولوی شبیر علی صاحب معتمد ستائش کے قابل ہیں کہ ان کی انتھک کوشش محنت و جانفشانی کی وجہ سے یہاں مرکز قائم ہوا اور پہلے سال ۲۴ امیدواروں کو شریک امتحان کیا گیا اور آئندہ سال بھی ان حضرات کی مستعد مزاجی سے امیدواروں کی تعداد میں دگنی اور سہ گنی اضافہ کی امید ہے۔

معتمد صاحب یہاں اردو دانی، زبان دانی اور عالم کی تعلیم نہایت محنت اور جانفشانی سے دیتے ہیں۔ اس سے قبل مولوی سید محی الدین صاحب مدرس اس شاخ کے رکن تھے اور ان کی وجہ سے تدریس میں کافی مدد ملتی تھی۔ مگر صاحب موصوف کا یہاں سے تبادلہ ہوگیا ہے اور تمام تدریس کا کام مولوی شبیر علی صاحب کو انجام دینا پڑتا ہے اگر کوئی اردو داں مدرس اس شاخ کا رکن ہو جائے تو اردو کے امیدواروں کو بہت سہولت ہوگی۔

عارف النسا بیگم صاحبہ معلمہ مدرسہ نسواں رینا پور شکریہ کے لائق ہیں جنھوں نے اپنے فرائض کو نہایت ہی خوبی سے انجام دیا۔ اور ادارہ کی ہدایات پر پوری طرح عامل رہیں۔ مولوی اشرف الدین صاحب فیضی کی خدمات جو کہ انھوں نے مختلف مراکز قائم کرنے میں انجام دی ہیں، محتاج بیان نہیں لیکن میرا یہ خوش گوار فریضہ ہے کہ صاحب موصوف کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے امتحان کے انتظام میں میرا ہاتھ بٹایا۔ آپ بعد اوقات امتحان

میرے ہی ساتھ رہتے تھے۔

مسٹر دتاترے راؤ صدر ادارہ و شبیر علی صاحب معتمد کا بھی مشکور ہوں کہ ان ہر دو حضرات نے دوران امتحان میں نہایت ہی دلچسپی سے میرے ساتھ تعاون عمل کیا۔

مولوی غلام صمدانی صاحب دفعدار پولیس ریناپور کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے نہایت ہمدردی کا اظہار فرمایا اور میرے قیام کے سلسلے میں مختلف سہولتیں بہم پہنچائیں۔ نیز صاحب موصوف نے ۹ مہر کی شب میں ایک پرتکلف دعوت پر مدعو فرمایا۔

عبدالواحد بن سعید

مرکز سائے گاؤں

میں بتاریخ ۲۵ مہر ۱۳۵۲ف روز شنبہ ۸ بجے صبح مومن آباد پہنچا۔ یہاں سے ذریعہ بنڈی اسی روز شب کے نو بجے داخل سائے گاؤں ہوا۔ جناب مولوی منصور علی صاحب معتمد اور مولوی معین الدین صاحب نائب معتمد و دیگر معزز مقامی حضرات نے استقبال کیا۔

قیام و طعام کا معقول انتظام کیا گیا تھا۔ اردو زبان دانی میں ۱۱۹ امیدوار شریک امتحان تھے لیکن ایک امیدوار غیر حاضر رہا۔ مولوی منصور علی صاحب معتمد کی جانفشانی کی وجہ سے اس مرکز کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہاں کے عوام میں علمی ذوق پایا جاتا ہے۔

سید فصیح اللہ حسینی

یہ خبر ادارۂ ادبیات اردو کے ہمدردوں میں نہایت تاسف کے ساتھ سنی جائے گی کہ ادارے کے ایک موسس اور مجلس انتظامی کے رکن مولوی محمد عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے لکچرار شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ نے صرف چند روز کی علالت میں وفات پائی۔ موصوف جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ دینیات کے پہلے فارغ التحصیل اور علوم عربیہ خاص کر کلام و تصوف کے جید عالم ہے۔

ادارے کی مجلس انتظامی منعقدہ ۳ ستمبر ۱۹۴۲ء نے حسب ذیل قرارداد تعزیت منظور کی ہے۔

"ادارۂ ادبیات اردو کی مجلس انتظامی ادارہ کے ایک موسس اور مجلس ہذا کے رکن مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے لکچرار شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ کی بے وقت وفات کو ادارہ ہذا کا ایک نقصان عظیم تصور کرتی ہے۔ کیونکہ موصوف اس ادارے کے نہ صرف ایک مخلص بانی تھے بلکہ اسکی گزشتہ تیرہ سالہ زندگی میں اسکی نشو و نما کے لئے مرحوم نے اپنی ممکنہ کوششیں صرف کیں۔

یہ اجلاس مرحوم کے پس ماندوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ معتمد اعزازی ادارہ اس تحریک تعزیت کو ان کے پسماندوں تک پہنچا دیں۔"

نتیجۂ امتحان اردو دانی بابت ۱۹۴۳ء

حسب ذیل امیدواروں نے علی الترتیب
سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے۔
۲۰۹۔ کریم النساء بیگم اول (اچتیاپور)
۳۰۷۔ عظیم النساء بیگم دوم ″
۴۰۹۔ کلیم النساء بیگم سوم (نظام آباد)

مرکز بلدہ فوج

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۴۔ کریم الدین خاں (مرکز میں اول)
۲۔ عبدالرحیم
۳۔ محمود علی خاں
۴۔ نصیب بن عنبر
۸۔ موسیٰ خاں
۱۰۔ غلام جیلانی
۱۱۔ کریم الدین خاں
۱۸۔ غلام احمد خاں
۱۹۔ سلیمان خاں
۲۲۔ معین الدین
۲۴۔ عبداللہ حسینی
۲۵۔ عبدالغفور
۲۸۔ علی قرموشی
۳۱۔ سالم باکوبن
۳۲۔ محمد کثیری
۳۸۔ شیخ احمد باکحیل
۳۹۔ عبداللہ قریشی

۱۴۴۔ شیخ علی بافضل
۱۴۸۔ عمر قرموشی
۴۰۔ مرزا سردار علی بیگ
۴۱۔ عبدالستار خاں
۴۵۔ بسم اللہ خاں
۴۶۔ سید احمد
۴۷۔ شیخ محبوب
۴۸۔ محمد حسام الدین
۵۰۔ سید قاسم
۵۱۔ جگدیش پرشاد
۵۳۔ صاحب حسین
۶۳۔ شیخ داؤد
۶۶۔ حاجی خاں
۷۱۔ حبیب عمر
۷۳۔ شیخ احمد
۸۳۔ سید میر
۸۴۔ محمد اسمٰعیل
۸۵۔ منصور خاں
۸۸۔ عزیز الدین
۹۴۔ محمد افضل حسین
۱۰۹۔ گنپت راؤ
۱۱۹۔ محمد محبوب علی

— کامیاب —

۵۔ میر یوسف علی
۶۔ محمود غوری
۷۔ شیخ نور
۹۔ سعید محمد خاں
۱۲۔ زاہد حسین
۱۳۔ میر تراب علی
۱۴۔ محمد عثمان
۱۵۔ سبحان خاں
۱۶۔ سید عباس
۱۷۔ حسام الدین
۲۰۔ عبدالشکور خاں
۲۱۔ جنگیا
۲۶۔ محمد عبدالحمید
۲۷۔ محمد بامقدار
۲۹۔ عمر قرموشی
۳۰۔ سید محمد بغدادی
۳۳۔ طاہر بابعین
۳۴۔ سید عبداللہ باعقیل
۳۵۔ محمد فندوان
۱۴۵۔ سعید بن طالب
۱۴۶۔ عبداللہ الحجی
۱۴۹۔ غوث محمد خاں
۴۲۔ سید حسین
۴۹۔ سرینواس راؤ
۵۱۔ تاتار خاں

۵۴۔ میر قربان علی
۵۵۔ عبدالحی
۵۶۔ سید احمد
۵۷۔ عبدالوہاب
۵۸۔ انجلیو
۵۹۔ شیخ محی الدین
۶۰۔ میر اسد علی
۶۱۔ عبدالخالق
۶۲۔ محمد قاسم
۶۴۔ شیخ احمد
۶۵۔ محمد عباس
۶۷۔ شیخ مرتضیٰ
۷۰۔ محمد سراج الدین
۷۲۔ محمد عبدالرحمٰن
۷۵۔ شیخ محبوب
۷۶۔ یٰسین بیگ
۷۷۔ سید غفور
۷۸۔ سید افتخار علی
۸۰۔ سید جعفر علی
۸۲۔ محمد عبدالرحیم
۸۶۔ حفیظ احمد
۸۹۔ سید زین العابدین
۹۰۔ سید علی
۹۱۔ عبدالستار

۹۸۔ محمد عثمان
۱۰۰۔ بشیر بیگ
۱۰۲۔ سید محبوب علی
۱۰۳۔ محمد عبدالرحیم
۱۰۵۔ فصیح محمد
۱۰۶۔ سیا راؤ
۱۰۷۔ سید عبدالحی
۱۰۸۔ جمال شریف
۱۱۱۔ محمد عثمان علی
۱۱۳۔ محبوب خاں
۱۱۴۔ شرف الدین
۱۱۸۔ شیخ داؤد
۱۲۱۔ سید حسین
۱۲۲۔ غلام جیلانی
۱۲۴۔ محمود علی
۱۲۸۔ عبدالجبار
۱۳۵۔ اسمٰعیل قریشی
۱۳۶۔ شیخ عبدالرحمٰن

مرکز پوسے گاؤں

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۱۷۹۔ محمد عثمان (مرکز میں اول)
۱۵۸۔ شنکر لال
۱۶۵۔ عبداللہ خاں
۱۶۶۔ محمد عثمان
۱۶۷۔ دلاور خاں
۱۶۸۔ سید احمد
۱۷۰۔ محمد یعقوب
۱۷۱۔ شمشیر خاں
۱۷۳۔ بشارت خاں
۱۷۶۔ شیخ امیر
۱۷۸۔ لکشمن
۱۸۷۔ گل خاں
۱۸۸۔ دیوجی

کامیاب

۱۵۶۔ عبدالمعز
۱۵۷۔ محمد عبدالعزیز
۱۵۹۔ کاشی ناتھ راؤ
۱۶۰۔ گنگا دھر
۱۶۱۔ کنڈالک
۱۶۲۔ دوارکا داس
۱۶۳۔ شام راؤ
۱۶۴۔ عبدالرحیم
۱۶۹۔ سید علی
۱۷۲۔ محمد حفیظ اللہ
۱۷۴۔ عبدالعزیز
۱۷۵۔ سید کریم
۱۷۷۔ محمد یوسف
۱۸۰۔ بنکیا
۱۸۱۔ محمد اسمٰعیل
۱۸۲۔ کیشو
۱۸۳۔ پرلاد
۱۸۴۔ اسرا آپا
۱۸۵۔ جگن لال
۱۸۶۔ عبدالحمید
۱۸۹۔ سکھیا
۱۹۰۔ نارائن
۱۹۱۔ موسیٰ خاں
۱۹۳۔ لکشمن
۱۹۴۔ موہن
۱۹۵۔ رتن

مرکز پوسے گاؤں (اناث)

بدرجۂ امتیاز

۱۵۰۔ معصوم بی (مرکز میں اول)
۱۵۴۔ اطہر النساء بیگم

کامیاب

۱۵۱۔ سرو بائی
۱۵۲۔ میمونہ خاتون
۱۵۳۔ زیب النساء بیگم
۱۵۵۔ بی بی

مرکز ویجاپور (ذکور)

کامیاب

۱۹۶۔ حافظ محمود بیگ
۱۹۷۔ غلام دستگیر خاں (مرکز میں اول)
۱۹۸۔ غلام ربانی
۱۹۹۔ محمد ارشد
۲۰۰۔ غلام صمدانی
۲۰۱۔ شیخ محمد
۲۰۴۔ اکرام الدین
۲۰۶۔ شیخ جمال
۲۰۸۔ شیخ چھوٹے

مرکز ویجاپور (اناث)

کامیاب

۲۱۰۔ رابعہ خاتون

مرکز بلولی (ذکور)

۲۱۵۔ احمد عبداللہ (مرکز میں اول)
۲۱۶۔ سید ظفر محمود
۲۲۸۔ محمد احمد حاجی

کامیاب

۲۱۲۔ محمد امیر الدین
۲۱۳۔ اکبر احمد
۲۱۴۔ عبدالبصیر
۲۱۷۔ محمد فیاض الدین
۲۱۸۔ مرزا یٰسین بیگ
۲۱۹۔ غلام نصیر الدین
۲۲۰۔ راجیا
۲۲۲۔ مرزا امیر بیگ
۲۲۳۔ مرزا قاسم بیگ
۲۲۴۔ محمد عبدالقیوم
۲۲۶۔ محمد اسمٰعیل
۲۲۷۔ شیخ فرید
۲۲۹۔ محمد امیر الدین

مرکز بلولی (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۲۳۶۔ ششی کلابائی (مرکز میں اول)
۲۳۲۔ انوری بیگم

—— کامیاب ——

۲۳۰۔ اشرف النساء بیگم
۲۳۱۔ قیصر النساء بیگم
۲۳۳۔ پاشاہ بیگم
۲۳۵۔ افسر النساء بیگم

مرکز گدوال (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۲۴۱۔ جی ناگیا
۲۴۵۔ محمد علی
۲۴۷۔ حافظ محمد عبدالغنی (مرکز میں اول)

—— کامیاب ——

۲۳۷۔ درویش علی
۲۳۸۔ رام راؤ
۲۳۹۔ محمد عبدالغفار
۲۴۰۔ ایرنا
۲۵۰۔ محمد حنیف
۸۲۷۔ غوث محی الدین

مرکز گدوال (اناث)

کامیاب

۲۵۱۔ ملیحہ مریم (مرکز میں اول)
۲۵۴۔ زینب خاتون
۲۵۳۔ جمیلہ مریم

مرکز کلیانی (ذکور)

کامیاب

۲۵۹۔ محمد معین الدین
۲۶۰۔ سید عبدالخالد
۲۶۲۔ مشیت اللہ
۲۶۳۔ محمد اطہر اللہ
۲۶۴۔ محمد ثناء اللہ
۲۶۵۔ نور محمد معین الدین (مرکز میں اول)
۲۶۷۔ محمد امان اللہ
۲۷۱۔ محمد کاظم علی
۲۷۲۔ محمد عبدالرحمن باگ
۲۷۳۔ معین الدین
۲۷۴۔ لعل محمد
۲۷۹۔ رگھوناتھ راؤ
۲۸۱۔ مہاروتی راؤ
۲۸۲۔ پھول چند

مرکز کلیانی (اناث)

کامیاب

۲۸۳۔ عابدہ بیگم
۲۸۴۔ ارشد بیگم
۲۸۶۔ رشیدہ بیگم
۲۸۷۔ نورجہاں بیگم
۲۸۸۔ نورجہاں بیگم
۲۸۹۔ کنیز سیدہ خاتون
۲۹۰۔ اختر النساء بیگم
۲۹۱۔ مہر النساء بیگم
۲۹۲۔ طیبۃ النساء بیگم (مرکز میں اول)

مرکز چپنیا پور (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۲۹۵۔ محمد ظہیر الدین
۲۹۸۔ عبدالعزیز
۲۹۹۔ شیخ محبوب
۳۰۰۔ مرزا ابراہیم بیگ (مرکز میں اول)
۳۰۳۔ مرزا رحمت اللہ بیگ

—— کامیاب ——

۲۹۳۔ سید محمد احسن رضوی
۲۹۴۔ شیخ حسین
۲۹۶۔ عبدالرحیم
۳۰۱۔ محمد نصیر الدین صدیقی
۳۰۲۔ محمد ظہیر الدین
۳۰۴۔ محمد علی

مرکز چپنیا پور (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۳۰۵۔ بلقیس سلطانہ
۳۰۷۔ عظیم النساء بیگم
۳۰۸۔ ذاکرہ بیگم
۳۰۹۔ کریم النساء بیگم (مرکز میں اول)
۳۱۰۔ رحیم النساء بیگم

مرکز ہمنا آباد (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۳۱۸۔ سید رشید محمد (مرکز میں اول)

—— کامیاب ——

۳۱۱۔ محمد میراں
۳۱۴۔ محمد رحمت اللہ خاں
۳۱۵۔ محمد عبدالحکیم
۳۱۶۔ محمد عبدالستار خاں
۳۱۷۔ سید عبدالماجد
۳۱۹۔ مرزا مہتاب بیگ

مرکز ہمنا آباد (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۳۲۱۔ امۃ اللہ بیگم
۳۲۲۔ صغرا بیگم (مرکز میں اول)

—— کامیاب ——

۳۲۰۔ امۃ العزیز بیگم
۳۲۳۔ شمس النساء بیگم
۳۲۴۔ شریفہ بیگم

مرکز پربھنی (ذکور)

کامیاب

۳۲۶۔ ممتاز احمد صدیقی
۸۶۵۔ وٹھل
۸۶۶۔ پنڈت
۸۶۷۔ پربھا
۸۶۸۔ شنکر
۸۶۹۔ دتاترے
۸۷۰۔ شیخ بادشاہ
۸۷۱۔ شیخ حبیب
۸۷۲۔ کانہا

۸۷۳۔ ناگو

۸۷۴۔ یادو

۸۸۲۔ بالیا

۸۸۳۔ نعیم الدین (مرکز میں اول)

مرکز پربھنی (اناث)

کامیاب

۳۲۹۔ نجم النساء بیگم

۳۳۰۔ ستیا بائی

۳۳۱۔ حسن جہاں بیگم (مرکز میں اول)

۳۳۲۔ افسر بیگم

۳۳۵۔ مہر النساء بیگم

۸۶۴۔ رحیم النساء بیگم

۸۸۴۔ اختر خاتون

مرکز بسمت (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۳۳۹۔ منظور النساء بیگم

۳۴۲۔ اقبال النساء بیگم

۳۴۷۔ عائشہ خاتون

۳۵۳۔ عابدہ بیگم

۳۵۴۔ آصفہ بی

۳۶۱۔ رفیع النساء بیگم

۳۶۷۔ قدرت جانی

۳۶۸۔ بدر النساء بیگم

۳۶۹۔ رحمت جانی (مرکز میں اول)

کامیاب

۳۳۶۔ آمنہ بیگم

۳۳۷۔ ضیاء النساء بیگم

۳۳۸۔ زینب بی

۳۴۰۔ انور خاتون

۳۴۱۔ خدیجہ بی

۳۴۳۔ قمرو بی

۳۴۵۔ وحید النساء بیگم

۳۴۶۔ رضیہ بی

۳۴۸۔ فاطمہ بی

۳۴۹۔ صابرہ بی

۳۵۰۔ صغرا بی

۳۵۱۔ احمدی بیگم

۳۵۲۔ الفت بی

۳۵۶۔ حفیظہ بی

۳۵۷۔ افضل النساء بیگم

۳۵۸۔ محمودہ بیگم

۳۵۹۔ عزیزہ بیگم

۳۶۰۔ نذیرہ بیگم

۳۶۴۔ صابرہ بی

۳۶۵۔ مرتضیٰ بی

۳۷۱۔ نورجہاں بیگم

۳۷۲۔ محبوب بی

۳۷۳۔ آمنہ بی

۳۷۴۔ شمس النساء بیگم

۳۷۵۔ رحیمہ بی

۳۷۶۔ صالحہ بیگم

مرکز بھوم (ذکور)

کامیاب

۳۸۰۔ عبدالغنی

مرکز بھوم (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۳۹۳۔ اقبال بیگم

مرکز نظام آباد (ذکور)

کامیاب

۳۹۴۔ شوکت علی

۳۹۵۔ محمد عبدالوحید

۳۹۶۔ سید منیر الدین

۳۹۸۔ محمد عبدالغفار (مرکز میں اول)

۳۹۹۔ احمد حسین

۴۰۰۔ شیخ محبوب

۴۰۱۔ یم لنگب

مرکز نظام آباد (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۰۷۔ فاطمہ بیگم

۴۰۹۔ کلیم النساء بیگم (مرکز میں اول)

۴۱۲۔ زیب النساء بیگم

۴۱۳۔ سیدہ بلقیس بانو

۴۱۴۔ عابدہ بیگم

۴۱۶۔ غوثیہ بیگم

۴۱۷۔ غوثیہ بیگم

۴۱۹۔ اختر بانو

۴۲۰۔ خیر النساء بیگم

۴۲۲۔ صابرہ بیگم

۴۲۳۔ مریم النساء بیگم

۴۲۶۔ کماری کسوم

۴۲۷۔ لکشمی بائی

۴۳۵۔ کرشنا بائی

۴۴۰۔ وچپلا بائی

۴۴۴۔ وحیدہ بی بی صدیقہ

۴۴۶۔ محمدی بیگم صدیقہ

۴۴۷۔ بلند اختر پاشا

۴۴۸۔ صغرا بیگم

۴۴۹۔ بلقیس بیگم

کامیاب

۴۱۱۔ آمنہ بیگم

۴۱۵۔ محبوب بی

۴۱۸۔ آفتاب النساء بیگم

۴۲۱۔ آمنہ بیگم

۴۲۴۔ رینوکا

۴۳۱۔ کماری درگا بائی

۴۳۴۔ کملا

۴۳۶۔ کماری سروجنی

۴۳۷۔ کماری سورن لتا بائی

۴۳۸۔ ویملا بائی

۴۳۹۔ لیلا دیبائی

۴۴۳۔ کماری کلاوتی بائی

۴۴۵۔ احمدی بیگم صدیقہ

۴۵۱۔ رحیم النساء بیگم

مرکز رینا پور (ذکور)

کامیاب

۴۵۸۔ نرہری
۴۵۹۔ بھوجنگ
۴۶۲۔ انّو
۴۶۴۔ امین صاحب (مرکز میں اول)
۴۶۶۔ شیولنگ
۴۶۷۔ بابو
۴۶۸۔ بنڈو
۴۷۰۔ انجم
۴۷۲۔ مظفر علی

مرکز رینا پور (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۷۶۔ سندرا بائی (مرکز میں اول)

کامیاب

۴۷۷۔ مینا بائی
۴۷۸۔ شریف النساء بیگم

مرکز کاماریڈی (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۸۴۔ ویریا
۴۹۰۔ بابو راؤ
۵۰۲۔ محمد عبدالواحد
۵۰۵۔ دت راؤ
۵۰۷۔ راج لنگم
۵۱۸۔ شیخ حیدر (مرکز میں اول)
۵۲۰۔ محمد بخش اللہ خاں
۵۲۵۔ محمد عباس غوری
۵۳۶۔ سید خواجہ معین الدین
۵۳۷۔ غیاث الدین
۵۴۱۔ اننت نارائن
۵۴۳۔ جانانی وینکٹ نرسیا
۵۴۴۔ اپل شنکریا

کامیاب

۴۷۹۔ رنگاریڈی
۴۸۳۔ وینکٹ راج ریڈی
۴۹۱۔ محمد نصیر الدین
۴۹۲۔ بالوجی
۴۹۴۔ مانک راؤ
۴۹۷۔ محمد ابراہیم
۴۹۹۔ رام راؤ
۵۰۶۔ محمد عبدالکریم
۵۱۰۔ محمد عبدالحمید
۵۱۲۔ شیخ میراں
۵۱۳۔ بشیر احمد
۵۱۵۔ شیخ حیدر
۵۲۱۔ محمد رفیع الدین
۵۲۲۔ مرزا احسن بیگ
۵۲۳۔ مرزا اسحٰق بیگ
۵۳۳۔ نرملیا
۵۳۴۔ شیخ محمد
۵۴۲۔ بالکشٹو
۵۴۵۔ پدی لنگیا
۵۴۶۔ کنڈا رمنیا
۵۴۷۔ اوپل بھگوان
۵۴۸۔ اوپل ملیشم
۵۴۹۔ جانانی سرینواس
۵۵۱۔ گلہ نرسلو

مرکز کاماریڈی (اناث)

کامیاب

۵۳۵۔ سوشیلا بائی

مرکز شاہ آباد (ذکور)

کامیاب

۵۵۴۔ عبدالباری
۵۵۵۔ عبدالبشیر
۵۵۸۔ شرنپا
۵۶۳۔ انباجی
۵۶۷۔ اننت راؤ (مرکز میں اول)
۵۷۰۔ محمد عنصر
۵۷۱۔ غلام نبی

مرکز شاہ آباد (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۵۸۵۔ صغرا بیگم (مرکز میں اول)

کامیاب

۵۷۵۔ محمودہ بیگم
۵۷۶۔ زلیخا بیگم
۵۷۷۔ مہر النساء بیگم
۵۷۸۔ بشیر النساء بیگم
۵۷۹۔ محبوب بی
۵۸۰۔ بدرالنساء
۵۸۱۔ رحیم النساء
۵۸۳۔ حسینہ بیگم
۵۸۴۔ خیر النساء
۵۸۷۔ ضامن صغرا خاتون

مرکز سائے گاؤں (ذکور)

کامیاب

۵۸۸۔ شیخ احمد
۵۸۹۔ محمد حنیف خاں (مرکز میں اول)
۵۹۰۔ سید امیر
۵۹۱۔ سید اکبر علی
۵۹۲۔ سید حسام الدین
۵۹۳۔ سید نواب الدین
۵۹۴۔ سید یونس علی
۵۹۵۔ سید رضا حسین

مرکز جولہ نظام الدین (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۵۹۶۔ شبیرام (مرکز میں اول)
۵۹۹۔ بھاگوت

کامیاب

۵۹۷۔ کند
۵۹۸۔ پنڈھری
۶۰۰۔ رام

۶۰۱۔ بابو
۶۰۲۔ مہادو
۶۰۳۔ ترمبک
۶۰۴۔ محمد گلاب
۶۰۵۔ محمود
۶۰۷۔ مارتنڈ
۶۰۸۔ بابو
۶۰۹۔ نام دیو
۶۱۰۔ دنایک راؤ
۶۱۱۔ مرزا امیر بیگ
۶۱۳۔ مرلی دھر
۶۱۹۔ ہری
۶۲۰۔ دہنراج
۶۲۱۔ روئی داس
۸۸۶۔ ناگناتھ
۸۸۷۔ دتاترے
۸۸۸۔ دینا ندیو

مرکز ہنگولی (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۶۳۹۔ زیتون بی (مرکز میں اول)
۶۴۱۔ گوری بیگم

— کامیاب —

۶۳۳۔ سارا بیگم
۶۳۴۔ بی جانی بیگم
۶۳۵۔ بشیر النساء بیگم
۶۳۶۔ طاہرہ بیگم
۶۳۷۔ فہمیدہ بیگم
۶۳۸۔ حفیظ النساء بیگم
۶۴۰۔ احمدی بیگم
۶۴۲۔ کوسی بائی
۶۴۳۔ شکیلا بیگم

مرکز ہنگولی (ذکور)

کامیاب

۶۲۳۔ محمد مصطفیٰ خاں
۶۲۴۔ سید قاسم علی
۶۲۵۔ پیر خاں
۶۲۶۔ سید غالب
۶۲۷۔ محمد حسین (مرکز میں اول)
۶۳۰۔ محمد قاسم

مرکز پٹن (ذکور)

— کامیاب —

۶۴۴۔ عبدالوہاب
۶۴۵۔ محمد یوسف (مرکز میں اول)
۶۴۶۔ رفیع الحسن
۶۴۸۔ اجمل حسین
۶۴۹۔ عبدالغنی

مرکز پٹن (اناث)

— کامیاب —

۶۵۴۔ سعیدہ بیگم (مرکز میں اول)
۶۵۵۔ رئیسہ بیگم

مرکز پرلی (ذکور)

— کامیاب —

۶۵۶۔ شبیر محمد
۶۵۷۔ رام راؤ
۶۵۸۔ محمد جی
۶۵۹۔ ویجناتھ سیٹھی
۶۶۰۔ سید ساجد حسین
۶۶۱۔ کشن راؤ
۶۶۳۔ لعل خاں
۶۶۵۔ ناگیش
۶۶۶۔ مانک راؤ
۶۶۷۔ شیخ اسمٰعیل (مرکز میں اول)
۶۶۸۔ سید اسمٰعیل
۶۶۹۔ سید نظیر
۶۷۰۔ محمد فیاض الدین
۶۷۱۔ سید حبیب
۶۷۲۔ محمد ریاض الدین
۶۷۴۔ محمد عبدالقدیر خاں
۶۷۵۔ محمد عبدالرزاق
۶۷۸۔ وسنت
۶۷۹۔ امیر خاں
۸۸۵۔ احسن احمد صدیقی
۸۸۹۔ سید شمس الحسن
۸۹۰۔ سید منظر حسین

مرکز پرلی (اناث)

— کامیاب —

۶۸۰۔ رابعہ بی
۶۸۱۔ چھوٹی بی
۶۸۲۔ اصغری بیگم
۶۸۳۔ شہنشاہ بیگم
۶۸۴۔ نورجہاں بیگم
۶۸۵۔ زہرہ بیگم
۶۸۶۔ رابعہ بی
۶۸۷۔ رحیم النساء بیگم (مرکز میں اول)
۶۸۸۔ موتی بی
۶۸۹۔ سلیمہ بی
۸۷۵۔ زیتون بی
۸۷۶۔ تانو بائی
۸۷۷۔ کملا بائی
۸۷۸۔ کسوم بائی

مرکز پرینڈہ (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۶۹۱۔ عبدالغفار (مرکز میں اول)
۶۹۲۔ شیخ رحیم

— کامیاب —

۶۹۰۔ محمد مصطفیٰ
۶۹۳۔ محمد قاسم
۶۹۵۔ ممتاز علی
۶۹۶۔ عبدالستار خاں
۶۹۷۔ محمد حسین

٦٩٨۔ شیخ کریم الدین
٦٩٩۔ محمد یوسف
٧٠٠۔ شیخ چاند
٧٠١۔ محمد امام
٧٠٢۔ محمد قاسم
٧٠٣۔ گوبند سنگھ
٧٠٤۔ مہادیو
٧٠٥۔ بھاگوت
٧٠٦۔ نام دیو
٧٠٧۔ ابھی مان راؤ
٧١٠۔ منوہر
٧١١۔ نیورتی

مرکز پرینڈہ (اناث)

کامیاب

٧١٣۔ اصغری بیگم
٧١٥۔ بسم اللہ بی
(مرکز میں اول)

مرکز میدک (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

٧٢٦۔ رحیم النساء بیگم (مرکز میں اول)

کامیاب

٧١٦۔ صغرا بیگم
٧١٧۔ قمر النساء بیگم
٧١٨۔ محمدی بیگم
٧١٩۔ محمود النساء بیگم
٧٢٠۔ حلیم النساء بیگم
٧٢١۔ عظیم النساء بیگم
٧٢٢۔ سعید النساء بیگم
٧٢٣۔ زاہرہ بیگم
٧٢٤۔ محمدی بیگم
٧٢٥۔ عظیم النساء بیگم
٧٢٧۔ یٰسین بیگم
٧٢٨۔ عزیز بی
٧٢٩۔ خواجہ بیگم
٧٣٠۔ رقیہ بیگم
٧٣١۔ کلاوتی بائی
٧٣٢۔ رحمت النساء
٧٣٣۔ اختر النساء بیگم
٧٣٤۔ فاطمہ بی
٧٣٥۔ حمیدہ بیگم
٧٣٦۔ بشیر النساء بیگم
٧٣٧۔ ظہور النساء بیگم
٧٣٨۔ غوثیہ بیگم
٧٣٩۔ حلیمہ بی
٧٤٠۔ معین النساء بیگم
٧٤١۔ عابدہ بیگم
٧٤٢۔ رابعہ بیگم
٧٤٣۔ سعید النساء بیگم
٧٤٤۔ قمر النساء بیگم
٧٤٥۔ فاطمہ بی
٧٤٦۔ صدیقہ بیگم
٧٤٧۔ قطب النساء بیگم
٧٤٨۔ طاہرہ بیگم

مرکز اورنگ آباد (ذکور)

کامیاب

٧٥٠۔ میر محمد علی
٧٥٢۔ محمد عثمان
٧٥٣۔ سید یوسف
٧٥٤۔ سید یعقوب
٧٥٥۔ ریاست خاں
٧٥٦۔ سید قطب الدین
٧٥٧۔ احمد خاں
٧٥٩۔ غطیم الدین
٧٦٠۔ غلام غوث
٧٦١۔ غیاث الدین
٧٦٥۔ سید غلام محی الدین
٧٦٦۔ مدن لال
٧٦٧۔ بارکو
٧٦٨۔ غلام غوث خاں
٧٧١۔ بالو راؤ
٧٧٢۔ لکشمن راؤ
٧٤٩۔ سید مظفر مہدی
(مرکز میں اول)

مرکز گلبرگہ (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

٧٧٧۔ محمد عبدالرحمن
(مرکز میں اول)

کامیاب

٧٨٠۔ محمد اعظم علی خاں
٧٧٩۔ محمد لاڈلے
٧٨١۔ سید محبوب

مرکز بلدہ (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

٧٨٣۔ امۃ اللطیف
٧٨٨۔ محمودہ بیگم
٧٩٠۔ فاطمہ بیگم
٧٩٢۔ شجاعت النساء بیگم
٧٩٤۔ عزیز النساء بیگم
٧٩٧۔ کریم النساء بیگم
٨٠٣۔ سیدہ اختر النساء بی بی
٨٠٦۔ امۃ القدیر
٨٠٧۔ بتلی بیگم
٨٠٨۔ محبوب بیگم
٨١٣۔ عابدہ بیگم
٨١٤۔ بادشاہ بیگم
٨١٥۔ شریفہ بی
٨١٧۔ حشمت بیگم
٨١٨۔ غوثیہ سلطانہ
٨١٩۔ جیلانی بیگم
٨٢٠۔ مریم بی
٨٢١۔ غوثیہ بیگم
٨٢٢۔ اقبال بیگم
(مرکز میں اول)

کامیاب

٧٨٢۔ صدیقہ بیگم
٧٨٤۔ آمنہ بیگم
٧٨٥۔ اقبال بیگم

۷۸۶- محبوب النساء بیگم
۷۸۷- عظیم النساء بیگم
۷۸۹- فریدہ بیگم
۷۹۳- اقبال بیگم
۷۹۵- آمنہ بی
۷۹۹- رحیم النساء بیگم
۸۰۲- حبیب النساء بیگم
۸۱۰- حسینی بیگم
۸۱۱- رشیدہ بیگم
۸۱۶- حشمت بی

۸۲۳- یوسف النساء بیگم

مرکز بلدہ (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۸۲۴- سید احمد
۸۲۵- محمد ندیم اللہ
۸۲۶- جلال الدین محمد
۸۲۸- ولی اللہ حسینی
۸۳۳- میر نذیر احمد
۸۳۴- محمد قاسم
۸۳۵- محمد مخدوم
۸۳۹- محمد عبداللہ خاں
۸۵۳- خواجہ سمیع اللہ
(مرکز میں اول)
۸۵۴- کریم بیگ
۸۵۹- دلاور علی
۸۶۱- محسن علی خاں

— کامیاب —

۸۳۰- محمد امیر الدین
۸۳۱- وائی ناگندر راؤ
۸۴۰- عبدالرحمن
۸۴۱- غلام چشتی
۸۴۲- محمد ابراہیم
۸۴۳- محمد عثمان
۸۴۴- شیخ محبوب
۸۴۵- محمد شریف
۸۴۶- محمد شمس الرحمن
۸۴۷- شیخ امام
۸۵۸- مانیکم

نتیجہ امتحان اردو زباندانی بابت ۱۹۴۳ء

ناموں کی ترتیب بلحاظ نشانات حاصل کی گئی ہے۔

۲۹۴- زہرہ بیگم (جوار نظام الدین) دوم
۲۱۴- محمد عبدالحمید (مرکز گلبرگہ) دوم

امیدواروں کے نام بلحاظ رول نمبر درج ذیل ہیں۔

مرکز بلدہ فوج

۱- سید عیسیٰ بغدادی دوم
(مرکز میں اول)
۲- محمود یافعی سوم
۴- عبدالرحمن بن سلیم سوم
۵- محمد قریشی سوم
۶- محمد صاعری سوم
۸- عبدالرحمن سوم
۹- رضا علی سوم
۱۰- محمد مراد سوم
۱۱- محمد حسن علی سوم
۱۲- حسن الدین سوم
۱۳- حسن خاں سوم
۱۴- محمد محی الدین احمد سوم

مرکز ویجاپور

۱۷- ایکناتھ راؤ سوم
۱۸- گوپی لال سوم
۲۰- معین الدین دوم
(مرکز میں اول)
۲۲- شیخ لعل دوم
۳۰- حمید النساء سوم
۳۱- افضل خاتون سوم
۳۲- بی نصرت النساء عرف حاجی بیگم دوم
(مرکز میں اول)

مرکز گدوال

۳۴- سالم مسدوسی شاہین دوم
(مرکز میں اول)
۳۶- احمد حسین سوم
۳۷- محبوب علی سوم
۴۲- محمد عبدالباسط سوم
۴۳- محمد عطاء الرحمن دوم
۴۴- سید محبوب سوم
۴۵- مرزا رحیم بیگ سوم
۴۶- رزاق محی الدین قاضی سوم
۴۷- محمد دولت نایک سوم
۴۸- وینکٹ رتنپا سوم
۴۹- رتنپا سوم
۵۰- ایم نارائن سوم
۵۶- واسنا سوم
۵۷- اقبال احمد دوم
۹۳- سعید النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)

۲۲۱۔ بدرالنساء بیگم سوم

مرکز کلیانی

۶۶۔ شیخ احمد سوم
۶۷۔ خواجہ ابوالحسن سوم
۶۸۔ محمد اللہ بخش سوم
۶۹۔ سید یوسف سوم
۷۱۔ محمد عبدالرحیم سوم
۷۴۔ محمد فخرالدین سوم
۷۶۔ محمد عبدالحمید دوم
(مرکز میں اول)
۸۲۔ ملیا سوم
۸۳۔ گنڈیراؤ سوم
۸۵۔ زیب النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)
۸۶۔ رابعہ بیگم سوم
۸۷۔ نجم النساء بیگم سوم
۸۸۔ وزیر النساء بیگم دوم
۸۹۔ زاہدہ بیگم دوم

مرکز چیتاپور

۹۰۔ محمد عظیم الدین حسینی جنیدی سوم
۹۱۔ شیخ محبوب دوم
۹۲۔ محمد عبدالحی سوم
۹۳۔ محمد محبوب علی مرلی سوم
۹۷۔ عبدالستار خاں یوزئی دوم
(مرکز میں اول)
۹۸۔ محمد نصیر الدین دوم
۹۹۔ محمد موسیٰ رضا دوم
۱۰۰۔ غلام محی الدین سوم
۱۰۱۔ چندہ حسین دوم
۱۰۲۔ عبدالرحیم خاں سوم
۱۰۳۔ شاہ محمد سوم
۱۰۴۔ محبوب علی سوم
۱۰۶۔ کریم بی دوم
۱۰۷۔ عزیز بانو عرف حسن پاشا دوم
(مرکز میں اول)
۱۰۸۔ رابعہ خانم دوم
۱۱۰۔ اقبال النساء بیگم دوم

مرکز ہمنا آباد

۱۱۲۔ امین الدین سوم
۱۱۳۔ محمد عبدالعلیم سوم
۱۱۴۔ محمد صلاح الدین دوم
(مرکز میں اول)
۱۱۵۔ عبدالرحمٰن دوم
(مرکز میں اول)

مرکز پربھنی

۱۱۷۔ خورشید احمد خاں سوم
۱۱۸۔ محمد ابراہیم سوم
۱۱۹۔ وارث حسین دوم
(مرکز میں اول)
۱۲۰۔ نرسنگ راؤ رنگراؤ سوم
۱۲۱۔ سید مظفر حسین سوم
۱۲۲۔ غلام یزدانی دوم
۱۲۳۔ محمد اسحاق علیخاں سوم
۲۸۹۔ نصیر النساء بیگم دوم

مرکز بھوم

۱۲۹۔ تلجا پرشاد سوم
۱۳۲۔ سید ہارون سوم
۱۳۳۔ اسد اللہ خاں دوم
(مرکز میں اول)
۱۳۴۔ اسمٰعیل خاں سوم

مرکز رینا پور

۱۴۱۔ محمد عباس سوم
۱۴۲۔ الٰہی بخش دوم
(مرکز میں اول)
۱۴۴۔ پنڈھری سوم

مرکز کاماریڈی

۱۴۶۔ باپوراؤ سوم
۱۵۴۔ احمد عبدالصمد دوم
(مرکز میں اول)
۱۵۵۔ شیخ حیدر سوم
۱۵۶۔ محمد اعظم سوم
۱۵۷۔ پدی راجیا سوم

مرکز شاہ آباد

۱۵۸۔ شیخ چاند دوم
(مرکز میں اول)
۱۶۱۔ غلام رسول سوم
۱۶۳۔ محمد ابراہیم سوم

مرکز سائیگاؤں

۲۶۲۔ چراغ محی الدین سوم
(مرکز میں اول)
۲۶۳۔ سید عظیم الدین سوم
۲۶۹۔ سید ظفر علی سوم
۲۷۱۔ سید نواز الدین عسکری سوم
(مرکز میں اول)
۲۷۲۔ فرید بیگ سوم

مرکز جولہ نظام الدین

۲۸۱۔ بنکٹ دوم
۲۸۲۔ سید عبدالرحمٰن سوم
۲۸۴۔ عبدالغفور خاں سوم
۲۸۵۔ گرو داس دوم
(مرکز میں اول)
۲۸۸۔ سید غلام دستگیر سوم
۲۸۹۔ سید بشیر احمد سوم
۲۹۱۔ کیشو وٹھل راؤ دوم
۲۹۳۔ لطیفہ بیگم دوم
۲۹۴۔ زہرہ بیگم دوم
(مرکز میں اول)

مرکز ہنگولی

۲۹۵۔ منصور احمد سوم
۲۹۸۔ مرزا ارشاد بیگ سوم
(مرکز میں اول)
۲۹۹۔ عبدالرحیم خاں سوم

مرکز پٹن

۳۰۳۔ حسین میاں سوم

۳۰۴۔ الطاف حسین سوم
۳۰۵۔ عبدالمنان سوم
۳۰۶۔ محمد تمیز الدین دوم
۳۰۷۔ شیخ پیارے سوم
۳۰۹۔ چاند خاں سوم
۳۱۱۔ عبدالجبار سوم
۳۱۲۔ عبدالواحد سوم
۳۱۳۔ عبداللہ حسینی سوم
۳۱۵۔ سید یوسف سوم
۳۱۶۔ سید رحیم الدین سوم
(مرکز میں اول)
۳۱۷۔ محمد لیسین سوم
۳۱۹۔ زینب بی سوم
۳۲۱۔ مجیب النساء بیگم سوم
۲۰۳۔ بشیر النساء بیگم سوم
(مرکز میں اول)

مرکز پرلی

۳۲۳۔ سید غلام مرتضیٰ دوم
(مرکز میں اول)
۳۳۱۔ عبدالکریم (مرکز میں اول) دوم
۳۳۴۔ محمد غوث سوم
۳۹۲۔ اظہر الدین صدیقی سوم
۳۳۵۔ اقبال النساء بیگم دوم
۳۳۶۔ اقبال النساء بیگم صدیقی دوم
۳۳۷۔ بسم اللہ بی دوم
۳۳۸۔ محمودہ بیگم دوم

۲۳۹۔ فرخ بیگم دوم
۲۴۰۔ خورشید بیگم دوم
(مرکز میں اول)
۲۴۱۔ فیروزہ بیگم سوم
۲۴۳۔ اقبال النساء بیگم سوم
۲۴۴۔ مظہر النساء بیگم سوم
۲۴۵۔ بدر النساء بیگم سوم
۲۴۶۔ اقبال النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)

مرکز پرینڈہ

۱۶۸۔ رحیم النساء بیگم سوم
۱۷۱۔ خاتون بی دوم
(مرکز میں اول)
۱۷۲۔ محمد عبدالرحمن دوم

مرکز میدک

۱۷۵۔ محبوب النساء بیگم سوم
۱۷۶۔ منظور النساء بیگم سوم
۱۷۷۔ سلیم النساء بیگم سوم
۱۷۸۔ شیخہ سلطانہ سوم
۱۷۹۔ قدسیہ بیگم سوم
۱۸۰۔ قمر النساء بیگم (مرکز میں اول) سوم
۱۸۱۔ زہرہ بیگم سوم
۱۸۲۔ خورشید بیگم سوم

مرکز اورنگ آباد

۱۸۷۔ صفی احمد غازی سوم
(مرکز میں اول)

۱۹۴۔ بھیم راؤ سوم
(مرکز میں اول)
۱۹۷۔ صالحہ بیگم سوم
۱۹۹۔ حور جمال خاتون سوم
۲۰۰۔ خورشید بیگم سوم
۲۰۱۔ ساجدہ بیگم سوم
(مرکز میں اول)
۲۰۲۔ طیبہ خاتون سوم

مرکز گلبرگہ

۲۰۶۔ شیخ محبوب دوم
۲۰۸۔ گربسپا سوم
۲۰۹۔ لنگپا دوم
۲۱۰۔ شرنپا سوم
۲۱۱۔ ایپا سوم
۲۱۲۔ علی ناظر شریا سوم
۲۱۳۔ محمد عثمان خاں سوم
۲۱۴۔ محمد عبدالحمید دوم
(مرکز میں اول)

اناث

۲۱۶۔ خیر النساء بیگم سوم
۲۱۷۔ رحمت النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)
۲۱۸۔ عطیہ نصرت سوم

مرکز بلدہ

۳۴۲۔ خواجہ [illegible] الدین احمد سوم
۳۴۹۔ محمد [illegible] سوم

۳۵۵۔ سید فضل اللہ حسینی دوم
۳۵۶۔ غلام جیلانی دوم
۳۵۷۔ محمد اسلم دوم
۳۵۸۔ مصباح الدین دوم
۳۶۰۔ محمد شریف سوم
۳۶۳۔ سید عبدالحی دوم
۳۶۵۔ محمد احمد محی الدین قادری دوم
(مرکز بلدہ اول)
۳۶۸۔ سید بشیر احمد دوم
۳۶۹۔ سری نواس راؤ دوم
۳۸۳۔ سید عبدالکریم سوم
۳۸۷۔ محمد حفاظت علی صدیقی سوم

اناث

۲۱۹۔ غوث النساء بیگم سوم
۲۲۳۔ قمر النساء بیگم سوم
۲۲۴۔ کریم النساء بیگم سوم
۲۲۵۔ امتہ النور عرف صالحہ سوم
۲۲۸۔ اصغری بیگم سوم
۲۳۰۔ خواجہ بیگم سوم
۲۳۱۔ سیدہ کنیز فاطمہ سوم
۲۳۲۔ سیدہ [illegible] فاطمہ سوم
۲۳۴۔ تراب النساء بیگم دوم
۲۳۵۔ رضیہ سلطانہ سوم
۲۳۶۔ اقبال بیگم سوم
۲۳۷۔ لیسین بیگم سوم
۲۳۸۔ اظہر النساء بیگم سوم

٢٤٩- حفیظ النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)
٢٥١- امتہ القیوم شرف النساء سوم
٢٥٣- امتہ المومن عصمت النساء سوم
٢٥٤- نعیم النساء بیگم سوم
٢٥٥- حبیب النساء بیگم سوم
٢٥٦- نور النساء بیگم دوم
٢٥٧- تاج النساء حبیب بیگم سوم

(خوش نویسی)

مرکز بلدہ نوبج

٢- شیخ عبد العزیز سوم

مرکز ویجاپور

٤- قادر محی الدین سوم

مرکز گدوال

٦- سالم اسد دبی شاہین دوم
(امتحان میں اول)
٧- شیخ عمر سوم

مرکز چھتاپور

١١- محمد العیقوب سوم

مرکز پربھنی

١٤- محمد نصیر الدین فاروقی دوم

مرکز بلدہ

١٦- محمد فضیل الدین فاروقی سوم

(اردو عالم)

٢١٩- بی وی گوپال راؤ درجہ اول

ناموں کی ترتیب بلحاظ رول نمبر کی گئی ہے۔

مرکز بلدہ فوج

١- محمد خلیل الرحمن دوم
٢- محمد عبد الباسط سوم
٣- شیخ کالو دوم
٧- محمد سلیمان دوم
٨- صالح بن عبود سوم
٩- محمد عبد الوہاب سوم
١٠- مقبول حسین سوم
١٣- حسین بن بریک دوم
١٧- سید نصرت اللہ دوم
(مرکز میں اول)
٢٦- غلام حیدر علیخاں سوم

مرکز پوسدیگاؤں

٣٠- عبد الغفار خاں سوم
(مرکز میں اول)
٣١- اکبر خاں سوم
٣٢- سید موسیٰ سوم

اناث

٣٤- محبوب بی دوم
(مرکز میں اول)
٣٥- آمنہ بی سوم

مرکز ویجاپور

٣٦- نارائن راؤ دوم

٣٨- خالد دوم
٤١- محمد خاں دوم
٤٢- شمس الدین سوم
٤٣- حبیب احمد دوم
(مرکز میں اول)
٤٥- رام چندر راؤ دوم
٤٨- گنگادھر راؤ سوم

اناث

٥٠- زبیدہ بیگم سوم

مرکز بلولی

٥٣- غلام معین الدین دوم
(مرکز میں اول)
٥٤- سید بشیر احمد سوم

مرکز گدوال

٦٢- محمد عبد الکریم سوم

اناث

٢١٦- رحمت النساء بیگم سوم

مرکز کلیانی

٦٥- محمد کفایت حسین سوم

مرکز چھتاپور

٧١- محمد عبد الجبار خاں سوم
٧٢- سید فرید علی دوم
٧٣- محمد اللہ بخش سوم
٧٥- محمد ستار الدین دوم
٧٦- محمد شریف الدین احمد دوم
(مرکز میں اول)

٧٧- محمد اسمٰعیل سوم

مرکز ہمنا آباد

٧٩- سید محبوب حسن سوم
٨١- محمد معین الدین سوم
٨٢- غلام رسول سوم
٨٥- محمد اسمٰعیل خاں سوم
٨٦- سید غیاث الدین دوم
٨٨- میر کاظم علی دوم
(مرکز میں اول)
٩٠- محمد عبد القیوم سوم

مرکز پربھنی

٩٤- راجہ خاں دوم
(مرکز میں اول)
٩٦- پنڈت راؤ طرفدار سوم
١٠٢- لکشمی نارائن سوم
١٠٥- رنگناتھ راؤ سردیشپانڈے دوم

مرکز بسمت

١١٦- محمد اسعد صدیقی دوم
(مرکز میں اول)
١١٧- غلام محمود سوم
١٣٢- رام راؤ کھوت سوم
١٣٤- سید جعفر علی سوم

اناث

١٣٨- سعید النساء بیگم سوم
١٣٩- عزیز النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)

مرکز بھوم

۱۴۵۔ محمد نظام الدین سوم
۱۴۷۔ سید شیخ حبیب سوم
(مرکز میں اول)

مرکز نظام آباد

۱۴۸۔ محمد معین الدین سوم
(مرکز میں اول)
۱۵۱۔ محمد محبوب علی سوم

مرکز شاہ آباد (اناث)

۱۵۴۔ سلطانہ نجم النساء بیگم سوم

مرکز ہنگولی

۱۵۵۔ محمد عبدالرحمٰن دوم

اناث

۱۵۹۔ رضیہ بیگم رضی سوم
۱۶۰۔ عائشہ بیگم شبیہہ سوم
۱۶۵۔ رضیہ بیگم (مرکز میں اول)
۱۶۱۔ صاحب بی سوم
۱۶۴۔ شاہ جہاں بیگم سوم

مرکز پیٹھن

۱۶۶۔ سید عبدالرشید حسینی دوم
(مرکز میں اول)
۱۶۷۔ محمد عبدالحفیظ ملتانی سوم
۱۶۸۔ محمد عبید اللہ سوم
۱۶۹۔ سید معین الدین طیب سوم

مرکز پرلی

۱۷۰۔ شاہ داؤد سوم
۱۷۱۔ محمد عبدالحمید صدیقی سوم
۱۷۲۔ سید نبی سوم
(مرکز میں اول)

مرکز پرینڈہ

۱۷۸۔ محمد سالم سوم

مرکز اورنگ آباد

۱۷۹۔ ابوالخلوق محمد عبدالخالق خلیق دوم
(مرکز میں اول)
۲۴۴۔ کرشنا راؤ جوشی دوم
(مرکز میں اول)
۲۴۲۔ لبھن لال سوم
۲۵۰۔ سید سلطان محی الدین شطاری سوم
۲۵۱۔ بسم اللہ خاں سوم
۲۵۳۔ شیخ احمد صدیقی سوم
۲۵۴۔ ہنمنت راؤ ڈبیر سوم

اناث

۱۸۷۔ رابعہ بیگم سوم
۱۸۹۔ رابعہ بانو دوم
(مرکز میں اول)

مرکز گلبرگہ

۱۹۰۔ محمد فاروق حسین دوم
(مرکز میں اول)
۱۹۷۔ گنگا بائی دوم
۱۹۹۔ غلام محمد ابراہیم دوم

اناث

۲۰۱۔ بیگم پاشا سوم

مرکز بلدہ

۲۱۹۔ بی وی گوپال راؤ اول
(مرکز میں اول)
۲۲۱۔ محمد بدرالدین سوم
۲۲۳۔ محمد عبدالستار دوم
۲۲۵۔ غازی الدین احمد سوم
۲۳۳۔ سید فیاض الدین سوم
۲۳۴۔ محمد عبدالمقتدر سوم
۲۳۶۔ سید محمد علی سوم
۲۳۷۔ عبدالستار دوم
۲۳۸۔ محمد عبدالرزاق سوم
۲۴۰۔ محمود اعظم شریف محمود سوم

اناث

۲۰۲۔ نعیم النساء بیگم سوم
۲۰۵۔ نذیر بیگم سوم
۲۰۸۔ لطف النساء بیگم دوم
(مرکز میں اول)
۲۱۲۔ امتہ الرؤف دوم
۲۱۳۔ معراج النساء دوم
۲۱۴۔ ہاجرہ بانو سوم
۲۱۵۔ تاج سلطان سوم

(اردو فاضل)

ناموں کی ترتیب بلحاظ نشانات محصلہ کی گئی ہے۔

۲۵۔ سید عباس علی جعفری دوم
۱۶۔ صغرا ماہر دوم

ناموں کی ترتیب بلحاظ رول نمبر کی گئی ہے۔

مرکز گدوال

۱۔ محمد عبداللطیف سوم

مرکز پربھنی

۳۔ سید داؤد ہاشمی سوم
۳۰۔ کبیر احمد خاں صوفی سوم
۳۱۔ وجاہت علی دوم
(مرکز میں اول)

مرکز بھوم

۵۔ محمد علی خاں علی سوم

مرکز ہنگولی

۶۔ احمد خاں ندیم سوم
۷۔ محمد عبدالرؤف اختر سوم
۸۔ محمد مصطفےٰ خاں طالب سوم
۹۔ محمد ابراہیم شارق دوم
(مرکز میں اول)
۱۰۔ محمد اسمٰعیل خاں شارق سوم

اناث

۱۱۔ حمیدہ بیگم خورشید سوم

مرکز بلدہ

۲۱۔ محبوب علی زار سوم
۲۳۔ محمود خاں سوم

اناث

۱۳۔ پرویز جہاں سوم
۱۷۔ عاشورنی بیگم سوم

مرکز پٹن ضلع اورنگ آباد | حسب ایمائے معتمد صاحب ادارہ ادبیات اردو شاخ اورنگ آباد میں، ۷ مہر ۱۳۵۳ف شام کی چھ بجے کی بس سے پٹن روانہ ہوا۔ ۸ مہر سے امتحانات کا آغاز ہوا۔ مدرسہ وسطانیہ پٹن کی عمارت میں امتحان کا انتظام کیا گیا تھا۔ امتحان اردو دانی میں (۸) اردو زباں دانی میں (۱۵) اور اردو عالم میں چار امیدوار ذکور حاضر تھے۔ طالبات کے لئے علحدہ نشستوں کا انتظام کیا گیا۔ ان کی نگرانکاری کے فرائض محترمہ صدر معلمہ مدرسہ تحتانیہ پٹن نے انجام دیئے۔ ہدایات مجوزہ صدر ادارہ کے مطابق تین روز مدت تا ۱۰ مہر امتحان جاری رہا۔ اردو دانی اور زباں دانی کے زبانی امتحانات ذکور کی حد تک خود میں نے لیئے اور اناث کا زبانی امتحان صدر معلمہ صاحبہ نے لیا۔ انتظامات کے سلسلہ میں میں نے مقامی عہدہ داروں کی بے نیازی محسوس کی۔

۹ مہر کو جناب منصرم تحصیلدار صاحب پٹن اور دیگر مقامی معززین نے معائنہ فرمایا اور اپنے تاثرات کو جن الفاظ میں قلمبند فرمایا ہے ان کی ایک ایک نقل بازا منسلک ہے۔

مرکز پٹن میں میں نے ایک خاص امر یہ محسوس کیا کہ امیدوار جو اردو میں طلبائے مدرسہ کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ زیادہ سے زیادہ ۱۰ فیصد طلبہ تھے اور بقیہ تمام خانگی طور پر کام کرنیوالے یا ایسے امیدوار تھے جو کسی سرکاری ادارے کے باقاعدہ طالب علم نہیں تھے۔ مقامی صدر ادارہ مسٹر ظفر مہدی معتمد ادارہ مسٹر احمد بن حسن اور مولوی غلام جیلانی صاحب ہاشمی مددگار مدرسہ وسطانیہ کی انتھک کوششوں کا اعتراف ازبس ضروری ہے۔

حسب ہدایت صدر ادارہ پرچہ ہائے سوالات کے کھولتے کے وقت دو دو امیدواروں کی شہادت لی گئی اور یہ پرچہ شہادت بازا مرسل ہے۔

ولی محمد خاں

مرکز پرینڈہ | ۱۲ اگسٹ روز جمعہ ۱۰ بجے شام نامپلی سے روانہ ہوکر دوسرے روز شنبہ ۵ بجے شام مرکز پرینڈہ پہونچا۔ یہاں مولوی قدرت اللہ صاحب قادری اور دیگر اصحاب نے استقبال کیا۔

میرے قیام کے لئے مدرسہ تحتانیہ میں انتظام کیا گیا تھا۔

۱۵ اگست کو ٹھیک ۱۰ بجے بموجب ہدایات ادارہ دو شرکار کے روبرو مہرشدہ لفافہ جات چاک کئے گئے اور پرچہ جات تقسیم کرنے کے بعد امتحانات شروع کروائے گئے اور بعد ختم امتحان جوابی بیاض ۲ شرکار کے روبرو لفافہ میں بند کرکے مہر کروا دیئے گئے۔

اس طرح ۱۷ اگست کو امتحانات ختم ہوئے۔ بعد ختم امتحانات مولوی عبد الشکور صاحب شیدا نے اپنے پرجوش اشعار سنائے جو کہ جلسہ سالانہ تقسیم اسناد ادارہ ادبیات اردو پرینڈہ کے موقع پر پڑھے گئے تھے۔

۱۹ اگست ۵ بجے شام براہ لاری پرینڈہ سے روانہ ہوا اور صبح ۹ بجے اسٹیشن نامپلی پہونچا۔

امتحانات، قیام اور طعام کا انتظام معقول رہا۔ کسی قسم کی بدعنوانی پیش نہیں آئی۔

اناث کا انتظام بسم اللہ بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ نسوان پرینڈہ اور مسز قدرت اللہ صاحب قادری کے سپرد رہا۔ حسب ذیل اصحاب نے نگرانی اور دیگر امور میں کافی دلچسپی اور مدد کی جو قابل تشکر ہیں۔

۱۔ مولوی سید قدرت اللہ صاحب قادری صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ پرینڈہ
۲۔ " زین العابدین صاحب قریشی مددگار مدرسہ مذکور۔
۳۔ " سید مرتضیٰ حسین صاحب پیروکار پولیس۔
۴۔ مسٹر ہریشچندر راؤ مددگار مدرسہ ابتدائی
۵۔ بسم اللہ بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ نسوان پرینڈہ۔
۶۔ مسز قدرت اللہ صاحب قادری۔

عبدالرزاق

مرکز چنتاپور | ۸ مہر ۱۳۵۵ف کو شب کے ۱۱ بجے اسٹیشن چنتاپور
پر مولوی محبوب خاں صاحب معتمد شاخ چنتاپور مع طلبہ اسٹیشن
پر تشریف فرما تھے۔ مسافر بنگلہ میں قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ ۹ مہر سے
امتحان شروع ہوا۔ امتحان کا انتظام مدرسہ وسطانیہ میں کیا
گیا تھا۔ انتظام نہایت ہی بہتر تھا۔ ۹ مہر کو مالگزار تحصیلدار صاحب
جناب ڈاکٹر صاحب جاگیر۔ جناب امیر صاحب جاگیر جناب صدر معلم
صاحب مدرسہ فوقانیہ صاحب اتحاد المسلمین بغرض معائنہ تشریف لائے
۱۰ مہر ۱۳۵۵ف کو ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں عہدہ داران چنتاپور کو
مدعو کیا گیا۔ اغراض و مقاصد ادارہ بیان کئے گئے۔ ۱۰ مہر کو امتحان
ختم ہوا۔

زنانہ مرکز کا امتحان مدرسہ تحتانیہ اناث میں لیا گیا تھا۔
صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ اس کی صدر نگران، مولوی محبوب خاں صاحب
معتمد بڑی دلچسپی اور سرگرمی سے ادارے کے کام انجام دیتے ہیں۔
صاحب موصوف ہی کی برکت سے ادارے کے کام بہتر طریقے پر
چل رہے ہیں۔

مالگزار تحصیلدار صاحب جاگیر جو بڑے ذی اخلاق علم کے
قدرداں ہیں اس ادارہ کی ہر طرح مدد فرما رہے ہیں۔

سید کلیم اللہ حسینی

مرکز شاہ آباد | اسٹیشن پر مولوی محمد ابراہیم صاحب معتمد، محمد سعید الدین
صاحب اور نظیم الدین صاحب نے استقبال کیا اور پھول پہنائے۔
اس کے کچھ دیر بعد گلبرگہ سے مولوی نور الحسن صاحب بھی آگئے۔ ڈاک بنگلہ
میں قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ ان حضرات سے مقامی حالات اور
دیگر ضروری امور پر گفتگو ہوتی رہی اور تقریباً ۱۲ بجے ان اصحاب کو
خدا حافظ کہا۔

۱۰ مہر ۱۳۵۵ف کو امتحان شروع ہوا۔ مدرسہ وسطانیہ
شاہ آباد میں امتحان کے لئے باضابطہ انتظام کیا گیا تھا۔ صدر مدرسہ
صاحب کی مہربانی اور اعانت سے امتحانات کی نگرانی اور انعقاد
میں بہت سی سہولتیں بہم پہنچیں۔ امیدواروں کی کچھ تعداد غیر حاضر
بھی رہی۔ اناث کے لئے علحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ صدر معلمہ صاحبہ
اور معلمہ صاحبہ نے اس خصوص میں اپنی ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا اور امتحان
کے ختم ہونے تک نہایت ہی خوش اسلوبی سے مرکز اناث کی نگرانی
کے فرائض انجام دیتی رہیں۔

۹ مہر ۱۳۵۵ف مولوی عماد الدین صاحب اول تعلقدار، مولوی
میر گوہر علی صاحب تحصیلدار، سول سرجن صاحب اور دیگر مقامی
معززین سے ملاقاتیں کی گئیں۔ گفتگو کے دوران میں امتحانات
کی تشہیر تعلیم کا انتظام اور دیگر مقامی دشواریوں پر روشنی ڈالی گئی۔
مولوی عماد الدین صاحب اول تعلقدار کی ذاتی دلچسپیوں کے باعث
شاہ آباد کے کارکنوں کو بہت سی سہولتیں حاصل ہیں۔ صاحب موصوف
کے علاوہ مولوی میر گوہر علی صاحب تحصیلدار اور دیگر مقامی عہدہ داران
و معززین کی اعانت و دلچسپی کو شاخ کی ترقی میں خاص دخل ہے۔
اس سلسلے میں مولوی نور الحسن صاحب اور رکن ادارہ مولوی سید [illegible] صاحب
کا تذکرہ کرنا نہایت ضروری ہے جن کی بدولت شاخ کا قیام عمل
آیا۔ یہ نوجوان طالب علم ہر چند گلبرگہ میں تعلیم کی غرض سے ٹھیرے
ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود وقتاً فوقتاً ہر طرح شاخ کے کاموں
میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے نوجوان کارکنوں
کی مستعدی بھی ہر طرح قابل ستائش ہے۔ جنہوں نے مدرسہ اردو
امتحانات کی تکمیل کی بلکہ اب وہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے
تعلیم [illegible] انجام دے رہے ہیں۔
۱۰ مہر ۱۳۵۵ف کو اول تعلقدار صاحب نے تحصیلدار صاحب کی معیت میں
امتحان گاہ کا معائنہ کیا اور اپنے تاثرات قلمبند کرکے عنایت کئے۔
ان اصحاب سے بڑی دیر تک ادارہ و امتحانات اور اضلاع میں
ان کی ترویج و اشاعت کے امکانات پر گفتگو ہوتی رہی۔

شاہ آباد میں اردو عالم کے امتحان کی تعلیم کا انتظام بہت دشوار تھا۔ خاص کر اناث کی تعلیم کے لئے دو طرح کی دشواریاں حائل تھیں۔ اول تو تعلیم دینے والے افراد نہیں تھے اور دوسرے آمد و رفت کے لئے گاڑی کا انتظام بھی نہیں ہوا تھا۔ میں نے اس سلسلہ میں جناب اول تعلقدار صاحب سے گفتگو کی۔ صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا ہے کہ تعلیم پانے والی خواتین کی آمد و رفت کے لئے گاڑی کا انتظام فرما دیں گے۔ اس کے علاوہ صاحب موصوف کی بیگم صاحبہ نے بھی اردو عالم کی خواتین کو تعلیم دینے پر آمادگی ظاہر فرمائی ہے۔ توقع ہے کہ اس موقع سے مقامی خواتین فائدہ اٹھائیں گی۔ خصوصیت کے ساتھ معلمات مدرسہ نسواں کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے تاکہ اس طرح نہ صرف ان کو اپنی معلومات کو ترقی دینے کا موقع ملے گا بلکہ ان کی امداد سے دوسری خواتین بھی استفادہ کر سکیں گی۔

میں نے محسوس کیا کہ تدریس کے کام میں بہت زیادہ باضابطگی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر مولوی ابراہیم علی صاحب معتمد شاخ جن کی محنت ایثار اور دلچسپی سے شاخ آئے دن ترقی کر رہی ہے ایک حلقۂ تدریس بھی قائم کیا ہے جس کے دو [illegible] صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔ معتمد صاحب کی اعانت کی وجہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تدریس میں بھی باضابطگی پیدا ہو جائے گی۔ اس حلقۂ تدریس میں مقامی معتمد صاحب شاخ بھی شریک رہیں گے تاکہ وہ اس کی تدریسی کارروائیوں سے واقف ہو کر مرکزی ادارہ کو مطلع کرتے رہیں۔

۱۰ / مئی [illegible] بعد نماز مغرب ایک عام جلسہ مولوی [illegible] صاحب اول تعلقدار کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مولوی نور الحسن صاحب [illegible] کی تعارفی تقریر کے بعد میں نے ادارہ [illegible] کے اغراض و مقاصد، اردو کی اہمیت اور ان پڑھوں کی تعلیم کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے شاخ شاہ آباد سے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے اور اس کے علاوہ بعض تجاویز بھی پیش کیں جناب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کا وعدہ فرمایا۔

۱۰ / مئی [illegible] کو تقریباً ۸ ساعت شام دار المطالعہ و شاخ ادارہ کا معائنہ کیا گیا جو مولوی نور الحسن صاحب کے مکان میں ہے۔ اس کے لئے ایک حصہ مختص کر دیا گیا ہے۔ میری رائے میں دار المطالعہ اور شاخ کو کسی ایک مرکزی مقام پر منتقل کرنا ضروری تھا چنانچہ میں نے اپنی تقریر کے دوران میں اس کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد مولوی [illegible] صاحب اول تعلقدار اور مولوی میر گوہر علی صاحب و دیگر مقامی حضرات کی معیت میں سرکاری کلب کے پچھلے حصہ کا معائنہ کیا گیا میری رائے میں دار المطالعہ کے لئے اس سے بہتر کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اول تعلقدار صاحب نے بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اس حصہ میں نہ صرف مطالعہ کے لئے وسیع دالان موجود ہے بلکہ کتب وغیرہ محفوظ رکھنے کے لئے ایک علحدہ کمرہ بھی ہے۔

رحیم الدین کمال [illegible]

مرکز کلیانی | ۱۰ / مئی [illegible] روز شنبہ تقریباً ساڑھے پانچ بجے کلیانی پہنچا۔ معتمد [illegible] کارکنان شاخ ادارہ [illegible] پانی [illegible] کے تھے۔ [illegible] ان کے خلوص اور محبت کا آئینہ [illegible] لگا اور اپنی [illegible] میں [illegible] رائے قائم کی کہ ان حضرات کی [illegible] اور [illegible] میرا قیام رہا [illegible] سارا [illegible] کلیانی کی [illegible] تھیں اور میں نے محسوس کیا کہ بعض اوقات امتحانات میں [illegible]

ان تمام نوجوان حضرات نے جو اپنے پہلو میں ایک تڑپتا ہوا دل رکھتے ہیں اور عمل و حرکت میں زندگی کا راز پاتے ہیں مجھے کسی وقت بھی بیکار رہنے کا موقع نہ دیا۔

۲۵ مارچ کی صبح امتحانات کا آغاز ہوا۔ مدرسہ وسطانیہ کے کھلے ہالوں میں نشستوں کا انتظام باقاعدگی کے ساتھ کیا گیا تھا اور وہی اصول پیش نظر رکھا گیا تھا جو عموماً جامعاتی امتحانات میں ہوتا ہے۔ اردو عالم کے آٹھ امیدواروں نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور سوالاتی پرچوں سے نہایت مطمئن نظر آئے۔ اسی روز خوشنویسی کا بھی پرچہ دیا گیا۔ خوشنویسی کا ایک پرچہ دراصل اردو عالم کے "اختیاری خوشنویسی" کا پرچہ ہوتا ہے جس کا اعلان اگر ادارہ کی جانب سے ہو جائے یا کم از کم نظام الاوقات یا ہال ٹکٹ میں اس کی صراحت کر دی جائے تو مناسب ہے۔ امتحانات کی تنظیم اور شاخ کے سارے کاروبار سے متعلق جن حضرات کی سعی و کوشش قابل ذکر ہے وہ مولوی عطا اللہ صاحب عطاؔ اور مولوی عبدالکریم صاحب وکیل ہیں۔ مولوی عطا اللہ صاحب عطاؔ خود اچھے شاعر اور بلند پایہ رباعی گو ہونے کے علاوہ زبان و ادب اردو کے ان خیر خواہوں میں ہیں جنھیں کلیانی میں ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔ ان کو ادارہ کے مقاصد اور اردو کی ہمہ گیری سے بڑی دلچسپی ہے اور جن طریقوں پر وہ اردو کی تبلیغ اور زبان کو عام فہم بنانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ قابل ستائش ہے۔ اس طرح مولوی عبدالکریم صاحب ایک جوان صالح ہیں۔ خود شاعر تو نہیں لیکن شعر فہمی کا مادہ ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن نہایت خلیق اور منکسر المزاج اردو کی خدمت اور تبلیغ کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ امتحانات کی تنظیم میں ان کا بڑا حصہ رہا ہے۔ مستعدی سے کام کرتے ہیں اور ہمیشہ ہر کام کے افادی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ یہ دو حضرات شاخ کلیانی کے روح رواں ہیں۔ دیگر نوجوان حضرات میں مولوی معین الدین صاحب معلم، مولوی منیر الدین صاحب منتظم دارالمطالعہ، مولوی محمد علی خاں صاحب معتمد شعبۂ طلبہ، مسٹر بابو راؤ اور مسٹر جہانگیر راؤ

کے مساعی قابل ذکر ہیں۔ مولوی سبط نبی صاحب منصف، مولوی نظام علی خاں صاحب نگران کار تعلقدار، مسٹر وامن راؤ مددگار تعلقدار اور مولوی اسمٰعیل خاں صاحب وکیل بھی قابل ذکر ہیں خصوصاً منصف صاحب کا تعاون کارکنان شاخ کے لئے بہت افزائی کا موجب ہے۔ انھوں نے اپنی صاحبزادیوں کو امتحان اردو دانی میں شریک کراکے عملی تعاون کا بھی کافی ثبوت دیا ہے۔ متذکرۂ بالا حضرات نے دوران امتحان، تشریف لاکر معائنہ فرمایا اور اپنے تاثرات کا اظہار بھی تحریراً کیا ہے جو رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے۔

اسی شام کتب خانہ شاخ کے معائنہ کا مجھے موقع ملا۔ میں ان حضرات کی علمی جستجو اور شوق مطالعہ سے بہت متاثر ہوا۔ اس کتب خانہ کی بنیاد دسمبر ۱۹۳۸ء میں رکھی گئی تھی اور اس وقت تک کتابوں کی تعداد ۱۴۰۴ تک پہونچ چکی ہیں جس کا معتد بہ حصہ ادارہ کی مطبوعات پر مشتمل ہے۔ تاہم ادارہ کی دیگر مطبوعات یہاں موجود نہیں۔ میں مہتمم صاحب ادارہ سے درخواست کروں گا کہ بہ عجلت ممکنہ ادارہ کی وہ کتابیں جو کلیانی کے کتب خانہ میں موجود نہیں روانہ فرما دیں تاکہ ان کے ہاں ان مطبوعات کا مکمل سٹ رہے۔ سال کے آغاز سے اس وقت تک مطالعہ کنندگان کی تعداد چار ہزار سے اونچی رہی ہے جو عوام کے شوق کا پتہ دیتی ہے۔ اخبار و رسائل بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ روزناموں میں "رہبر دکن" ہفتہ واری اخباروں میں "دین و دنیا" پندرہ روزہ اخباروں میں "ہماری زبان" اور ماہناموں میں "سب رس"، "کامیاب" اور "کہکشاں" جاری ہیں۔ یہ اعداد و شمار کلیانی کے عوام کے شوق کے علاوہ کارکنان شاخ کی محنت اور مستعدی پر دلالت کرتے ہیں۔ دارالمطالعہ کے لئے ایک مکان کرایہ پر لیا گیا ہے، لیکن ایسا مکان ڈھونڈ لیا جائے جو سڑک پر ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ بہتر فرنیچر کی بھی ضرورت ہے جس کے لئے معزز کارکنوں کی سعی جاری ہے۔ بہر حال کتب خانہ اور دارالمطالعہ ضروریات کے لحاظ سے کافی ہیں۔

عزیز رضوی

محمد عبدالقادر صدیقی مرحوم

ادارۂ ادبیاتِ اُردو کے ایک مؤسس مولوی محمد عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے کی وفات کی خبر پہلے شایع ہو چکی ہے۔ مرحوم حیدرآباد کے اُن تعلیم یافتوں میں سے تھے جن کی زندگی دوسروں کی خدمت کے لیے وقف تھی۔ چنانچہ ان کی اس قسم کی ترغیب اور ایثار و خلوص کا ایک نتیجہ ادارۂ ادبیاتِ اُردو ہے جو اپنے وجود و ترقی میں ان کی خاموش امداد اور مخلصانہ مشوروں کا بڑی حد تک مرہونِ منت ہے۔

آج سے تقریباً ۱۴ سال قبل جب اس ادارے کے قیام کے لیے راقم الحروف نے اپنے مخلص دوستوں سے مشورہ کیا تو مرحوم عبدالقادر صدیقی نے سب سے پہلے ہمت افزائی کی اور اپنی قلیل آمدنی کے باوجود سب سے اول اپنے رقمی عطیے سے اس کے قیام کو امکانات کی دنیا سے نکال کر ایک واقعہ کی صورت میں تبدیل کر دیا۔

قیامِ ادارہ کے بعد شاید ہی کوئی مجلس انتظامی ایسی ہو جس میں مرحوم شریک نہ ہوئے ہوں۔

۱۹۳۸ء میں جب ادارے نے اُردو انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب کا آغاز کیا تو مرحوم نے علوم اسلامی کا کام اپنے ذمے لے لیا اور طویل محنت و مشقت کے بعد قابلِ اندراج مضامین کی فہرستیں مرتب فرمادیں۔ انسائیکلوپیڈیا کی مجلس انتظامی میں بھی مرحوم آخر تک شریک ہوتے اور اپنے ٹھوس مشوروں سے مستفید کرتے رہے۔ چنانچہ آخری علالت کے زمانے میں بھی انسائیکلوپیڈیا کی مجلس انتظامی میں شرکت کی اور اس کے بعد ایسے لیٹے کہ پھر اُٹھنے کا نام نہ لیا۔

ان کی وفات سے ادارے کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں افسوس ہے کہ انھوں نے بے وقت وفات پائی۔ اس جواں مرگ نے اپنے بعد حیدرآباد کے علمی حلقوں میں جو جگہ خالی کی ہے وہ شاید ہی پُر ہو سکے۔ وہ جامعۂ عثمانیہ کے شعبۂ دینیات کے پہلے ایم اے تھے اور علوم دینیہ کے علاوہ انگریزی میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

حضرت مولانا سید مناظر احسن الگیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ سے بہتر کوئی ہستی ان سے زیادہ قریب اور واقف نہ تھی اس لئے ان سے خواہش کی گئی تھی کہ مرحوم کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند فرمادیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مولانائے محترم نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس درخواست کو قبول فرما کر ایک ایسا مقالہ قلمبند فرمادیا جس کے باعث یقین ہے کہ مرحوم عبدالقادر صدیقی جیسی گمنام ہستی کی اہمیت اُن لوگوں پر بھی واضح ہو جائے گی جو محض نام کے لیے کام کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا کے اس مضمون میں ایک واقعہ کا ذکر نہیں ملا جس کا اظہار میرے لئے ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ مرحوم مولوی عبدالقادر اپنی طالب علمی کے زمانے میں جامعۂ عثمانیہ کے اُن طلبہ کو جن کا مضمون عربی نہ تھا عربی پڑھنے کی طرف رغبت دلاتے اور خود اپنا قیمتی وقت پڑھانے میں صرف کرتے تھے۔ چنانچہ مجھ کو بھی اس کا شرف حاصل ہے کہ

کئی ماہ تک حیدرآباد کی مسجد چوک میں مرحوم سے عربی کی کئی کتابیں پڑھی تھیں۔ لیکن یہ بات عجیب معلوم ہوگی کہ ہم جیسے جملہ شاگردوں سے جب کبھی وہ ملتے تو اس طرح جھک کر ملتے جیسے کہ وہ خود ہمارے شاگرد ہیں۔

ادارۂ ادبیاتِ اُردو مولانا مناظر احسن کا خاص طور پر شکر گذار رہے گا کہ انھوں نے اس کے ایک موسس کے متعلق ایسا گرانقدر مضمون تحریر فرما دیا۔

سید محی الدین قادری زورؔ

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی

سنہ ۱۳۲۹ ف خورداد کا مہینہ تھا، اس کی ۱۱ تاریخ نائب شیخ الحدیث کی جگہ جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ دینیات میں میرا تقرر ہوا، غالباً اس وقت میری عمر بھی تیس انتیس ہی کے قریب ہوگی کسی یونیورسٹی میں پڑھانے کا یہ پہلا موقع تھا، درس کے کمرہ میں داخل ہوا۔ دو آدمی جن میں ایک کے چہرے پر ابتدائی طور پر نکلنے والی ڈاڑھی کے کچھ بال بھی جھانک رہے تھے، اور دوسرے صاحب کی ڈاڑھی غالباً نکل چکی تھی، لیکن وہ اس سے اور اس کے نکلنے والے بالوں سے کش مکش میں مصروف تھے، وہ باہر نکل کر ان کی عمر کا قیمتی کہ وہ واقع میں تھی اعلان کرنا چاہتے تھے اور یہ مسلسل اس اعلان کی آواز کو دبانے کے لئے گویا ان کے منہ میں کپڑا ٹھونسنا چاہتے تھے، دن کو وہ اسے دباتے تھے اور رات کو چھاتی پر چڑھ بیٹھنے کے ارادہ سے وہ زور لگاتے تھے۔ خیر درس کے کمرے میں یونیورسٹی کے درس کے کمرے میں یہی دو آدمی ڈاڑھی والے بے ڈاڑھی والے موجود تھے، طلبہ کہاں ہیں؟ میں نے سوال کیا، طلبہ شعبۂ دینیات کے؟ انھوں نے کہا، میں نے کہا ہاں، وہ تو ہم ہی دونوں ہیں، کیا جامعہ میں آپ دو صاحبوں کی تعلیم کا کام مجھے کرنا پڑے گا، میرے اس سوال کے جواب میں مسکرائے اور بولے جی ہاں! میں ایک اندرونی کشمکش میں مبتلا ہوگیا، اور اسی کش مکش سے تنگ آکر طلبہ شعبۂ فنون کی بھیڑ میں گھس گیا، اور تقریباً پندرہ سولہ سال گھسا رہا۔ لیکن شعبۂ دینیات کی جو کش مکش دل میں پیدا ہوگئی تھی وہ برابر مجھ پر مسلسل مسلط رہی تا آنکہ بائیس تیئس سال کے بعد بحمد اللہ اب جب کہ شعبۂ دینیات میں بجائے دو لڑکوں کے ستر اسی تا اینکہ اس سال ۹۴ تک تعداد پہنچ گئی ہے اس کشمکش کی کلفتیں گو نہ کمی ہوئی فالحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات

بہر حال پڑھانے کی کرسی غالباً وہ "پر خود گردان" یا "رقاص" کرسی تھی اس پر بیٹھ گیا، سامنے کی میز پر ان دونوں طالب علموں نے کتابیں رکھیں، غالباً امام محمد بن الشیبانی کی موطا تھی، سبق شروع ہوا، ختم ہوا، رجسٹر حاضری میں دو نام تھے "جمیل محمود" و "عبدالقادر صدیقی" ان دو ناموں میں کس نام کو ڈاڑھی والے پر اور کس کو بے ڈاڑھی پر منطبق کروں اس کا جواب پوچھنے کے بغیر حل نہیں ہوسکتا تھا، پوچھا بے ڈاڑھی والے صاحب جو نسبتاً زیادہ متحرک تھے، انھوں نے اپنا نام "جمیل محمود" بتایا۔ اس لئے بے پوچھے متعین ہوگیا کہ ڈاڑھی والے صاحب ہی کا نام عبدالقادر صدیقی ہوگا۔ عبدالقادر صدیقی آپ ہی کا نام ہے، میں نے عرض کیا، جی ہاں! دبلے پتلے کچھ فکر مند، چہرہ پر نیکی اور سنجیدگی کے علامات نمایاں تھے، دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا تعلق قاضیوں کے خاندان سے ہے، بڑی مسرت ہوئی کہ دکن کے جن خاندانوں میں کابراً عن کابرٍ خلفاً عن سلف

علم متوارث چلا آرہا تھا۔ الحمد للہ پھران ہی گھرانوں تک علم کی موجوں کو واپس کرنے کی خدمت قدرت نے میرے سپرد کی ہے۔

یہ پہلی ملاقات تھی آہ اس ملکوتی الصفات، مرنجاں مرنج، باہمہ بے ہمہ شخصیت سے جس کی معیت اور رفاقت میں تقریباً پچیس سال حیدرآباد میں نے گزارے میرے مرحوم دوست، وفادار رفیق، سعادت مند تلمیذ مولوی عبدالقادر صاحب ایم اے صدیقی جن کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ قلم سے نکلتا ہے، اور اسی کے ساتھ دل ہاتھوں سے نکل جاتا ہے "پچیس سال کی طویل مدت" تھوڑی نہیں ہوتی۔ اس دراز زمانے میں کچھ دن وہ مجھ سے پڑھتے بھی رہے، پڑھنے کے بعد پھر شعبۂ دینیات کے استاد بن کر میرے ساتھی اور رفیق بنے، کچھ دن ان کو میرا ساتھ اس طور پر دینا پڑا، کہ میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو انہی کی اعانتوں کا زیر بار محسوس کیا، اور انھوں نے بھی ایک وفادار ہم کار کی حیثیت سے زندگی کے آخری دنوں تک میری آرزوؤں کی تکمیل کو اپنا فرض قرار دے رکھا تھا، وہ یقیناً اب ہنس رہے ہیں، اور میں رو رہا ہوں، میری کمزوریوں میں زور پہونچانے کو اس لئے سعادت خیال کرنا کہ کسی زمانے میں ان کے سامنے بھی کتاب کھولی تھی، اب اس کی توقع کس سے کر سکتا ہوں۔

اللہ اللہ مرحوم اور ان کی باتیں، ان کا وہ ابتدائی زمانہ جب محکمۂ امور مذہبی نے "ارباب خدمات شرعیہ" کے امدادی مدرسے تعلیمی وظیفہ دے کر ان کو جامعۂ عثمانیہ کے شعبۂ دینیات میں شریک کیا تھا۔ اس زمانے کے صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی مولنا حبیب الرحمٰن خاں شروانی المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ بہادر جو جامعۂ عثمانیہ کے بھی اس زمانے میں پہلے معین امیر جامعہ تھے، ان کی مشفقانہ نگرانیاں، مجھ سے، حضرت مولنا شبیر علی صاحب مرحوم (امام الفلسفۃ والکلام) سے، مولوی عبدالقادر مرحوم کے متعلق بار بار تاکیداً یہ کہنا کہ قاضیوں کے خاندان کے اس نوجوان کی طرف خاص توجہ رکھیئے گا، حضرت مولنا شبیر علی صاحب کا مرحوم کے اندر اسلامی علم کلام کے ساتھ فطری لگاؤ کو محسوس کر کے اپنا خاص شاگرد بنانا، صرف کالج ہی میں نہیں بلکہ گھر پر بھی ان کو معقولات کی غیر نصابی کتابیں پڑھاتے رہنا، "حجۃ اللہ البالغہ" کے متعلق مرحوم کی اس فقیر کے متعلق یہ بیجا خوش اعتقادی کہ اس کتاب کا مطلب مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے کوئی نہیں بیان کرتا۔ اور اس خواہ مخواہ بلا وجہ کی عقیدت کے زیر اثر، نہ صرف پڑھنا بلکہ مختلف اوقات میں اس عجیب و غریب انچھوتی کتاب کی مشکلات پر بحث و مباحثے سوال و جواب کرنا اور اس قسم کی انتہائی مشغولیت کے ساتھ انٹر سے ایم اے تک ان کا مسلسل پڑھتے چلے جانا، ہر اوپر کی جماعت میں نیچی جماعت سے امتیازی نشانات حاصل کرتے ہوئے ان کا بڑھتے چلے جانا تا اینکہ ایم اے علم کلام میں اول درجہ کے نشانات کے ساتھ ان کا کامیاب ہونا، اس کامیابی پر لوگوں کی نگاہوں کا ان کی طرف اٹھنا، حتی کہ نواب صدر یار جنگ بہادر کا فرط مسرت میں غیر معمولی پیمانہ پر ایک عصرانے کے ارادے کو طے کر کے نہ صرف شعبۂ دینیات کے اساتذہ و طلبہ ہی کو بلکہ ان کے سوا بھی حکومت کے ذوالاحترام حکام کو مدعو کر کے شعبۂ دینیات کے ایک "گل شگفتہ" کی شکل میں مرحوم صدیقی کو ناز کے ساتھ پیش کرنا، شروانی صاحب کے لان (سبزہ زار) میں عصر کے بعد میزوں اور کرسیوں کے ایک جنگل میں معزز مہمانوں کا جمع ہو کر ماکولات و مشروبات سے لذت گیر ہونے کے بعد اکٹھے ہونا اور صدر یار جنگ بہادر کا مولوی عبدالقادر صدیقی

مرحوم کے ہاتھ کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے لوگوں کے سامنے پیش کرنا، خود اپنے ہاتھ سے پھول کے ایک موٹے گجرے کو عبدالقادر صاحب کے گلے میں ڈالنا، شروانی صاحب کا اس کے بعد شعبہ دینیات اور اس کے مقاصد عالیہ پر تقریر کرنا، فرمانا کہ صرف اسلامی اور مشرقی علوم کے جاننے والوں کی بھی کمی نہیں، اور ویسے ان کا قحط بھی نہیں ہے اسی طرح صرف مغربی فنون کے تعلیم یافتوں کی ارزانی کا جو حال ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے، کمی کے ساتھ جس چیز کی اشد ضرورت ہے یعنی مشرق میں رہنے والوں کے لئے مشرقی علوم مشرقی السنہ، اور زبان کی تعلیم کے ساتھ مغربی علوم اور زبانوں کی تعلیم دے کر ان نقائص کی تلافی کی جائے جن میں مشرق عموماً اور اسلام و مسلمین خصوصاً مبتلا ہیں، شعبۂ دینیات بر اعظم ہند ہی میں نہیں، بلکہ غالباً تمام اسلامی ممالک میں پہلا ادارہ ہے جس کے سامنے اس نوعیت کے طلبہ کا پیدا کرنا ہے، اس کا پہلا نتیجہ بھی اب آپ کے سامنے ہے۔ مولوی عبدالقادر مرحوم پھول پہنے ہوئے آگے کھڑے ہوئے تھے۔ گویا ایک تماشا تھا، جسے اٹھ اٹھ کر لوگ دیکھتے، اور حیرت کرتے، انھوں نے قرآن بھی پڑھا ہے، حدیث بھی پڑھی ہے فقہ بھی پڑھی ہے اور فلسفہ و کلام میں تو ایم اے ہی کیا ہے لیکن اسی کے ساتھ بی۔ اے تک انھوں نے انگریزی بھی پڑھی ہے وہی انگریزی جو شعبۂ فنون میں پڑھائی جاتی ہے اور جو اپنی نصابی کتابوں کے لحاظ سے تقریباً ہندوستان کی دوسری یونیورسٹیوں سے کم ہی نہیں بلکہ زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔"

مغرب کی نماز ہوئی جلسہ برخواست ہوا، شروانی صاحب اسی خیال میں اس وقت سے تھے، کہ شعبۂ دینیات کے اس پہلے پھول سے خود شعبۂ دینیات ہی کو استفادہ کا موقع لینا چاہئے، کچھ دنوں کے بعد ایک بوڑھے مولوی صاحب۔ جو دارالعلوم کے تبرکات کی حیثیت سے شعبۂ دینیات کے سایہ میں جامعۂ عثمانیہ کے اندر داخل ہو گئے تھے ان کا وقت پورا ہوگیا، جگہ خالی ہوئی، مقابلے کا ایک اچھا خاصہ میدان گرم ہوا۔ عبدالقادر مرحوم منصرمانہ طور پر کئی دفعہ شعبہ میں کام کر چکے تھے غالباً اب تھے منصرم ہی تھی کہ مقابلے کے میدان میں آ رہے انتخاب کی مجلس کو فیصلہ کرنا پڑا کہ ہر لحاظ سے عبدالقادر مرحوم ہی اس خالی شدہ جائداد کے مستحق ہیں، منصرم تھے مستقل ہو گئے، پھر اس کے بعد تقریباً پندرہ سال تک عبدالقادر مرحوم کا یہ رویہ رہا کہ ٹھیک اپنے وقت پر کلاس میں آنا، طلبہ کو پڑھانا، کام کو ختم کرکے خاموشی کے ساتھ گھر چلے جانا، کچھ دن ان کو مولانا عبدالقادر صدیقی سابق صدر شعبۂ دینیات اور اس کے بعد مفتی عبداللطیف صاحب انچارج صدر شعبۂ دینیات کی ماتحتی میں کام کرنا پڑا۔ اس زمانے میں بھی کام کے بہت سے شعبے شعبۂ دینیات میں ان ہی کے ذمہ تھے تا اینکہ وہ وقت بھی آہی گیا جسمانیں مولوی عبدالقادر مرحوم کا زیر منت و احسان ہونا اس فقیر کے لئے مقدر تھا۔ تقریباً پیچھے سات سال سے اب وہ میرے قوت بازو کی حیثیت سے میری اعانتوں میں مصروف تھے۔ میرے ساتھ ان کی مہربانیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے، جس کی فہرست کا پیش کرنا مشکل ہے۔ نہ صرف سرکاری حیثیت سے، بلکہ ذاتی طور پر بھی، بسا اوقات انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا، مجھے سنبھالا دیا اور دیتے رہتے تھے۔ اپنا جو اعتقاد میرے دل میں انھوں نے قائم کر دیا تھا اس کا نتیجہ تھا کہ علاوہ

درس وتدریس کے ۔۱۔ شعبۂ دینیات کا سمی ناری کتب خانہ ۔۲۔ شعبۂ دینیات کا وقت نامہ ۔۳۔ شعبۂ دینیات کے طلبہ کی ضروریات کی نگرانی خود بھی ان کی تکمیل میں مصروف رہنا اور مجھے بھی اس بات میں بار بار متوجہ کرنا۔ ۔۴۔ جامعہ کے سالانہ امتحانات کی اشاعت کے وقت شعبۂ دینیات کی نمائندگی۔ ۔۵۔ غریب طلبہ کے لئے جب کبھی شعبۂ دینیات میں کوئی فنڈ قائم ہوا اس کی خزانہ داری اور تقسیم کی ذمہ داری، بلا شرکت غیرے میں نے ہمیشہ ان ہی کے حوالے رکھی، تعلیمی ذمہ داریوں کے سوا جن سے عہدہ برآ ہونے میں کوشش کا کوئی دقیقہ وہ اٹھا نہیں رکھتے تھے، شعبۂ دینیات کے ان کاموں کو بھی مسلسل وہ انجام دیتے رہے، اور ان ہی کے ساتھ میں نہیں بتا سکتا کہ گرما کی تعطیلوں میں انھوں نے جامعہ عثمانیہ کے کتب خانے کی ترتیب وتنظیم اور کارڈ نویسی میں ارباب کتب خانہ کا کتنا ہاتھ بٹایا۔ اس کا ثبوت ان کارڈوں سے مل سکتا ہے، جو محض مولوی عبدالقادر مرحوم کی نگرانی میں تیار ہوئے ہیں، تقریباً ہزار ہا ہزار تک ان کی تعداد پہنچ جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

میں اپنی اس شہادت میں متہم نہیں کیا جا سکتا، اگر اس کی گواہی دوں کہ ان گوناگوں کاروباری تعلقات جن میں ان کو جامعہ کے اساتذہ اور کتب خانے کے دائرۂ اہتمام کے اراکین سے مسلسل سابقہ رکھنا پڑا، شاید ہی ایسا کوئی شخص زندوں یا مردوں میں ہوگا، جو مولوی عبدالقادر مرحوم کے متعلق کسی قسم کی شکایت کا احساس اپنے دل میں رکھتا ہو، حیرت انگیز کردار ایسا کردار جس کی نظیر مشکل ہی سے دستیاب ہو سکتی ہیں، یہ نہیں تھا کہ ان کا دل جذبات سے خالی تھا۔ سرکار آصفیہ کے وانشوں میں چند خاص خصوصیتوں کا حامل جو طبقہ ہے، میری مراد قضاۃ اور محتسبین سے ہے، نواب صدر یار جنگ بہادر اس طبقے کے متعلق اپنے دوازدہ سالہ تجربے کی تعبیر ان الفاظ میں کرتے تھے کہ لپٹ جانے والے چمٹ جانے والے اس طرح پلٹنے والے اس طرح چمٹنے والے کہ جس معاملے میں ہاتھ ڈال دیا، تخت اور تختہ کے درمیان اور کسی تیسری بات کا سوال ہی ان کے سامنے نہیں رہتا۔ فرماتے تھے، اسی کا نتیجہ ہے کہ ایسے مقدمات جن کا تعلق اس طبقے کے کسی فرد سے ہو، ختم ہونے کا امکان اس کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، دس سال بیس سال اس سے بھی زیادہ مدت صرف ہو جائے تو ہو جائے لیکن اڑنے والے جس دعوے پر اڑ چکے ہیں، اب اس سے نہیں ہٹ سکتے، ستر بار ہار جانے کے بعد بھی اکہترویں بار جیتنے کی امید کو جلا جلا کر گر گر پڑنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوتا اور ابتدائی جوش کے ساتھ پھر اسی مقدمہ کو آگے بڑھانے چلانے کی کوشش میں منہمک ہو جاتا، شروانی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایسی چھوٹ رکھنے والے لوگ اپنی زندگی میں نہیں دیکھے۔ ان کو افسوس تھا کہ کیا قیمتی نایاب جوہر تھا، اور خدا ہی جانتا ہے کہ سلاطین اسلامیہ کی مردم شناس نگاہوں نے کہاں کہاں کے لوگوں کو کتنے غور و فکر کے بعد انتخاب کرکے اپنی حکومت کا ان کو جزو بنایا تھا۔ لیکن جس قوت سے انھی شکار کیا جا سکتا ہے بلکہ کیا جاتا تھا، فیروز بہمنی کے عہد کے قاضی سراج الدین ہی اس کی ایک اچھی مثال ہیں، وقت پر ان کی سوجھ، ان کی بے پناہ ہمت و جراءت، اگر فیروز کی دستگیری نہ کرتی تو سنہرے حروف میں بیجانگر کی حکومت قاہرہ کے مقابلے میں فیروز کی فتح و کامرانی کے جس واقعہ کو مورخین اپنی تاریخوں میں درج کر رہے ہیں کیا درج کر سکتے تھے؟

مگر ان ہی ہاتھیوں کے شکار کرنے والوں کو آج چیونٹیوں پر چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ کسی چیونٹی کو مار کر اپنی کامیابی کا نقارہ بجائیں۔ ان کا خیال تھا کہ دکن کے یہ خانوادے اب بھی اسی کس بل کو اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن بجائے سنگین قلعوں کے جن کی توپوں کو گرد کے بنے ہوئے ان گھروندوں پر لگا دینے والوں نے لگا دیا ہو، جنھیں بچے بنایا کرتے ہیں، تو یہ قصور کس کا ہے توپوں کا ہے یا ان کا ہے جنھوں نے ان کے دہانوں کو قلعوں سے پھیر کر گھروندوں کی طرف لگا دیا ہے، لمبی سانس کھینچ کر ان لوگوں کا ذکر کرتے تھے جنھوں نے حکومت آصفیہ کے رئیس اعضاء کو مفلوج کر کے سلطنت کا جوا ان کمزور کندھوں پر ڈال دیا جن کے متعلق نہیں کہا جا سکتا، کہ کب اور کہاں (لا فضل اللہ) اس جوے کو پٹک کر بھاگ جائیں ، خیر میں کیا کہنے لگا، ذکر مرحوم اور ان کے جذبات کا تھا، میں لوگوں کو کیسے یقین دلاؤں کہ ان کی جھکی ہوئی گردن، بیمار نما چہرے، پتلے پتلے اعضاء باریک ہڈیوں کے سینے کے درمیان جو دل تھا وہ کن عالیہ جذبات اور فاضلہ عواطف سے معمور تھا، وہ نرم تھے اور بڑے نرم اتنے نرم کہ بیس پچیس سال کے اس طویل عرصے میں کم از کم میں نہیں جانتا کہ کسی کو ان سے جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کوئی شکایت پیدا ہوئی ہو، کسی کو کسی قسم کی ٹھیس لگی ہو، لیکن اس نرمی میں گرمی کے شرارے بھی پوشیدہ تھے، اور وہ پوشیدہ ہی تھے، سیدھے میں بھی ایک ٹیڑھ تھی، سادگی میں بانکپن کے اجزا بھی جذب تھے کہ لوگوں کو ان کی صرف نرمی اور سیدھ ہی نظر آتی تھی ان کا شمار اس لئے سادوں میں کیا گیا، لیکن جو اُن کے قریب تھے، ذرا زیادہ قریب، اتنے قریب جن کے سامنے کھلنے میں وہ مضائقہ نہیں محسوس کرتے تھے وہ جانتے ہیں کہ پرانے قائمیوں کے خانوادہ کا یہ اڑیل آدمی جب اڑ جاتا تھا، تو اڑا ہی جاتا تھا، بعض واقعات کا ذکر کرتا لیکن اب اس کے ذکر سے کیا فائدہ، میری بات وہ کبھی نہیں ٹالتے تھے، بہت اچھا کے سوا میرے کانوں نے کسی فرمائش کے بعد کوئی دوسری آواز نہیں سنی، الا اُس ایک بات میں جس میں لاکھ ہلنے کی اور ہلانے کی میں نے کوشش کی، لیکن چونکہ انھوں نے طے کر لیا تھا کہ نہیں ہلوں گا۔ نہ میں ہلا سکا نہ میری استادی ہلا سکی، نہ میری رفاقت اور نہ میرا وہ تعلق جس نے خدمت کر کے ان کو میرا مخدوم بنا دیا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ

مولوی عبدالقادر مرحوم درس و تدریس کے عام مشغلے کے سوا کچھ لکھنے پڑھنے کا کام بھی کرتے تھے، اس کا پتہ مجھے اس وقت تک نہ چل سکا جب تک کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے انھوں نے "ہندوستان میں تصوف کے ارتقا" پر تحقیقی مقالہ تیار کرنے کا ارادہ ظاہر نہ کیا۔ جامعہ نے جب اس مقالے کے پیش کرنے کی ان کو اجازت دے دی، اور منجملہ دوسرے حضرات کے اس فقیر کا بھی نام ان لوگوں میں رکھا گیا جن سے مشورہ لینے کی ان کو ہدایت کی گئی تھی۔

تب وہ اس مسئلہ میں وقتاً فوقتاً گفتگو کرنے لگے، تب مجھ پر اُن کا یہ مخفی پہلو بھی ایک حد تک واضح ہونے لگا، میں نے جن کتابوں کی طرف اشارہ کیا ڈھونڈ ڈھونڈ کر انھیں اکٹھا کرنے لگے، اپنے مطالعہ کے نتائج سے وقتاً فوقتاً مجھے واقف کرتے رہتے تھے، اس وقت ان کی تصنیفی اور تالیفی صلاحیتوں کے اندازہ کرنے کا مجھے موقع ملا، اس سلسلہ میں انھوں نے مواد کا کافی ذخیرہ جیسا کہ ان کا بیان تھا جمع کر لیا تھا۔ مگر اُس خاص وجہ سے جو ان کے اور میرے درمیان ایک "راز" تھا

مواد کو مرتب کرنے سے ہچکچاتے ہی رہے، میں نہیں جانتا کہ مواد کا وہ ذخیرہ کیا ہوا کس کے پاس ہے، اس سلسلہ میں مطبوعہ غیر مطبوعہ سیکڑوں کتابوں کا انھوں نے مطالعہ کیا تھا، نتائج اخذ کئے تھے۔ لیکن خدا کی مرضی نہ تھی، کام پورا نہ ہو سکا، اور ان کی زندگی پوری ہوگئی۔ ان کی خاموشی نام و نمود کے سفیہانہ جذبات سے الگ تھلگ رہنے کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ایام ملازمت ہی میں "فلاسفۃ الاسلام" لطفی جمعہ مصری کی ایک مفید کتاب کا غالباً ہمارے ہم پیشہ و ہم مشرب ڈاکٹر ولی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالے ودقاہ ما یشمناہ کی رفاقت میں ترجمہ بھی کیا تھا، صرف ترجمہ یا اس کے ساتھ کچھ تشریحی اضافے بھی؟ واللہ اعلم لیکن آپ کو سن کر حیرت ہوگی۔ کہ ایک طرف لوگوں کا جہاں یہ دستور ہے کہ قلم اگر کہیں انھوں نے تراشا ہے، تو اس کے ذکر سے بھی آسمان و زمین کو بھر دیتے ہیں۔ کہیں ایک آدھ تقریر یا ان کی چند سطروں کو چھاپ کر کسی اخبار نے اگر ان پر احسان کیا ہو، تو ان سب کا شمار علمی مناقب اور فضل و کمال کی شہادتوں میں کیا جاتا ہے، جو جیسے گواہ بنانے کی ضرورت ہو، ان کو بھی اور جن کی گواہی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ان کو بھی، ہر مجلس ہر سوسائٹی، ہر کوچہ، ہر گلی میں گواہ بناتے پھرتے ہیں، لیکن مجھے بالکل یاد نہیں ہے کہ ترجمہ کی اس خدمت کا تذکرہ میں نے کبھی ان کی زبان سے سنا ہے، غالباً ڈاکٹر صاحب نے مجھے مطلع کیا کہ عبدالقادر مرحوم یہ کام کر رہے ہیں۔

ان کی زندگی کا ایک مخفی پہلو

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز، ہوش ربا، اعجوبہ طراز ان کی زندگی کا ایک اور پہلو ہے جس کا علم بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں۔ ان کے مرنے کے بعد یا اس وقت ہوا جب باور کر لیا گیا کہ اب وہ جانبر نہیں ہونگے۔ اگرچہ تصوف پر، اس کے مسائل پر، کبھی کبھی مجھ سے بطور استفادہ کے گفتگو کیا کرتے تھے، خصوصاً "عبقات" جو نظری تصوف کی ایک بے مثال کتاب ہے اور علم کلام کے ایم اے کے نصاب میں داخل ہے، بجائے اپنے میں نے ایک دفعہ انہیں کو پڑھانے کے لئے دے دی۔ میرے لکھائے ہوئے نوٹ جو طلبہ کے پاس تھے، ان کے چند اوراق پر ان کی اتفاقاً نظر پڑ گئی، دوڑے ہوئے میرے پاس آئے مسکراتے ہوئے ہنستے ہوئے کیا ہے مولوی عبدالقادر صاحب میں نے عرض کیا بولے کتنا مشکل مقام تھا آپنے عجب طریقہ سے مثال دے کر اس کو حل کر دیا۔ جو کتاب کسی طرح گرفت میں نہیں آرہی تھی، اب میرے لئے پانی ہوگئی، اعتراف کرتے رہے، خلاف دستور دیر تک اعتراف کرتے رہے، پھر اطمینان سے "عبقات" کو پڑھاتے رہے، حالانکہ اس کی شہادت، مولانا سید سلیمان ندوی دے سکتے ہیں کہ میری تحریک سے دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنو) اور مدرسہ شمس الہدیٰ (پٹنہ) کے نصاب میں عبقات بھی نصاب میں داخل ہوئی، تو اچھے اچھے معقولی مولویوں نے اس کتاب کے پڑھانے سے انکار کیا۔ تصوف بھی پڑھانے کی چیز ہے، یہ مجذوبوں کی بڑ ہے؟ صوفی خدا جانے کہاں کہاں کی ہانکتے ہیں، ان کے شطحیات کو کون سمجھ سکتا ہے، ان ہی فقیروں کی گرو اچھال اچھال کر اس کتاب کے پڑھانے سے جو معذوری تھی چھپاتے رہے، دیوانہ ہے جس نے اس کتاب کو نصاب میں شریک کیا۔ بڑے فاضل ہیں تو خود ہی چند سطریں پڑھا کر دکھا دیں۔ میں نے سنا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ فقیر بھی کوسا گیا، یا یاد کیا گیا۔ لیکن با ایں ہمہ مولوی عبدالقادر مرحوم نے پہلے سال جب اطمینان سے اس کتاب کو پڑھا لیا تو پھر ہر سال پڑھانے کے لیے تیار ہو گئے

اگرچہ ہر سال کی ابتدا میں ان کا اصرار بھی ہوتا تھا کہ جب تک تو ہے اس کتاب کو پڑھاتا رہ۔ لیکن میں نے یہی کہہ کہہ کر کہ میں کب تک ہوں؟ آپ کو کیا معلوم؟ پھر آپ ہی کو پڑھانا ہوگا۔ ابھی سے اس کو قابو میں کر لیجئے۔ بغیر کسی دغدغہ کے میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس پوری کتاب میں مشکل ہی سے ایک دو مقامات ایسے آئے ہوں گے، جن کے متعلق ان کو مجھ سے گفتگو کرنے کی ضرورت پیش آئی، ورنہ اپنے مطالعہ سے اس نہ پڑھے ہوئے فن کے ادق مسائل پر انھوں نے خود عبور حاصل کیا۔

ہاں! تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تصوف کے متعلق میرا علم ان کے متعلق صرف اسی حد تک تھا کہ ذہنی اور فکری طور پر اس فن کے مسائل سے ان کو لگاؤ پیدا ہو چکا ہے، بس۔ لیکن کیا عملاً بھی اس راہ میں وہ چل پڑے ہیں، خدا شاہد ہے کہ جب تک آخر دفعہ بیمار پڑ کر وہ ہسپتال نہیں گئے تھے انھوں نے مجھے ایسے حال میں اپنے آپ کو رکھا کہ میں بھانپ بھی نہ سکا کہ اس زندگی سے آگے بڑھ کر ان کا دماغ اتنی بلندی حاصل کر چکا ہے جس کے بعد دوسری زندگی کے واقعات کا نگاہوں کے سامنے آجانا ناگزیر ہے۔

شائد جب وہ بیمار ہوئے، زیادہ بیمار ہوئے۔ افسوس اور حسرت کے ساتھ جب لوگوں نے ان کا ذکر شروع کیا تب بعضوں نے مجھ سے کہا کہ وہ راتوں کو جاگا کرتے تھے، آہیں مارا کرتے تھے، رویا کرتے تھے۔ ہائے اس کے آگے رویا کرتے تھے جس کے قدموں پر سر رکھ کر رونے ہی کے لئے آدم زاد پیدا ہوا ہے، وہ روتے تھے حالانکہ ہمارے سامنے تو وہ ہمیشہ ہنستے رہے، میں نے کہنے والوں سے حسرت کے لہجہ میں سنا، صرف روتے تھے، رات ہی ان کے لئے دن تھی، دیوانہ وار گھر سے نکل کر اس وقت جب کہ سارا عالم سوتا ہے، وہ کسی کی تلاش میں سڑکوں پر گھوما کرتے تھے، بیابانوں میں جنگلوں میں، ویرانوں میں پکارا کرتے تھے، زندگی کا یہ عجیب پہلو، مجھے اس وقت بتایا گیا جب دنیا اور دنیا والوں کو اپنی زندگی کے اس پہلو کو بتا بتا کر لوگ اپنا دین بیچ کر ان کی دنیا خریدتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے تھے، وظیفوں کا بھی شغل تھا، اور اوراد اذکار میں بھی لگے رہتے تھے، لیکن ان میں تو ان کو بھی مشغول پایا گیا ہے، جن کا دل ہمیشہ روپیوں میں ڈوبا رہتا ہے، ان کا دماغ دل کو اور دل دماغ کو جھٹلاتا رہتا ہے، بظاہر دوسروں کو وہ شائد دھوکہ دیتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں، یا اپنے دھوکوں سے خود دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ لیکن۔ مرحوم عبدالقادر پہلے۔ سنایا گیا، کہ کالج ان کو جو کچھ دیتا تھا، ڈھائی سو بھی دیتا رہا تین سو بھی اور بالآخر چار سو بھی پاتے رہے لیکن جو کچھ ان کا حال ڈھائی سے پہلے تھا، ڈھائی سو، تین سو، چار سو، ہر منزل میں دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ایک حال میں ہیں، دنیا میں جب آئے تھے جب بھی ان کے پاس کچھ نہ تھا، کالج میں جب داخل ہوئے اور مذہبی محکمہ نے ان کو وظیفے سے سرفراز کیا، اس وقت بھی انھوں نے اپنے پاس کچھ نہ رکھا، اور کالج نے جب خطیر رقوم سے اُن کی ماہوار خدمت کی، تو میں نے سنا ہی نہیں، بلکہ قریب قریب دیکھنے کے دیکھا کہ خاندان کی بیوہ اور مسکین عورتیں، لاوارث ضعیف مرد اور کمزور رشتہ داروں کا ایک گروہ تھا جو رونا جاتا تھا، ان کے جنازے کے ساتھ رونا جاتا تھا، جب قبر کے دہانے پر اُن کے جنازے کا تختہ آیا اس وقت بھی رونا جاتا تھا۔ رونا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا، جو کچھ ملتا تھا سب دے دیا۔ انہی کو دے دیا جواب روبرو رہے ہیں کہ اب ان کو کون دے گا۔ اُن ہی میں جامعہ کے طلبہ کی بھی ایک معقول تعداد تھی قبر کے سرہانے

ایک پیر مرد گیرو ے لباس میں بیٹھا تھا، تھوڑی دیر بعد، اس کے سینے سے آہ کا ایک شعلہ نکلتا تھا جو سامنے کھڑے تھے ان کے دلوں کو جلاتا تھا۔ جب وہ کہتا تھا۔ ہمیں مرنا تھا لیکن تم مر گئے، تم مر گئے جس کے مرنے کے بعد کتنوں کو مرنا پڑے گا، ہائے تم مر گئے!۔ اس نہ بجھنے والے نظارہ کو تو سب نے دیکھا، میں بھی ان ہی دیکھنے والوں میں تھا۔ لیکن کہاں تک بانٹا ہوگا۔ کچھ تو ہوگا۔ ان ہی وسوسوں میں گھر آیا، گھر سے کالج آیا، ان کے نسبتی بھائی ان کی تیمارداری کے زمانے میں میں نے ان کو پہچانا تھا، آبدیدہ میرے کمرے میں داخل ہوئے "کیا ہے بھائی؟" انھوں نے کاغذ پیش کیا۔ سناٹا چھا گیا، قطعاً سناٹا چھا گیا، وہ کہہ رہے تھے کہ

"صرف بیماری کے ایام کی تنخواہ ان کی رگھوناتھ بنک میں جمع ہوگئی ہے اس کے برآمد کرنے میں دستگیری کیجئے، ان کی بیوہ تین بچوں کی ماں کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں"

پندرہ سولہ سال تک سیکڑوں کی ماہوار پانے والا، اور بنک میں صرف بیماری کے زمانے کی تنخواہ! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا گئے، دل کو تھاما۔ رگھوناتھ بنکر کے نام کچھ لکھ کر دیا۔ ہوش اڑ گئے، جب اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس تعمیر مکان کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے تھے دراصل وہ بھی ان کے سرمایہ سے نہیں بنا تھا، کوئی ان کے چچا زاد بھائی ہیں ان ہی سے لے کر بنوایا تھا۔ کرایہ دیتے تھے۔ وعدہ کیا تھا کہ بچا بچا کر اپنی تنخواہ سے ادا کرتا رہوں گا لیکن جیسے خدا دوسروں کے بچانے کے لئے پیدا کیا کرتا ہے وہ بھی کچھ بچا سکتا ہے؟ جہاں تک معلوم ہے اب تک مشکل ہی سے کرایہ کے سوا وہ کچھ ادا کرسکے تھے۔ بانکوں ترچھوں کی شکل انھوں نے کبھی نہیں بنائی، فیشن کا شوق اس وقت بھی نہیں ہوا، جب اٹھتی جوانیوں میں بہرحال ہر اس شخص پر یہ شوق سوار ہوتا ہے جو جوانی کے جنون میں مبتلا کیا جاتا ہے، قیمتی کھانوں، قیمتی لباس، قیمتی پوشاک، قیمتی سواریوں، میں سے کسی چیز نے ان کو اپنی طرف نہیں کھینچا، زندگی محتاط تھی، مگر جو ملتا تھا ان کے واسطے سے دوسروں کو مسلسل ملتا رہا، خالی ہاتھ آئے تھے اور خالی ہاتھ چلے گئے، جیسے خالی ہاتھ ان کو بھی بہرحال چلنا ہی پڑے گا، جو اپنی مٹھیوں کو بھرے ہوئے جی رہے ہیں۔ دینے کا یہ حال تھا اور لینے کے متعلق میں جانتا ہوں۔ غالباً صرف ان ہی کو جانتا ہوں کہ انگنے کے لئے کبھی زبان تو کیا کھولتے، یہ واقعہ ہے کہ اشارہ ہو یا کنایہ قطعاً کسی زمانہ میں کبھی انھوں نے اس کی شکایت بھی نہیں کی جیسے سب کرتے ہیں، کہ امتحان کے پرچوں میں بھی میرا حصہ کیوں نہ رکھا گیا، حالانکہ امتحانی مجالس کے اوپر اور نیچے تمام مدارج میں میرا ان کا ہمیشہ ساتھ رہا۔ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت کے لئے جیتے تھے وہ وقت ان پر آگیا اور جو بھی جی رہے ہیں ان پر آئے گا، لیکن بڑا فرق ہے ان لوگوں میں جو مرنے کے لئے جیتے ہیں، اور ان میں جو جینے کے لئے جیتے ہیں لیکن بہرحال انھیں مرنا ہی پڑتا ہے۔ سلام ہو میرے دوست اور رفیق تمہاری زندگی دوسروں کے لئے عبرت بنے، آنکھوں کی پتلیاں ان شعاعوں سے گلیں، جو تمہاری تابناک حیات سے تمہارے بعد نکل نکل کر تمہارے جاننے والوں کے دلوں کو جگمگا رہی ہیں، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

آخر شش منزل او اوج ذات شان بست ٭ حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

۲۵ر اگست ۱۹۵۳ء م ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ الجامعۃ العثمانیہ (شعبۂ دینیات) (حیدرآباد دکن)

العبد الکئیب المحزون الجانی
مناظر احسن الگیلانی
غفر اللہ لہ ولمن دعا لہ

ادارے کی خبریں

امتحانات کے مرکزوں کی روئدادیں

مرکز گدوال ۸ر مہر گیارہ بجے صبح میں گدوال پہنچا۔ جناب معتمد صاحب گدوال مع اپنے اسٹاف کے اسٹیشن پر موجود تھے۔ مجھے نہایت آرام کے ساتھ جناب مولوی سید فائق حسین صاحب اول تعلقدار کے مکان پر پہنچایا گیا جہاں میرا قیام رہا۔ جناب تعلقدار صاحب نے خوش اخلاقی سے کھانے پینے میں میری مرضی کا بڑا لحاظ رکھا۔ پہلے روز شام میں معتمد صاحب ادارہ کے ساتھ میں نے اس عمارت کا معائنہ کیا جہاں امتحان منعقد ہونے والا تھا۔ یہ نہایت کشادہ اور موزوں جگہ پر واقع تھی۔ زنانہ کے لئے پردہ کا خاص انتظام تھا۔ گیٹ پر چپراسی کو متعین کردیا گیا۔ مرکز نسواں کی نگران کار یہاں کے زنانہ اسکول کی صدر معلمہ عائشہ بی بی صاحبہ تھیں۔ میز اور کرسیوں کا انتظام تھا اور سختی سے نگرانی کی گئی کسی کو شکایت کرنے کا موقع نہ ملا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب صیغہ دار تحصیل نے ادارۂ ادبیات اُردو سے اپنی غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ ان کی وجہ سے یہاں کے تاریخی آثار کے دیکھنے میں بڑی مدد ملی۔

۹ر مہر اُردو دانی کا امتحان وقت مقررہ پر شروع ہوا۔

۱۰ر مہر صبح اناث کا پرچہ ختم ہوگیا۔ دوپہر میں ان کا کوئی پرچہ نہ تھا۔ اس لیے میں نے صدر معلمہ اور نگران کار صاحبہ اور ان کے ساتھی کا شکریہ ادا کیا۔ ۱۰ر مہر صبح زبان دانی کا زبانی امتحان تھا۔ میں نے ہر امیدوار کی معیار قابلیت کا لحاظ کرتے ہوئے نشانات دیئے۔ کسی امیدوار کو بھی جوابات کے دینے میں پریشان نہ پایا۔ یہ ادارۂ ادبیات اُردو کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ان امیدواروں میں بعض بڑے پرانے اور عمر رسیدہ لوگ تھے۔ بعض نے تو صرف ادارہ کی سند حاصل کرنے کی خاطر شرکت کی تھی۔ میں یہاں چند ایسے اصحاب کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن کی دلچسپیاں ادارہ کے ساتھ بہت زیادہ ہیں۔ ان اصحاب کے دلوں میں علم اور خصوصاً ادارۂ ادبیات اردو کی ایک تڑپ ہے وہ چاہتے ہیں کہ ملک کے اس گراں قدر علمی ادارہ سے اپنی بے لوث دلچسپی اور عقیدت مندی کا اظہار کرتے رہیں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ فرداً فرداً تھوڑا سا تعارف ہمارے ادارہ سے کرادوں :۔

سرپرست :۔ راجہ سومیشور راؤ صاحب والی اسٹیٹ دوم کنڈہ
و داماد مہارانی صاحبہ اسٹیٹ

نائب سرپرست :۔ راجہ سردار ریڈی صاحب کپتان مہارانی صاحبہ اسٹیٹ
مولوی سید فائق حسین صاحب اول تعلقدار
〃 محمد علی خاں صاحب اول مددگار مال۔
〃 بشیر اللہ صاحب دوم 〃 〃
مسٹر شیشش ریڈی صاحب منصف
پنڈت گنڈے راؤ صاحب ناظم عدالت ضلع

یہ حضرات ضلع کے معزز عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اس ادارہ سے اپنی پوری عقیدت مندی کا اظہار فرما رہے تھے۔ راجہ صاحب امتحان میں اول آنے والے طلبہ کو تمغے عطا کرتے ہیں۔ تاکہ ادبیات اُردو کی طرف ان کی زیادہ توجہ اور دلچسپی برقرار رہے۔ راجہ صاحب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

جناب اول مددگار صاحب ضلع نے اپنے ماتحتین کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ جب تک وہ ادارۂ ادبیات اُردو کا امتحان کامیاب کرکے سند حاصل نہ کرلیں اس وقت تک ان کی ترقیاں مسدود سمجھی جائیں گی اور ان کے ساتھ کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا۔

جناب دوم مددگار رمال نے دوران امتحان میں ایک وقت ہال میں تشریف لاکر اپنی علمی دلچسپی کا ثبوت دیا۔

عدالت کے معزز عہدہ دار جن کی دلچسپی ادارہ سے کسی طرح کم نہیں تعطیلات ہونے کی وجہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ مجھے ان سے ملاقات کا موقع نہ ملا۔ جناب اول تعلقدار صاحب بہ حیثیت مجموعی ہمارے شکریہ کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ صاحب موصوف نے مجھے اپنے ساتھ ٹھیرا کر اور میری ساری ضروریات کا خیال فرما کر ادارہ کا حق دوستی ہی ادا نہیں کیا بلکہ امتحانی سوالات کا ایک ایک پرچہ مجھ سے مانگ کر اپنی بے پناہ علمدوستی کا اظہار کیا۔ انھوں نے ان پرچہ جات کو پڑھ کر خوشنودی کا اظہار کرکے اپنے ملنے جلنے والوں سے اس ادارہ کے معیاری سوالات کے متعلق تعریف کی۔ مجھے اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ انھوں نے بطور یادداشت کے امتحانی سوالات کی ایک ایک نقل اپنے فائل میں رکھ لی ہے تاکہ ہمیشہ یادگار رہے اور مجھ سے کہا ہے کہ میں ادارہ کے جملہ عہدہ داروں اور بالخصوص اس کے سرگرم کارکن ڈاکٹر زور صاحب کو ان کی دیرینہ عقیدت مندی کا سلام پہنچا دوں۔

حکیم منصور علی صاحب وکیل ناگر کرنول کی محبت اس ادارے کے ساتھ عشق کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ صاحب موصوف ہر سال اپنے خاندان کے کسی نہ کسی امیدوار کو ادارہ کے امتحان میں شریک کراتے ہیں اس سال بھی انھوں نے اپنی ایک لڑکی کو گدوال مرکز سے شریک کردیا اور دوسرے خاندان کی لڑکیوں کو حیدرآباد مرکز سے شریک کراکے اپنے تعلق کا بین ثبوت دیا۔ مجھے یہ بھی سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ وکیل صاحب کسی باہر کی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل بھی ہیں لیکن اس کے باوجود گزشتہ سال انھوں نے خود بھی ادارہ کے امتحان میں شریک ہو کر کامیابی حاصل کی ہے ان کے اس شوق سے بے حد متاثر ہوا۔ میں اپنی انتہائی مسرت کا اظہار ادارہ کی ہر دل عزیزی پر کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ ادارۂ ادبیات اُردو عزیز سے عزیز تر ہوتا جائے گا۔ ادارہ قابلِ مبارکباد ہے جو اس نے قلیل عرصہ میں ملک کے طول و عرض میں ایسے عزیز ترین بہی خواہ اور علم دوست حضرات پیدا کر لئے ہیں۔

میں اپنی رپورٹ ختم کرنے سے بیشتر گدوال کے ان نوجوان جوشیلے کارکنوں کو کبھی نہیں بھول سکتا جن کی خاموش طبیعت بے لاگ محبت آہستہ آہستہ یہاں کے ہر انسان کو ادارۂ ادبیات اُردو کا ہمدرد بنانے میں ہمہ تن منہمک ہے۔ گدوال میں ادارۂ ادبیاتِ اُردو کی شاخ کے جو کارکن ہیں ان حضرات کا نام بنام تعارف کرانا میں زیادہ مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ہر کارکن کی کوشش دوسرے سے کم نہیں اور بہ حیثیت مجموعی ہر کارکن ادارہ کا پرچار اپنوں اور غیروں میں کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہے۔ یہاں ایک کتب خانہ شرقیہ بھی ہے جس کے بانی معتمد صاحب ادارہ ہیں۔ جس میں مختلف رسائل و اخبارات اُردو و انگریزی آتے ہیں۔ دو تین سو کتابیں ہیں جو مشتمل ہیں انگریزی، اُردو، فارسی و عربی پر مجھے کتب خانہ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ صبح چھ بجے سے لے کر شام کے (۸) بجے تک کھلا رہتا ہے۔ ہر علم دوست اس بے بہا دولت سے سیراب ہوتا ہے اس کتب خانہ کے بانی اور ان کے شرکا کار وہ ہستیاں ہیں جو آج ادارہ کی ہر آواز پر پیش پیش نظر آتی ہیں ان کی پیشانیوں پر ادارہ کی بے لوث محبت کندہ ہے۔

میں جناب مولوی سید حسین صاحب معتمد گدوال کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ صاحب موصوف نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود میری ہر طرح سے مدد کی۔ ان کی فرشتہ صفت سیرت اور معصوم طبیعت نے میرے دل میں ان کے متعلق

بہترین جذبات پیدا کئے ہیں۔ مولوی صاحب کو ادارۂ ادبیات اُردو کا بہترین دوست، بہی خواہ اور خاموش کارکن سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب کی خواہش ہے کہ ادارۂ ادبیات اُردو دائمی طور پر گلبرگہ کو اپنا مرکز قرار دے۔

سید محی الدین احمد

مرکز گلبرگہ شریف

۷ر بہمن ۱۳۵۲ ف شب کے ۲ بجے گلبرگہ پہونچا۔ اسٹیشن پر مولوی نصیر الدین صاحب نظامی و مسٹر مسعود انصاری موجود تھے۔ مولوی علی الدین صاحب انصاری وکیل ہائی کورٹ کے دولت خانہ پر میرے قیام و طعام کا انتظام تھا۔ جہاں مجھے آرام و اطمینان رہا۔

امتحان میں مولوی نصیر الدین صاحب نظامی و مخیر حضرات کے اشتراک عمل سے مناسب نگرانی رہی۔ طبقہ اناث کی نگرانی، سواری و پردہ کا اچھا انتظام رہا۔ کوئی بات قابل شکایت پیش نہ آئی۔

محمد عبد الواحد

مرکز نظام آباد

۷ر بہمن ۱۳۵۲ ف شب کے ۱۱ بجے نظام آباد پہونچا اور ڈاک بنگلے میں مقیم رہا۔ ۸ر بہمن ۱۳۵۲ ف کو مولوی غلام احمد صاحب وکیل کے مکان پر اپنے آنے کی اطلاع دینے گیا۔ معتمد صاحب ادارہ، نظام آباد سے ملاقات ہوئی۔ وکیل صاحب موصوف کی ہمراہی میں وقت مقررہ پر مدرسہ فوقانیہ نظام آباد گیا جہاں امتحان کا انتظام کیا گیا تھا۔ امتحان گاہ میں پہلے دن مولوی مولوی محمد حسین خاں صاحب معتمد ادارہ نظام آباد کے علاوہ مولوی غلام احمد صاحب وکیل و مسٹر کاشی ناتھ راؤ کمیال کر وکیل اور مولوی اعجاز اللہ خاں صاحب اول مددگار مدرسہ فوقانیہ نظام آباد و محمود عالم صاحب نائب معتمد ادارہ تشریف لاکر بہت دیر تک ٹھیرے رہے اور امتحانات سے متعلق اپنی دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے۔ معتمد صاحب شاخ مقامی آخر وقت تک ٹھیرے رہے۔ دوسرے دن اُردو دانی کے امتحان میں ۱۸ طالبات تھیں، ان کے امتحان کے جملہ انتظامات مولوی غلام احمد صاحب وکیل و مولوی حسین خاں صاحب معتمد شاخ مقامی نے بڑی محنت و دلچسپی کے ساتھ نہایت عمدہ طریقے پر فرمائے تھے۔ طالبات کی نگرانی کے لئے مولوی غلام احمد صاحب وکیل نے اپنی ذاتی دلچسپی اور کوشش کو کام میں لاکر محل مولوی ابو طاہر عبد القادر سول سرجن نظام آباد و مسز ڈاکٹر کلکرنی و محل مسٹر تاج عالم صاحب مہتمم پولیس کو امتحان گاہ تک تشریف لانے کی زحمت دی تھی۔ محل مولوی ابو طاہر عبد القادر صاحب نے متذکرہ صدر تین خواتین کی مدد سے اردو دانی کے امتحان کی نگرانی فرمائی اور ان کا زبانی امتحان بھی لیا۔ پردہ کا معقول انتظام تھا۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر میں اس کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں کہ امسال مولوی غلام احمد صاحب کی ذاتی سعی و کوشش اور دلچسپی کی بدولت اُردو دانی کے امتحان اناث میں اکثریت ایسی ہندو طالبات کی تھی جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔ طالبات نے نہایت خوشی سے امتحان دیا۔ اس خصوص میں مسٹر کاشی ناتھ راؤ کمیال کر وکیل بھی غلام احمد صاحب کی اس کوشش میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ اُردو دانی کے جملہ امیدواران اناث و ذکور کو مولوی حسین خاں صاحب نے خاص طور پر بڑی محنت سے تعلیم دے کر امتحان میں شرکت کے قابل بنایا تھا جس کے لئے ادارہ کو ان کا خاص طور پر مشکور ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظام آباد میں ادارہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے صاحب موصوف کا وجود نہایت غنیمت ہے۔ ان کی ذاتی دلچسپی، محنت، کام کرنے کی امنگ اور خدمت کرنے کا جذبہ نوجوانوں کے لئے قابل رشک ہے اور ایسے مخلص اور سرگرم کارکن ادارہ کی خوش قسمتی کا باعث ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب وکیل کی رہنمائی۔ دلچسپی و ہمدردانہ مشورے قابل ذکر ہیں۔ موصوف نظام آباد کی ایک ذی اثر، علم دوست اور ہردلعزیز ہستی ہیں۔ ادارہ کے مقاصد کی تکمیل اور اشاعت میں وہ خاص طور پر دلچسپی لیتے اور معتمد صاحب مقامی کی رہنمائی و امداد فرمایا کرتے ہیں۔ توقع ہے کہ آئندہ سال نظام آباد مرکز سے زیادہ

تعداد میں امیدوار شریک امتحان ہوں گے۔

سید عبد الفتاح

مرکز دیگلور | مولوی عارف الدین حسن صاحب رفیق ادارہ (جن کے شغف سے ہی یہ مرکز قائم ہوا) کے ہمراہ ۷ ربہمن ۱۳۵۲ف بروز شنبہ رات کی ٹرین سے ۱۱½ بجے اورنگ آباد سے دیگلور پہونچا۔ مندرجۂ ذیل احباب نے اسٹیشن پر خیر مقدم فرمایا :۔

مولوی میر حسن علی صاحب صدر ادارہ شاخ دیگلور وظیفہ یاب این کروڑگیری۔ مولوی عیسیٰ خاں صاحب وکیل۔ مولوی بدر الدین صاحب تحصیل دار اول الذکر ادارہ کی اس شاخ کے کہنہ سال لیکن جوان ہمت کارکن ہیں۔ موصوف اور مولوی نصیر الدین صاحب ہزری منصف کی گہری دلچسپی سے مدرسہ وسطانیہ کی عمارت میں نشستوں کا اطمینان بخش انتظام تھا۔ نشستوں کے تمام ضروری جدول عمارت کے ضروری خاکہ کے ساتھ خوش اسلوبی سے تیار تھے۔ جن پر ایک نظر ڈالتے ہی پورا نقشہ ذہن میں آجاتا تھا۔

۸ ربہمن کو مولوی عارف الدین حسن صاحب کی معیت میں قبل از وقت مدرسہ پہونچا۔ ٹھیک وقت پر یعنی ۹-۵۰ پر پہلی گھنٹی ہوئی۔ حسب ہدایات صدر ادارہ ضروری پرچوں کے بنڈل کھلوائے اور بروقت تقسیم عمل میں آئی۔

بعض شرکا ء ۱۰، ۱۵ منٹ دیر سے پہونچے۔ شرکاء کی تعداد حسب ذیل تھی :۔

(i) امتحان اردو عالم اناث (۲) ۔ دونوں حاضر تھے۔
(ii) ،، ،، ذکور (۱۴) ۔ جن میں سے ۱۱ حاضر اور ۳ غیر حاضر۔
(iii) ،، خوش نویسی (۱) ۔ حاضر۔

اناث کے لئے مدرسہ کی عمارت کا ایک منفصلہ کونا قاناتوں سے الگ کرلیا گیا تھا۔ صدر معلمہ صاحبہ مدرسہ اناث اس حصہ کی صدر نگران تھیں۔ ان کے علاوہ ایک اور خاتون مددگار نگران۔ انتظام اطمینان بخش تھا۔

حسن اتفاق سے مہتمم صاحب تعلیمات (مولوی مہدی حسن صاحب زبیری) بھی آ پہونچ گئے انتظامات کا معائنہ کیا۔

دوسرا پرچہ پروگرام کے مطابق بروقت شروع ہوا۔ انتظامات اطمینان بخش تھے۔

۹ ربہمن کو بروقت تمام امتحانات شروع ہوئے۔ آج شرکاء کی تعداد زیادہ تھی کیونکہ اردو عالم، اردو دانی اور زبان دانی کے آج تین امتحان تھے۔ امتحان زبان دانی میں ایک شریک مسمی سعید عمر ۳۲ سالہ چپراسی عدالت ایک گھنٹہ دیر سے آیا آدمی غریب اور شوقین معلوم ہوتا تھا۔ قسمیں کھائیں کہ کسی سے نہیں ملا۔ اس حصہ کے ۸ شریک تھے جس میں سے باقی کے سات اس وقت تک کمرہ ہی میں موجود تھے۔ اس لئے مسمی سعید کو اجازت دی گئی۔ لیکن جوابی بیاض پر نوٹ دے دیا گیا کہ ادارہ چاہے اس کی جانچ کرائے یا نہ کرائے۔

چونکہ تعلیم بالغان سے بھی اس امتحان کا تعلق ہے اس لئے تشویق اور مصلحت کے مدنظر اجازت دی گئی۔

۱۰ ربہمن کو زبان دانی کا زبانی اور اردو عالم کا تیسرا اور آخری پرچہ تھا۔ بروقت تمام امتحانات حسن و خوبی سے ختم ہوئے۔

۱ تا ۲ تمام شرکاء (معہ شرکاء اناث) کو شاخ ادارہ نے جمع کیا۔ مقامی معززین و وکلا بھی تھے۔ جناب مولوی نصیر الدین صاحب منصف اور جناب مولوی عیسیٰ خاں صاحب اور ایک ہندو شریک نے تقاریر کیں۔ راقم نے آخر میں ادارہ کے مقاصد پر چند منٹ روشنی ڈالنے کے بعد شاخ ادارہ کے حسن انتظام اور معاونین کی کارگزاری کی داد دیتے ہوئے ادارہ کی جانب سے شکریہ ادا کیا۔

محمد شرف الدین

مرکز ہمناباد | میں بتاریخ ۷ ربہمن ۱۳۵۲ف بروز شنبہ صبح ۱۰½ بجے بذریعۂ ریل نام پلی اسٹیشن سے روانہ ہوا۔ کچھ فاصلہ ریل کے ذریعہ اور کچھ فاصلہ بس کے ذریعہ طے کرکے اسی روز رات میں ۹ بجے ہمناباد

پہونچ گیا اور بمکان مولوی سید اسمٰعیل صاحب وکیل ہائی کورٹ صدر شاخ ہمناباد قیام کیا جہاں قیام و طعام کا انتظام بہت اچھا تھا۔ دوسرے دن سے حسب پروگرام امتحانات ہوئے۔

مرکز نسواں کی نگران کار جناب محترمہ قمرالنساء بیگم صاحبہ دختر جناب ڈاکٹر محمد داؤد خاں صاحب میڈیکل افسر دواخانہ ہمناباد تھیں جن کی نگرانی میں اردو دانی کے تحریری و تقریری امتحانات بھی لئے گئے۔

ذکور کے لئے مولوی سید اسمٰعیل صاحب وکیل ہائی کورٹ صدر مرکز ہمناباد کا مکان مرکز مقرر کیا گیا تھا۔ اردو عالم کے امیدوار منصف کچہری و تحصیل کچہری کے سررشتہ دار و صیغہ دار اور اہل کار تھے۔

مولوی محمد جمال خاں صاحب غوری منصف ہمناباد نے اپنا قیمتی وقت اور تعطیلات امتحان کی نگرانی میں صرف کئے تین روز تک مسلسل امتحانگاہ میں صبح و دوپہر ٹھیک وقت پر تشریف لاتے تھے اور بعد برخاست امتحان تشریف لے جاتے تھے۔ زبانی امتحانات میں خود ہی سوالات مندرجہ پرچہ جات پوچھتے تھے۔ جناب نے یہ بھی فرمایا کہ آئندہ سال اس مرکز سے سو ڈیڑھ سو امیدواروں کو شریک کراؤں گا۔ یہ پہلا وقت ہے اس لئے خاطر خواہ کوشش نہ ہو سکی۔

رعایا کی ایک درخواست ہے کہ امتحانات سال میں ایک دفعہ لینے کے بجائے دو دفعہ لئے جائیں تو ہمارے لئے بے حد مفید ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ان کی درخواست منسلک ہذا ہے۔

شیشنیا

مرکز ہنگولی میں ۷ رمہر یوم شنبہ کی صبح ہنگولی پہونچا۔ معتمد صاحب شاخ سے ملاقات ہوئی۔ معتمد صاحب نے تمام انتظامات مکمل کر دئے تھے۔ مقامی مدرسہ کے اساتذہ صاحبان کو بھی نگرانی کے لئے زحمت دی گئی تھی۔ مرکز نسواں کا انتظام جناب قمرالنساء بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ تحتانیہ نسواں کے تفویض کیا گیا تھا۔

نگرکار اور کارکنان ادارہ کی خواہش ہے کہ یہ امتحانات بجائے مہر کے تیر کے اواخر میں ہوا کریں کیونکہ وہ تیر کی چھٹیوں میں تعلیم دے سکیں گے۔ اور زیادہ سے زیادہ طلبہ کو شریک امتحان کر سکیں گے۔

نیز بارش اور کچے راستوں کی خرابی کی وجہ سے عبور و مرور میں جو بے حد دشواریاں پیش آتی ہیں ان سے وہ محفوظ رہیں گے۔ مثلاً ہنگولی سے قریب کے دیہات کے اکثر شرکا نے بربھنی کو اپنا مرکز منتخب کیا تھا۔ حالانکہ ہنگولی قریب ترین مقام تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دیہات سے پربھنی تک لبس کے ذریعہ سفر کیا جا سکتا تھا اور ہنگولی تک بنڈی یا پیدل سفر کرنا ہوتا تھا۔ راستے میں دو ندیاں بھی ملتی ہیں اگر بارش ہو جائے تو ان کا عبور کرنا اور مشکل ہو جاتا ہے ان دقتوں کے باعث اور بالخصوص درس و تدریس کی سہولت کے لئے مناسب یہی ہے کہ تیر کے اواخر میں یہ امتحانات لئے جائیں۔

مقامی عہدہ داروں سے کلب میں روزانہ گفتگو کا موقع ملتا رہا۔ ادارہ سے ان کی دلچسپی قابل تشکر ہے۔ کلب میں بھی ادارہ کے امتحانات کو تسلیم کئے جانے کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

صدر شاخ جناب نجم الدین صاحب انصاری اور ان کی بیگم صاحبہ ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جناب نجم الدین صاحب کو ادارہ سے گہری دلچسپی اور محبت ہے وہ اس کام کو آگے بڑھانے میں نمایاں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ روزانہ امتحان میں بھی آپ دوسرے عہدہ داروں کے ساتھ تشریف لا کر انہیں ادارہ کے کاموں سے تفصیلی طور پر واقف کروایا۔

جناب محمد عثمان خاں صاحب کمالی معتمد شاخ کا شکریہ کسی طرح بھی ادا نہیں کیا جا سکتا یہ تقریباً تمام اخراجات ادارہ اپنی ذات سے ادا کرتے ہیں۔ ادارہ کا دفتر بھی انہی کے گھر میں ہے ایک چھوٹا سا کتب خانہ اور دارالمطالعہ بھی دفتر ہی کے ساتھ ہے ان کی کوشش اس چھوٹے سے تعلقہ میں قابل تحسین ہے۔ ان کے علاوہ

جناب شیخ عبداللہ صاحب مدرس و مصطفیٰ خاں صاحب طالب کی مساعی بھی شکریہ کے لائق ہیں ۔

میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ ادارہ کے اس ٹھوس اور خاموش کام کو دیکھ سکا جو ملک میں ذہنی انقلاب کی تعمیر میں مصروف اور علم و ادب کا صحیح ذوق پیدا کر رہا ہے ۔

محبوب حسین جگر

مرکز بسمت ذکور کے امتحان کے لئے کلب میں انتظام کیا گیا تھا اور اناث کے لئے مدرسہ نسواں میں ۔

میں نو بجے کلب پہنچا مولوی عبدالحی صاحب منصف مصروف انتظام تھے میز اور کرسیاں بچھا دی گئی تھیں ۔ وقت پر پرچہ کھولا گیا اور تقسیم کیا گیا ۔ جملہ امیدواران امتحان میرے سامنے تھے اور دوسرے نگران کار کی ضرورت نہیں تھی تاہم بھی محاسب صاحب تحصیل اور سررشتہ دار صاحب عدالت منصفی نے میرا بہت ہاتھ بٹایا ۔ منصف صاحب تشریف لے گئے اور تحصیل دار صاحب تشریف لائے اور بہت دیر تک موجود رہے ۔ دو روز امتحان ادارہ کے مقررہ اوقات پر لیا گیا لیکن تیسرے دن چونکہ گاڑی ایک بجے نکلتی تھی اس لئے امتحان کا وقت ۸ تا ۱۱ مقرر کیا گیا تھا امیدوار بر وقت آئے اور پرچہ بھی تقسیم کر دیا گیا ۔ منصف صاحب اور تحصیل دار صاحب بھی تشریف لائے تھے اور آخر تک ٹھیرے رہے ۔ پرچوں پر مہریں وغیرہ لگانے کے بعد منصف صاحب اور دیگر حضرات نے ہمیں خدا حافظ کہا ۔ بیگم فرید مرزا صاحب نے نگرانی کے فرائض انجام دئے ۔ معلوم ہوا کہ منصف صاحب اور تحصیلدار صاحب ہی کی کوششیں تھیں کہ بسمت اب کی دفعہ مرکز قرار پایا ۔ اناث میں نور النساء بیگم صاحبہ اور سعید النساء بیگم صاحبہ معلمات مدرسہ نے کوشش کی اور مولوی مظہر الدین صاحب نے ان کا ہاتھ بٹایا ۔ انھیں کی سعی تھی کہ چالیس لڑکیاں اردو دانی کے امتحان میں شریک رہیں ۔

اکبر

شاخ اورنگ آباد ۱۳۵۴ف کے لئے شاخ ادارۂ ادبیات اُردو اورنگ آباد کی مجلس انتظامی کے لئے حسب ذیل اصحاب عہدہ دار و ارکان منتخب ہوئے ۔

۱ ۔ مولوی ساجد علی صاحب صدر مہتمم تعلیمات .... صدر
۲ ۔ رائے چھوٹے لال صاحب .... نائب صدر
۳ ۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب منتظم محکمۂ صوبہ داری .... معتمد عمومی
۴ ۔ غازی معین الدین صاحب وکیل .... معتمد امتحانات
۵ ۔ مولوی عبداللہ صاحب قریشی .... معتمد دارالمطالعہ
۶ ۔ " عارف الدین حسن صاحب دوم تعلقدار .... خازن
۷ ۔ " محمد ابراہیم صاحب لکچرار .... رکن
۸ ۔ " مہدی حسن صاحب زبیری مہتمم تعلیمات "
۹ ۔ " شرف الدین صاحب صدر مدرس وسطانیہ "
۱۰ ۔ " ولی محمد خاں صاحب مددگار اورنگ آباد کالج "

شاخ کلیانی مجلس انتظامی کا ایک اجلاس بتاریخ ۲۱ر آذر ۱۳۵۴ف بمقام رحمت منزل منعقد ہوا ۔ حسب ذیل اصحاب نے شرکت کی مولوی محمد عطاء اللہ صاحب معتمد ۔ مسٹر ترلی راؤ صاحب بی اے رکن ۔ مولوی مرزا محمد بیگ صاحب معتمد شعبۂ تقریر ۔ مولوی سید تاج الدین صاحب منشی فاضل نائب معتمد شعبۂ تقریر ۔ مولوی محمد علی خاں صاحب معتمد شعبہ طلبہ ۔ محمد عبدالرحمٰن نائب معتمد شعبۂ طلبہ ۔ دیگر اراکین شعبۂ طلبہ نے بھی جلسہ میں شرکت کی ۔ حسب ذیل امور طے پائے ۔

۱ ۔ چونکہ مولوی حیدر الدین صاحب منتظم دارالمطالعہ لا کلاس کی شرکت کے لئے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہیں اس لئے دارالمطالعہ کے انتظام کے لئے کسی منتظم کا انتخاب ضروری ہے چنانچہ باتفاق آرا مولوی میر احمد علی صاحب دار و غہ ابکاری کو منتظم منتخب کیا گیا موصوف نے بھی اس خدمت کی انجام دہی کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ۔

۲ ۔ طے پایا کہ اخبارات کے فائل سنین گزشتہ اس کثرت کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں کہ ان کی حفاظت ممکن نہیں اس لئے ان کو فروخت کر دیا جائے ۔

اردو امتحانات کے چار سالہ نتائج

ذیل کے تختے سے اردو امتحانات (۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۳ء) کے شرکاء اور کامیاب امیدواروں کی تعداد ظاہر ہوتی ہے

سنہ	اردو دانی					اردو زبان دانی					اردو عالم					اردو فاضل					خوش نویسی				
	تعداد امیدواران	حاضر	کامیاب			تعداد امیدواران	حاضر	کامیاب			تعداد امیدواران	حاضر	کامیاب			تعداد امیدواران	حاضر	کامیاب			تعداد امیدواران	حاضر	کامیاب		
			معمولی	امتیاز	میزان			معمولی	امتیاز	میزان			معمولی	امتیاز	میزان			معمولی	امتیاز	میزان			معمولی	امتیاز	میزان
۱۹۴۰ء	۱۳۵	۱۳۴	۱۰۵	۲۳	۱۲۸	-	-	•	•	•	۷۴	۶۸	۳۹	۵	۴۴	۱۱	۱۱	۴	۲	۶	۹	۹	۵	•	۵
۱۹۴۱ء	۴۳۵	۳۴۳	۲۰۸	۱۰۹	۳۱۷	•	•	•	•	•	۱۱۵	۹۹	۵۳	۱۲	۶۵	۸۵	۴۷	۳۴	۲	۳۶	۲۲	۱۹	۱۱	•	۱۱
۱۹۴۲ء	۱۱۳۹	۷۱۸	۴۸۶	۱۶۷	۶۵۳	۲۲۴	۱۹۴	۵۵	۴۱	۹۶	۱۹۵	۱۸۰	۸۱	۱۹	۱۰۰	۵۵	۴۹	۳۱	۳	۳۴	۸	۷	۲	•	۲
۱۹۴۳ء	۸۹۵	۷۴۸	۴۱۰	۲۲۲	۶۳۲	۴۰۰	۳۳۵	۱۳۲	۶۹	۲۰۱	۳۵۶	۲۱۳	۷۸	۲۲	۱۰۰	۳۱	۲۷	۱۳	۴	۱۷	۱۷	۱۴	۷	•	۷

ذیل کے تختے سے اردو امتحانات (۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۳ء) کے کامیاب امیدواروں کی درجہ وار تفصیل واضح ہوتی ہے

سنہ	اردو دانی		اردو زبان دانی			اردو عالم			اردو فاضل			خوش نویسی			کل تعداد کامیاب امیدواران	کل تعداد حاضر امیدواران	فیصد کامیابی
	باامتیاز	معمولی	اول	دوم	سوم	اول	دوم	سوم	اول	دوم	سوم	اول	دوم	سوم			
۱۹۴۰ء	۱۵	۱۱۳	•	-	-	۳	۲۷	۱۴	•	۳	۳	۱	۱	۳	۱۸۳	۲۲۲	۸۲
۱۹۴۱ء	۷۸	۲۳۹	•	-	•	۱	۲۴	۴۰	•	۱۴	۲۲	۴	۲	۵	۴۲۹	۵۰۸	۸۴
۱۹۴۲ء	۱۷۰	۴۸۳	۲	۱۵	۷۹	۴	۴۶	۵۰	۲	۱۴	۱۸	•	•	۲	۸۸۵	۱۱۴۸	۷۷
۱۹۴۳ء	۱۶۹	۴۶۳	-	۶۳	۱۳۸	۱	۳۴	۶۵	-	۴	۱۳	•	۲	۵	۹۵۷	۱۳۳۷	۷۲

مجلس انتظامی اُردو امتحانات

اُردو امتحانات کی مجلس انتظامی کا اجلاس بتاریخ ۳ ؍ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۷ آبان ۱۳۵۲ف صبح ۹ بجے محکمۂ نظامت تعلیمات میں منعقد ہوا۔ حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی۔

۱۔ مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے (کنٹب) صدر مجلس۔
۲۔ " نصیرالدین ہاشمی صاحب
۳۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ
۴۔ خواجہ حمیدالدین شاہدؔ مہتمم ادارہ

مولوی سید محمد صاحب معتمد مجلس نے بوجہ علالت اور مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی نے بوجہ سفر بحوالۂ شرکت سے معذرت کی اطلاع دی۔

۱۔ طے پایا کہ امتحان اردو فاضل بابت ۱۹۴۴ء و ۱۹۴۵ء مطابق ۱۳۵۳ف و ۱۳۵۴ف کے پرچۂ پنجم (اختیاری مصنف) کے لئے حسب ذیل دو مصنفوں کا اعلان کیا جائے۔

(۱) پریم چند (۲) حالی

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب کی رپورٹ امتحان کی مندرجہ تحریک پیش ہوئی کہ:۔

"اردو دانی اور اردو زبان دانی کے زبانی امتحان کے لئے ۱۰۰ کی بجائے ۵۰ نشانات مقرر کئے جائیں۔"

بعد غور و خوض طے پایا کہ اُردو دانی اور اُردو زبان دانی کے زبانی امتحان کے سلسلے میں آئندہ ہر ممتحن کو ہدایت کی جائے کہ پرچۂ نشانات پر ہر سوال کے نمبر درج ہوں۔ اور زبان اور مواد کے لحاظ سے بھی نمبروں کا اندراج عمل میں آئے۔

۳۔ آئندہ سال سے ہر ضلع کے مہتمم تعلیمات یا مدارس فوقانیہ و وسطانیہ کے صدر مدرسین کو صدر نگران کار امتحانات اور زبانی امتحان کا ممتحن بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلے میں بہ اشد ضرورت مزید تفصیلات پر ذیلی کمیٹی غور کرے۔

۴۔ اردو امتحانات کے نصاب کی تبدیلیوں سے متعلق صدر صاحب مجلس ناظم صاحب تعلیمات سے تبادلۂ خیال کے بعد ذیلی مجلس کو توجہ دلائیں گے۔

۵۔ امتحانات اُردو فاضل، اُردو عالم، اُردو زبان دانی، اُردو دانی اور خوش نویسی کے نتائج بابت ۱۳۵۲ف م ۱۹۴۳ء پیش کئے گئے اور زیر غور امیدواروں کے نمبروں پر غور کیا گیا۔

۶۔ ممتحنین کی رپورٹیں پیش ہوئیں اور طے پایا کہ ذیلی مجلس ان پر غور کرے۔

۷۔ اُردو دانی کا ماہ ڈسمبر میں دوسرا امتحان لینے کی منظوری دی گئی۔

۸۔ چونکہ مولوی کمال رضا صاحب رکن مجلس کا تبادلہ ورنگل پر عمل میں آچکا ہے اس لئے ان کی جگہ نئے رکن کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور باتفاق طے پایا کہ مولوی محمد عالم صاحب مددگار معتمد مجلس تعلیم ثانوی کو مجلس انتظامی کا رکن منتخب کیا جائے۔

اجلاس دس بجے برخاست ہوا۔

اطلاع

جنوری ۱۹۴۴ء میں ادارہ کی گزشتہ سال کی علمی و ادبی سرگرمیوں کی مکمل رپورٹ شائع ہوگی۔

مہتمم ادارہ

مجلس انتظامی ادارہ

ادارۂ ادبیات اردو کی مجلس انتظامی کا اجلاس دوشنبہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۱۲ آذر ۱۳۵۳ف شام کے پانچ بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا۔

حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی: ۔

نواب لیاقت جنگ بہادر معتمد فینانس و نائب صدر ادارہ ۔
" معین نواز جنگ بہادر معتمد سیاسیات و باب حکومت ... رکن
مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے۔ ناظم تعلیمات .... "
" عبد المجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ایل ایل بی ...... "
" نصیر الدین صاحب ہاشمی .... "
ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ .... معتمد اعزازی

مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے نے بذریعۂ تحریر عدم شرکت کی معذرت چاہی ۔

(۱) گزشتہ اجلاس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی اور اس کی توثیق عمل میں آئی ۔

(۲) نواب لیاقت جنگ بہادر نائب صدر ادارہ اور نواب معین نواز جنگ بہادر رکن مجلس انتظامی ادارہ کی سرفرازی شاہانہ اور خطاب یابی پر معتمد نے منجانب ادارہ تحریک تہنیت پیش کی اور پھول پہنائے۔

(۳) مولوی سید محمد اعظم صاحب رکن مجلس انتظامی کے نظامت تعلیمات پر مستقل ہونے کی مسرت میں نواب لیاقت جنگ بہادر صدر اجلاس نے منجانب ادارہ تحریک تہنیت پیش کی اور صاحب موصوف کو منجانب ادارہ پھول پہنائے گئے ۔

(۴) مولوی عبد القادر صدیقی مؤسس ادارہ کی وفات کی وجہ سے مجلس انتظامی میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس پر باتفاق آرا نواب زین یار جنگ بہادر چیف آرکیٹکٹ سرکار عالی و نائب صدر مجلس عمارت ادارۂ ادبیات اردو کا انتخاب عمل میں آیا۔

(۵) مؤسسین ادارہ کی جانشینی کے مسئلہ سے متعلق معتمد نے ایک تحریری یادداشت پیش کی جو بعد ترمیم منظور ہوئی ۔

(۶) پروفیسر عبد القادر سروری اور ڈاکٹر سید حفیظ ورما نے ادارہ کے شعبۂ زبان کی خواہش پر جو فرہنگ لسانیات مرتب کی ہے اس کی طباعت کے لئے معتمد کی تحریک پر طے پایا کہ

"یہ لغت پروفیسر سروری اپنی نگرانی میں میسور ہی میں چھپوائیں اور اس کے اخراجات کے سلسلہ میں مبلغ دو سو روپے صاحب موصوف کے یہاں ایصال کئے جائیں ۔"

(۷) ادارہ کے مختلف شعبہ جات کی مرتبہ کرائی ہوئی حسب ذیل کتب کی اشاعت کی اجازت دی گئی ۔

۱۔ تعلیم کا مسئلہ   از ڈاکٹر رضی الدین صدیقی
۲۔ زہریلے پودے   " محمد عبد السلام ایم ایس سی
۳۔ مرقع نثر   مرتبۂ عظیم الدین حشمت ایم اے
۴۔ رفیق اردو داں   " مرزا عصمت اللہ بیگ
۵۔ مسئلہ تعلیم بالغاں   از زاہد حسین بی اے۔ ایم ایڈ

(۸) شعبہ جات ادارہ میں تبدیلی سے متعلق "مجلس معتمدین شعبہ جات" کی تحریکات شریک ایجنڈا تھیں اور ان کے متعلق طے پایا کہ آئندہ اجلاس میں غور کیا جائے گا ۔

(۹) اراضی قلعۂ گولکنڈہ پر حصول قبضہ کی معتمد نے اطلاع دی جس کے متعلق صدر صاحب مجلس کی یہ تحریک منظور ہوئی کہ

"اس کامیابی اور ادارہ کے لئے جائداد حاصل کرنے میں معتمد صاحب اعزازی نے جو کامیاب کوشش کی ہے اس کے لئے منجانب ادارہ ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ اس زمین پر ادارہ کی طرف سے ایک تاریخی نمائش گھر اور ایک ایکڑ زمین پر قلعۂ گولکنڈہ کا نمونہ نواب زین یار جنگ بہادر کی نگرانی میں

بنانے کا تصفیہ کیا گیا "

(۱۰) ادارہ کے لئے عارضی اور مستقل عمارتوں کی فراہمی میں اس وقت تک جو کارروائی ہوئی ہے معتمد ادارہ نے اس کی وضاحت کی۔

اور اس سلسلے میں طے پایا کہ اگر وہ سرکاری مکان جس میں اب علی برادرس کا ہراج خانہ ہے ادارہ کو کرایہ پر حاصل ہو جائے تو اس میں ادارہ کی منتقلی عمل میں آئے۔

اقتباس رپورٹ شاخ کلیانی

جس کو بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء معتمد شاخ نے جلسۂ تقسیم اسناد بابتہ ۱۹۴۲ء میں پڑھ کر سنایا۔

کلیانی میں ادارۂ ادبیات اُردو کی شاخ ۲۵ ۱۳۴۹ف مطابق نومبر ۱۹۳۹ء میں قائم کی گئی اس تین سال کے عرصہ میں اس نے اُردو کی خدمات میں اپنی بساط سے زیادہ حصہ لیا اُردو امتحانات کی ترویج دارالمطالعہ اور شعبۂ طلبہ کا قیام اس کی کارگزاریوں کا عملی ثبوت ہے۔

امتحانات

۱۹۴۰ء میں جب پہلے پہل امتحانات لئے گئے تو شرکاء کی تعداد صرف (۴۰) تھی مگر ۱۹۴۲ء میں یہ تعداد یکصد تک پہنچ گئی گویا یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ شاخ ہذا نے مقامی اشخاص کو امتحانات کی شرکت اور اس کی افادیت کی جانب بیش از بیش راغب کیا۔ شرکاء کو حسب ذیل اصحاب نے تعلیم دی:۔

مولوی عبدالکریم صاحب، مولوی غلام معین الدین صاحب، مولوی سید قادر صاحب

〃 منظور احمد صاحب، 〃 محبوب علی صاحب مدرس۔

اس سال امتحانات کے شرکاء کی تعداد (۱۰۰) اور کامیابوں کی تعداد بہ شمول اناث حسب تفصیل ذیل رہی۔

اُردو عالم۔ شریک (۵) کامیاب (۳)

زبان دانی۔ 〃 (۳۸) غیر حاضر (۲) کامیاب (۱۲)

اُردو دانی میں (۵۷) شریک (۵۶) کامیاب

گویا بہ حیثیت مجموعی جملہ امتحانات میں کامیابوں کی تعداد (۷۱) رہی۔

حسب سالہائے ماسبق اس سال بھی امتحانات مدرسۂ وسطانیہ اسٹیٹ کلیانی میں لئے گئے۔ مولوی عبدالحفیظ صاحب صدیقی بی ایس سی بہ حیثیت صدر نگران بلدہ سے تشریف لائے تھے اور بہ حیثیت رفیق کار مولوی عبدالصمد صاحب صدیقی بھی آپ کے ساتھ تھے مقامی نگرانوں میں حسب ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:۔

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نوری صدر مدرس (۲) مولوی عبدالکریم صاحب وکیل و شریک معتمد شاخ ہذا (۳) مولوی غلام معین الدین صاحب معین رکن تنفیذ (۴) مولوی قاضی الدین صاحب قاضی مددگار مدرس مدرسہ وسطانیہ (۵) مولوی منیرالدین صاحب منتظم دارالمطالعہ شاخ ہذا (۶) مولوی محبوب علی صاحب مدرس انجمن اسلامیہ۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ ان امتحانات سے طبقۂ اناث بھی دلچسپی لے رہا ہے۔ کلیانی میں تعلیم نسواں کا معیار بہت گرا ہوا ہے۔ ان امتحانات کے قیام نے لڑکیوں کو بھی زیور علم سے آراستہ ہونے کا موقع فراہم کرکے ایک اہم کمی کی تلافی کر دی ہے ۱۹۴۱ء میں اردو دانی میں صرف (۲) طالبات شریک تھیں مگر ۱۹۴۲ء میں یہ تعداد بڑھ کر (۱۹) تک پہنچ گئی جس کی مزید تفصیل یہ ہے:۔

اُردو زبان دانی میں شریک (۱۰) غیر حاضر (۱) کامیاب (۳)

اُردو دانی میں 〃 (۹) کامیاب (۹)

دارالمطالعہ

شاخ کے تحت ایک دارالمطالعہ قائم ہے جس سے کلیانی کی پبلک استفادہ کرتی ہے اس میں حسب ذیل اخبارات و رسائل آتے ہیں:۔

رہبر دکن، دین دنیا، سب رس، ہماری زبان

کتب کی تعداد (۱۸۳) ہے ان میں کچھ تو مرکزی ادارۂ ادبیات اُردو کی عطیہ ہیں اور کچھ مقامی علم دوست حضرات کی۔ عالیجناب نواب سید محمد جمال الدین حسین خاں بہادر دام اقبالہ والی اسٹیٹ کلیانی و سرپرست شاخ ہذا نے دارالمطالعہ کو شعرستان نامی گلدستہ مرحمت

فرماتے ہوئے اس کو باب الفیض سے یاد فرمایا دارالمطالعہ کے منتظم مولوی منیرالدین صاحب ہیں ناظرین کی تعداد سال ۱۳۵۱ف میں (۶۲۳ھ) رہی۔

شعبہ طلبہ اس شعبہ کے معتمد مولوی منظور احمد صاحب اردو عالم ہیں اس کے تحت ایک دارالتقریر قایم ہے جس میں طلبہ مختلف عنوانات پر اظہار خیال کرکے نوٹ تقریر پڑھاتے ہیں اس وقت تک کئی تقاریر ہو چکی ہیں بعض لڑکے اچھا بولنے لگے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو یہ شعبہ کلیانی میں اچھے مقرر پیدا کردے گا۔

مجلس انتظامی شاخ کلیانی کی مجلس انتظامی حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہے: ۔

معتمد۔ محمد عطاء اللہ عطار منتظم پیشی نواب صاحب کلیانی

شریک معتمد۔ مولوی عبدالکریم صاحب وکیل

منتظم دارالمطالعہ۔ مولوی منیرالدین صاحب

رکن تشہیر۔ مولوی غلام معین الدین صاحب معینؔ

رکن مراسلات۔ مولوی تمیزالدین صاحب صیغہ دار دفتر پیشی اسٹیٹ کلیانی

دیگر اراکین۔ مولوی قاضی الدین صاحب۔ مسٹر نرسل راؤ صاحب عبدالرحمن صاحب اہلکار پیشی۔

یہ امر موجب فخر ہے کہ اس شاخ کو عالیجناب نواب صاحب بہادر کی سرپرستی کی عزت حاصل ہے۔ اور قبل ازیں تقسیم اسناد کے ۲ جلسوں کی صدارت آپ نے بہ نفس نفیس فرمائی خوشی کی بات ہے کہ یہ تقریب اجلسہ بھی جناب مولوی خلیل اللہ شریف صاحب تعلقدار کی زیر صدارت منایا جارہا ہے۔ شاخ ہذا کو مولوی سید سبط نبی صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ منصف کی خصوصی ہمدردیاں بھی حاصل ہیں۔ توقع ہے کہ ہماری یہ شاخ مقامی عہدہ دار اور معززین اور علم دوست حضرات کے تعاون و توجہات سے شاہ راہ ترقی پر گامزن ہوتی جائیگی اور اس کا مستقبل ماضی سے شاندار ہوتا جائے گا۔ اللہم زد فزد

اس سال ماہ مہر میں امتحانات منعقد ہوں گے اور کلیانی کو مرکز قرار دیا جائے گا۔ علم دوستوں سے توقع ہے کہ وہ اپنے اعزہ و احباب کو ادارہ کے امتحانات میں شریک ہونے کی ترغیب دیں گے فیس کے داخلہ کی آخری تاریخ ۵ امرداد ۱۳۵۲ف ہے جو بالکل قریب آچکی ہے۔ اردو امتحانات کی ترویج ہر محب اردو کا فرض ہونا چاہئے۔

محمد عطاء اللہ

اُردو انسائیکلوپیڈیا کا کام ادارے کا یہ شعبہ خاموشی کے ساتھ مسلسل کام کرتا چلا آرہا ہے اور اس کا کام ایسا نہیں ہے جس کا نتیجہ جلد برآمد ہوسکے۔ فی الحال پہلی جلد کی طباعت کا کام دارالطبع سرکار عالی میں شروع ہو چکا ہے۔ اب تک طباعت اور کتابت کا مسئلہ پیچیدہ ثابت ہورہا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ مشکل اب آنریبل مولوی غلام محمد صاحب سی آئی ای صدرالمہام فینانس کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے حل ہوگئی ہے اور ابتدائی تقریباً پچاس صفحات کا مسودہ پریس کو جاچکا ہے اور توقع ہے کہ اوپر سویر اُردو دنیا کی یہ دیرینہ آرزو پہلی جلد کی مطبوعہ صورت میں تکمیل پاسکے گی۔

اس اثنا میں دوسری جلدوں کے متعلق ضروری کام برابر ہورہا ہے اور دقت طلب مسائل رفتہ رفتہ آسان بنتے جارہے ہیں۔

طب مغربی کے اسماء و مصطلحات کا کام عرصہ سے جاری تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب رکن دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ اس کے لئے اپنا بڑا وقت صرف کرتے رہے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ یہ کام بھی اب مکمل ہو چکا ہے۔

انجینیری کے اسماء و مصطلحات کی ترتیب و تشکیل کا کام کئی سال سے مولوی سید عارف الدین صاحب چیف انجینیر و معتمد تعمیرات سرکار عالی کے زیر نگرانی تکمیل پاتا رہا۔ اور مولوی ضیاء الدین صاحب ایم اے۔ بی ایس سی آنرز انجینیر و پروفیسر عثمانیہ انجینیرنگ کالج نے اس کام میں ادارے کا ہاتھ بٹایا۔ اور جب انجینیری کے جملہ شعبہ جات کی فہرستیں مکمل ہوچکیں تو نظر ثانی کے لئے مولوی اسداللہ صاحب متعلقہ محکمہ پی ڈبلیو ڈی سرکار عالی نے اپنا پر

بڑی محنت کے ساتھ نظر ثانی کی ۔

تعلیمیات کا کام مولوی محمد سجاد مرزا صاحب ایم اے (کینٹب) پرنسپل عثمانیہ ٹریننگ کالج کے زیر نگرانی تکمیل کو پہنچ رہا ہے ۔ اور صاحب موصوف نے مختلف اصحاب سے مقالہ نگاری کا کام بھی شروع کرا دیا ہے ۔

یونانی اور رومی دیومالا ۔ یا صنمیات کی فہرستیں مولوی خواجہ یوسف الدین صاحب ایم اے ۔ پروفیسر عثمانیہ ٹریننگ کالج نے مرتب کی تھیں جس پر پروفیسر حسین علی خاں صاحب صدر شعبۂ انگریزی دیرہ دوسط جامعۂ عثمانیہ نے نظر ثانی کر لی ہے۔

ہندو عقائد اور دیومالا کی تفصیلی فہرستیں پنڈت گنڈے راؤ صاحب ناظم سمتان گردال نے مرتب کر کے روانہ فرمائی تھی جن پر نظر ثانی کا کام قریب الختم ہے

مشاہیر سرحد سے متعلق بعض ہستیوں پر مقالہ نگاری کا ذمہ خان شاہ عالم خان صاحب ناظم تعلیمات صوبہ سرحد اپنی نگرانی میں مکمل کرا رہے ہیں ۔ اور توقع ہے کہ پہلی جلد سے متعلقہ مقالے قریب میں وصول ہو جائیں گے ۔

شعبۂ اردو انسائیکلوپیڈیا کے معتمدین مولوی فیض محمد صاحب صدیقی اور مولوی سید بادشاہ حسین صاحب لائق مبارک باد ہیں کہ ان کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں ۔

ادارے کی جدید مطبوعات پہلے اطلاع دی گئی تھی کہ ہندستانی تمدن، سچ کا جادو اور باتیں زیر طبع ہیں ۔ اس اثناء میں یہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ادارے نے باوجود کاغذ کی گرانی اور طباعت کی مشکلات کے چھپوا کر شائع کی ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے ۔

ہندستانی تمدن ۔ جلد اول یعنے قدیم ہند کی زندگی کے تمدنی محرکات ۔ از ۔ ایلنورا لوپیا ۔ ڈی فل (فرائبرگ) ریڈر تاریخ تمدن ہند جامعہ عثمانیہ ۔ صفحات ۲۴۰ ۔ قیمت ۸ ؎

اس کتاب میں حسب ذیل دس باب ہیں ۔

۱ ۔ قدیم ترین تمدن ۔ ۲ ۔ آریا اور ان کا تمدن ۔ ۳ ۔ پروہت کا تمدن ۔ ۴ ۔ روحانیت کا فلسفہ ۔ ۵ ۔ سماجی نظام کا آغاز ۔ ۶ ۔ انسان کی تہذیب ۔ ۷ ۔ سیاست اور تمدن ۔ ۸ ۔ بدھی فن کا رہبت ۔ ۹ ۔ دنیادار عقیدت مند انسان اور اس کا زمانہ ۔ ۱۰ ۔ تمدن کا احیاء ۔

سچ کا جادو ۔ ایک تعلیمی و اخلاقی سبق آموز ڈراما ۔ از علی بن عبد الجیب الحضرمی صاحب مدرس مدرسۂ فوقانیہ نرمل ۔ صفحات ۷۴ قیمت ۴ر

اس میں گیارہ مناظر ہیں جن میں ایک طالب علم کی سچائی اور اس کی وجہ سے زندگی میں کامیابی دکھائی گئی ہے ۔ یہ کتاب ادارے کی مجلس ادبیات اطفال کی طرف سے شائع ہوئی ہے ۔

باتیں ۔ از مولوی شجاع احمد صاحب قائد صفحات ۴۸ قیمت ۳ر

سچ کے جادو کی طرح یہ کتاب بھی ادارے کی مجلس ادبیات اطفال کی طرف سے شائع کی گئی ہے اور اس میں مولوی شجاع احمد صاحب قائد نے بچوں اور طلبہ کے لئے بات چیت کے انداز میں ضروری معلومات اور دلچسپ باتیں بیان کی ہیں ۔ اس میں حسب ذیل چھ مضمون ہیں ۔

۱ ۔ طلسمی آدمی ۔ ۲ ۔ مشینیں ۔ ۳ ۔ کھانا پانی ۔ ۴ ۔ داداجان کی نقل ۔ ۵ ۔ فقیر ۔ ۶ ۔ دعائیں ۔

نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ پنجم ۔ از مولوی سید مراد علی صاحب طالع ۔ صفحات ۳۲ ۔ قیمت چار آنے ۔

یہ سلاطین آصفیہ کی سوانح عمریوں کے سلسلے کی کتاب ہے جس میں حضرت آصف جاہ پنجم کے بارہ سالہ دور حکمرانی کے واقعات اجمال کے ساتھ حسب ذیل عنوانات کے تحت بیان کئے گئے ہیں ۔

۱ ۔ پیدائش اور بچپن ۲ ۔ تعلیم و تربیت ۳ ۔ تخت نشینی ۔ ۴ ۔ انتظام سلطنت ۔ ۵ ۔ رعایا پروری ۔ ۶ ۔ سخاوت ۔ ۷ ۔ ہمدردی ۔ ۸ ۔ علمی سرپرستی ۔ ۹ ۔ سیرت ۔ ۱۰ ۔ انتقال ۔ ۱۱ ۔ اولاد ۔ ۱۲ ۔ اس عہد کے بعض مشہور واقعات ۔

طبیعیاتی کائنات - از پروفیسر سید محمد علی خاں صاحب بی اے - اے آر سی ایس - بی ایس سی - آنرز (لندن) صدر شعبۂ طبیعیات نظام کالج حیدرآباد - صفحات ۷۶ قیمت آٹھ آنے -

یہ کتاب ادارے کے شعبۂ سائنس کی طرف سے شائع ہوئی ہے - جس میں سائنس کے اعلیٰ مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے - اور اس کا پیش لفظ ملک کے مشہور ماہر سائنس مولوی محمد عبد الرحمٰن خاں صاحب سابق صدر کلیۂ جامعۂ عثمانیہ نے قلمبند کیا ہے - یہ کتاب چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے جن کی تفصیل یہ ہے -

حصہ اول - ۱ - طبیعیات - ۲ - زمین - ۳ - سورج - ۴ - چاند - ۵ - ستارے - ۶ - آسمانی -

حصۂ دوم - ۱ - حرارت - ۲ - حرحرکیات - ۳ - مادہ - ۴ - نظریۂ حرکی - ۵ - نور - ۶ - برقی مقناطیسی نظریہ - ۷ - ایتھر - ۸ - نظریۂ اضافیت -

حصۂ سوم - ۱ - آواز - ۲ - طیف نمائی - ۳ - منفی اور مثبت شعاعیں - ۴ - لاشعاعیں - ۵ - تابکار شعاعیں - ۶ - کائناتی شعاعیں -

حصۂ چہارم - ۱ - جوہر - ۲ - الکٹرون - ۳ - پروٹون - ۴ - جوہری نظریہ - ۵ - طیوف کی توجیہ - ۶ - کوانٹم نظریہ - ۷ - موجی میکانیات - ۸ - نئے ذرات -

تعلیم کا مسئلہ - از ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے پی ایچ ڈی - ڈی ایس سی - پروفیسر ریاضی جامعۂ عثمانیہ صفحات ۹۶ - قیمت عہ -

اس کتاب میں مسئلہ تعلیم کے متعلق حسب ذیل عنوانات کے تحت مفید معلومات درج ہیں -

۱ - تعلیم و تربیت کا مقصد - ۲ - تعلیم کی مدت - ۳ - موجودہ نظام تعلیم کے نقائص - ۴ - اعلیٰ تعلیم کا صحیح نصب العین - ۵ - علم کی وحدت - ۶ - انسانی وحدت کی تعلیم - ۷ - ایمان اور علم - ۸ - ابتدائی اور ثانوی تعلیم ۹ - اعلیٰ تعلیم ۱۰ - تعلیمی منزلیں اور نصاب - ۱۱ - جامعہ کی تشریحات - ۱۲ - طالب علم اور عملی سیاسیات -

زیر طبع کتابیں ادارے کی طرف سے آج کل حسب ذیل کتب زیر طبع ہیں - (۱) "سفر یورپ کے تاثرات" - از پروفیسر ہارون خاں صاحب شروانی ایم اے - بار ایٹ لا صدر شعبۂ تاریخ جامعۂ عثمانیہ - (۲) "زہریلے پودے" از مولوی محمد عبد السلام صاحب ایم ایس سی لکچرار نباتیات جامعۂ عثمانیہ - (۳) "رفیق اردو داں" از مرزا عصمت اللہ بیگ صاحب - (۴) "تعلیم بالغاں" از مولوی زاہد حسین صاحب بی اے - ایم ایڈ - صدر مدرسۂ مشقی خیریت آباد - (۵) "اشوک اعظم" از سیدہ مہدی جعفری صاحبہ - (۶) "تذکرۂ اردو مخطوطات (جلد اول)" از ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور (۷) میر محبوب علی خاں غفراں مکاں آصف جاہ سادس - از مولوی سید مراد علی صاحب طالع اردو فاضل -

ادارے کی شاخیں ادارۂ ادبیات اردو کی جو شاخیں اضلاع کے مختلف مقامات میں اردو کی خدمت انجام دے رہی ہیں ان کے مساعی خدا کے فضل سے بہت اچھے نتائج پیدا کر رہے ہیں - چنانچہ ان کی مصروفیتوں کی روئدادیں پابندی کے ساتھ ادارے کو وصول ہوتی رہتی ہیں - لیکن افسوس ہے کہ چند ماہ سے عدم گنجائش کی بناء پر ان کو سب رس میں شائع نہیں کیا جاسکا - آئندہ تلافی کی کوشش کی جائے گی - امید ہے کہ ہمارے اضلاع کے احباب ہماری اس مجبوری کو پیش نظر رکھ کر ہمیں معاف فرما دیں گے - ان کی کوششوں اور جذبۂ خدمت گزاری کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں -

نئی شاخیں اس اثناء میں حسب ذیل مقامات میں ادارے کی نئی شاخیں قائم ہوئی ہیں اور باضابطہ قیام شاخ کے اجازت نامے منجانب ادارہ روانہ کئے جا چکے ہیں -

۱ - جولہ نظام الدین تعلقہ پرینڈہ - صدر - سید کریم الدین صاحب معتمد محمد معین الدین صاحب صدیقی صدر مدرسہ - ارکان - سید رفیع الدین صاحب منور [illegible] - گو [illegible] صاحب -

پربھاد راؤ صاحب ۔ سکھارام صاحب ۔

۲ ۔ **کریم نگر** ۔ اس شاخ کے کام میں رفیع الزماں صاحب پرائز کنٹرول انسپکٹر ۔ محبوب خاں صاحب منتظم پولس ۔ سید عبدالرزاق صاحب انسپکٹر آبکاری وغیرہ دلچسپی لے رہے ہیں ۔

۳ ۔ **ناگر کرنول** ۔ اس شاخ کے کام احمداللہ حسینی صاحب جاگیردار ۔ حکیم شیخ منصور علی صاحب وکیل اور مشتاق حسین صاحب مناجر جنگلات کی دلچسپی سے انجام پارہے ہیں ۔

۴ ۔ **ایوت محل** (برار) جس کی مجلس انتظامی حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہے :-

صدر ۔ مولوی نور محمد صاحب ایم اے ۔ ایل ایل بی وکیل ۔
نائب صدر ۔ مولوی محمد ظفر اللہ صاحب رئیس ایوت محل ۔
معتمد ۔ محمد خلیل الرحمٰن صاحب ۔ نائب معتمد ۔ مولوی عبدالغنی صاحب قریشی ۔
ارکان ۔ مولوی نعیم اللہ خاں صاحب ۔ مولوی عظیم بخش صاحب ۔ مولوی محمد عبدالسمیع صاحب ۔ مولوی عبدالحکیم صاحب ۔ مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب ۔ مولوی حفیظ اللہ خاں صاحب ۔

۵ ۔ **کھام گاؤں** (برار) حسب ذیل علم دوست اصحاب کی دلچسپی سے شاخ کا قیام عمل میں آچکا ہے ۔ اور اردو کی ترقی و ترویج ہو رہی ہے ۔

مولوی مشتاق احمد خاں صاحب بی ایس سی ۔ بی ٹی ۔ مولوی شیخ محمد رمضان صاحب بی اے ۔ مولوی محمد خلیل اللہ صاحب بی اے ۔ مولوی محمد زین الحق صاحب ندوی ۔ مولوی فاضل، دبیر کامل ۔ مولوی محمد حفیظ اللہ خاں صاحب بی اے ۔

ادارۂ ادبیات اردو کا کام دوسروں کی نظر میں

الہ آباد سے ڈاکٹر سید محمود کی نگرانی میں ایک موقر رسالہ نئی زندگی شائع ہوتا ہے جس کے شمارے بابت اگست سنہ ۱۹۴۳ء میں ادارے کی روئداد بابت سنہ ۱۹۴۲ء پر جو ضخیم تبصرہ شائع ہوا ہے اس کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں :-

"ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن نے حال میں اپنی سالانہ روئداد شائع کی ہے جس میں اپنی مختلف مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کی اُن خدمات کا مجمل خاکہ پیش کیا ہے ۔ جو سنہ ۱۹۴۲ء میں اس ادارے کے ذریعہ انجام پائی ہیں ۔

یہ روئداد اس ادارے کے بارھویں سال کی ہے ۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اپنی زندگی کا ایک مُگ گزار لیا ہے ۔ اگرچہ اس ادارے کا دائرۂ عمل ممالک محروسہ حیدرآباد کے اندر محدود ہے پھر بھی اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس ادارے نے زبان اردو کی چند نہایت ہی بنیادی خدمات انجام دی ہیں ۔ اس وقت اس ادارے کو حیدرآباد کے چوٹی کے عمائدین کی حمایت حاصل ہے ۔ اور ایک حد تک حکومت کی سرپرستی بھی ۔ پھر قدرت نے بھی ادارے کی اس معاملے میں بڑی فیاضی سے مدد کی ہے ۔ یعنی جامعۂ عثمانیہ نے جو ہر فن کے یگانۂ روزگار لوگوں کو جمع کر رکھا ہے وہ سب کے سب ادارہ کو مفت مل گئے ہیں اور جناب زورؔ ان سبھوں سے بیگاری لیتے رہتے ہیں ۔ ہمارے خیال میں کام کرنے سے زیادہ مشکل دوسروں سے کام لینا ہے اور یہ سلیقہ بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے ۔ لیکن ڈاکٹر محی الدین زورؔ صاحب کام کرنا اور کام لینا دونوں ہی فنون سے آگاہ ہیں ۔

ادارۂ ادبیات نے اپنا کام بارہ مختلف شعبوں پر تقسیم کیا ہے ۔ اِن میں سے ہر ایک شعبہ کسی نہ کسی ماہر فن کے زیر نگرانی ہے اور اپنے فرائض انجام دے رہا ہے ۔

ادارہ اس سال کاغذ کی دقتوں کے باوجود آٹھ مفید کتابیں شائع کر سکا ہے ۔

(۱) گلدستان دتاسی (۲) بلاغت (۳) نظام علی خاں آصف جاہ ثانی

(۴) سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (۵) کشمش نانی۔ (۶) عرب اور عربستان (۷) آریائی زبانیں اور (۸) شاد اقبال

رسالہ سب رس اور بچوں کا سب رس بھی برابر نکلتا رہا اور ان میں بدستور مفید مضامین شائع ہوتے رہے۔

اس وقت ساری ریاست میں ادارے کی ۳۴ شاخیں قائم ہیں جن کا دائرۂ عمل فی الحال پڑھے لکھے لوگوں کی خواندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کتب خانے اور دارالمطالعے قائم کرنے تک محدود ہے۔

زبان کی ترقی کے لئے جو انجمن قائم ہو اس کے لئے کتابیں چھاپنے سے زیادہ ضروری ان کتابوں کے پڑھے جانے کے لئے مناسب فضاء پیدا کرنا ہے۔

بہرحال ہمیں مسرت ہے کہ ادارۂ ادبیات اُردو۔ انجمن ترقی اُردو (ہند) کے برخلاف نہ صرف کتابیں چھاپتا ہے بلکہ ان کے لئے مناسب فضاء پیدا کرتا ہے۔ شعبۂ امتحانات نے ایک کورس مقرر کردیا ہے اور اس کورس پر وہ اپنے باقاعدہ قانون کے مطابق اُردو دانی، اردو زبان دانی وغیرہ کے امتحانات لیتا ہے۔ اور لوگوں کو سندیں دیتا ہے۔

رپورٹ مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اس قسم کے امتحانات میں شامل ہونے والے طلبہ کو سندیں تقسیم کیں جو بجائے خود ایک بہت بڑا کام ہے۔

ہمارے خیال میں ادارۂ ادبیات اُردو کا سب سے بڑا کارنامہ اُردو انسائیکلو پیڈیا کی تدوین و تکمیل ہوگی۔ بشرطیکہ یہ کام پورا ہوگیا۔ کیونکہ ہمیں اس کام کی تکمیل ہی میں شک ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس کی تکمیل کے لئے مناسب اہلیت موجود نہیں بلکہ اس لئے کہ اتنے بڑے عظیم الشان کام کے لئے جس قدر سرمایہ کی ضرورت ہے وہ شاید مہیا نہ ہوسکے۔

سب سے آخر میں مجھے ادارۂ ادبیات اُردو کی جس امر میں تعریف کرنی ہے وہ یہ کہ حیدرآباد کی روایات کے برخلاف اس نے اپنی تحریروں کی زبان نسبتاً کم سخت اور عام فہم رکھی ہے۔ حیدرآباد اس معاملے میں اب کافی بدنام ہوچکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہندستان کی فہرست میں حیدرآبادی اُردو بھی شامل کردی جائے"

اُردو دانی کا امتحان متعدد امیدواروں اور ارباب ذوق کی استدعا کو پیش نظر رکھ کر اور ملک میں تعلیم بالغاں کی مہم کو آگے بڑھانے کی خاطر ادارہ کی مجلس اردو امتحانات نے طے کیا تھا کہ سال حال سے صرف اردو دانی کا امتحان سال میں دو بار لیا جائے۔ چنانچہ بروقت اس کا اعلان کردیا گیا تھا اور درخواستیں وصول ہونے کی آخری تاریخ ۷ دی ۱۳۵۳ف م ۱۲ نومبر ۱۹۴۳ء مقرر کی گئی تھی۔

خوشی کی بات ہے کہ اب تک ۱۰۹ (۲۰) امیدواروں کی درخواستیں اور فیس وصول ہوچکی ہے۔ نیز توقع ہے کہ حیدرآباد، اورنگ آباد، نظام آباد اور بمبئی کے علاوہ اور دوسرے مقامات پر بھی ۲۴ یا ۲۵ ڈسمبر کو اُردو دانی کا دوسرا امتحان لیا جائے۔ ٹھیک تاریخ کا ابھی تعین نہیں ہوا ہے بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

جلسۂ تقسیم اسناد چونکہ اس سال اردو دانی کا دوسرا امتحان ماہ ڈسمبر میں لیا جارہا ہے اور ۱۹۴۳ء کے دونوں امتحانوں کے کامیاب امیدواروں کی اسناد کا ایک ساتھ تقسیم کیا جانا مناسب ہے اس لئے تقسیم اسناد کا جلسہ بعد ایام عید الضحیٰ ماہ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۴۴ء میں منعقد کیا جائے گا۔

ادارہ

اُردو انسائیکلو پیڈیا کی مجلس انجینیرنگ | اردو انسائیکلو پیڈیا کے شعبۂ انجینیری کا اجلاس یکم دی ۱۳۵۳ف مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۳ء روز شنبہ شام کے ساڑھے چار بجے دفتر ادارہ میں منعقد ہوا جس میں ذیل اصحاب نے شرکت کی :-

۱۔ مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجینیر و معتمد تعمیرات سرکار عالی

۲۔ ” محمد اسد اللہ صاحب معتمد محکمۂ کنٹرول سمنٹ و فولاد ۔

۳۔ ” دلدار حسین صاحب انجینیر

۴۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد اعزازی ادارہ ۔

۵۔ مولوی سید بادشاہ حسین صاحب } مدیرین اردو انسائیکلو پیڈیا

۶۔ ” فیض محمد صدیقی صاحب }

پروفیسر ضیاء الدین صاحب انصاری انجینیر نے ایک اہم مصروفیت کی بنا پر شرکت سے معذوری کی اطلاع دی ۔

اردو انسائیکلو پیڈیا کے سلسلے میں گزشتہ اجلاسوں میں جو مضمون واری خاکے انجینیرنگ اصطلاحات کے لئے بنائے گئے تھے ان کے مطابق اس اثنا میں مولوی سید عارف الدین صاحب، پروفیسر ضیاء الدین انصاری اور مولوی اسد اللہ صاحب انجینیر کی مدد سے اسماء و مصطلحات کی جو فہرستیں ادارے نے تیار کی تھیں ان کی خواندگی عمل میں آئی اور تقریباً ڈھائی گھنٹے کی نشست میں انجینیرنگ کے مختلف شعبہ جات کے جملہ اسماء و مصطلحات پر نظر ڈال کر تصفیہ کیا گیا کہ ان میں سے کون کون سے اسماء و مصطلحات پر اردو انسائیکلو پیڈیا میں مقالے اور مضامین کا اندراج ضروری ہے ۔

طے پایا کہ تصفیہ شدہ اسماء و مصطلحات کی فہرستیں ارکان مجلس کے یہاں بغرض توثیق و نظر ثانی روانہ کی جائیں ۔

طے پایا کہ اردو اصطلاحات انجینیری پر بھی فنی اور لسانی نقطۂ نظر سے کسی قطعی تصفیہ پر پہنچنے کی ضرورت ہے اس لئے آئندہ ہفتے میں ایک اور اجلاس منعقد کر کے اصطلاحات کی توثیق اور کام کی تقسیم کی جائے ۔

شعبۂ نسواں | شعبۂ نسواں کی مجلس عاملہ کا اجلاس بتاریخ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۳ء جمعہ ساڑھے دس بجے ادارہ کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل خواتین شریک تھیں ۔

۱۔ محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ

۲۔ ” بشیر النساء بیگم صاحبہ

۳۔ ” جہاں بانو بیگم صاحبہ

۴۔ ” تصدق فاطمہ بیگم صاحبہ

۵۔ ” محل ڈاکٹر زور صاحب

۶۔ اور معتمد ادارہ

دوسرے ارکان نے اپنی شرکت سے معذوری کے پیام روانہ کئے۔

شعبہ کے سابقہ اجلاس کی روئداد کی توثیق کے بعد اس سے متعلق امور کا تصفیہ کیا گیا جس میں ۔

(۱) ارکان سے سال ۱۹۴۴ء کے لئے غیر مستطیع طالبات کی خاطر چندے طلب کئے گئے جو اسی وقت ادا کر دئے گئے اور جس کو شعبہ کے فنڈ میں جمع کر دیا جائے گا ۔

(۲) معتمد نے سر صوفی سے دوبارہ ملنے اور اپنے مقصد کی وضاحت کرنے کا اظہار کیا ۔ اس کے بعد حسب ذیل امور پر غور کیا گیا :-

۱۔ شعبہ کی مالی حالت کی سقامت کا لحاظ کرتے مدرسے کے لئے روپیہ کی فراہمی ۔

۲۔ مدرسے کے سر کاری نصاب کے متعلق دوبارہ غور۔

۳۔ بزم ادب کے دوسرے جلسے کے لئے پروگرام۔
۴۔ معتمد و شریک معتمد کے فرائض اور تقسیم کار کا مشورہ۔
۵۔ دیگر امور۔

(۱) شعبے کے دونوں مدرسوں کے اخراجات کا لحاظ کرتے مشکل سے چھے ماہ صرفہ پورا ہوتا ہے۔ بقیہ چھے ماہ کے اخراجات کے لئے کچھ ایسے تدابیر اختیار کرنے چاہئے کہ ان کی تکمیل ہوسکے۔

خواتین کا چندۂ رکنیت چونکہ شعبۂ نسوان کے مصارف کے لئے وقف کر دیا گیا ہے اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ ان کی ادائی کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ نیز ارکان شعبہ اس بات کی سعی کریں کہ ہر ایک کم از کم ایک رکن بنائے۔

ایک کانسرٹ جس میں رفیعہ سلطانہ کا ٹیبچر "حالی" اور چند دوسرے ڈرامے اور گانے ہوں بشرط فرصت و سہولت ڈسمبر میں ترتیب دیا جائے۔ محرم سے قبل یا پھر حالات اجازت نہ دیں تو بعد اربعین۔ اس کانسرٹ کو دو دن دونوں شہزادیوں کی سرپرستی میں پیش کریں۔ ایک دن کے حاصل مدرسۂ بالغات کے لئے اور دوسرے دن کے مقامی اداروں یا قلت گرانی کی انسدادی انجمن کو بطور امداد دئے جائیں۔

(۲) مدرسے کے سرکاری نصاب کے متعلق جن دقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کے لحاظ سے رابعہ بیگم صاحبہ نے سرکاری امداد سے دست برداری کی رائے دی۔ یہ طے پایا کہ اس کے متعلق معتمد شعبہ ناظم صاحب تعلیمات سے گفتگو کریں اور اپنی مشکلات کا اظہار کریں اور بعد میں دوسرے اجلاس پر اس کا تصفیہ کیا جائے۔

(۳) بزم ادب کا دوسرا جلسہ اواخر شوال میں مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن محبوبیہ اسکول کی داعی لطیف النساء بیگم چونکہ علیل ہیں اس لئے بجائے شوال کے ذیقعدہ کا مہینہ مقرر کیا گیا۔ پروگرام کے متعلق یہ طے پایا کہ ہماری طرف سے اقبال پر ایک نظم بشیر النساء بیگم صاحبہ سنائیں گی۔ مکالمہ "ابلیس و جبریل" کلیۂ اناث کی لڑکیاں سنائیں گی اور اقبال کی ایک نظم سعیدہ مظہر ترنم کے ساتھ سنائیں گی۔ ان کے علاوہ لطیف النساء بیگم صاحبہ اپنا پروگرام تیار کرسکتی ہیں۔

(۴) معتمد کی تحریک پر معتمد و شریک معتمد میں تقسیم کار کا مسئلہ پیش ہوا۔ معتمد نے تحریک کی تھی کہ چونکہ اور کاموں کی زیادتی اور صحت کی خرابی کی وجہ سے شعبہ کے کام پر اثر پڑ رہا ہے اس لئے وہ حساب کتاب اور اجرائی اخراجات کا کام سرانجام دیں گی۔ اور شریک معتمد بقیہ تمام کام اپنے ذمہ لیں۔ سب ارکان نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن شریک معتمد کو اس میں کچھ پس و پیش رہا اس لئے کچھ تصفیہ نہ ہوسکا۔

(۵) ششماہی اردو دانی کے امتحانات کے متعلق ادارہ سے استفسار کے جواب میں رابعہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا کہ مدرسۂ بالغات کی لڑکیاں شریک نہ ہوں گی۔

نگرانی کے متعلق یہ تصفیہ ہوا کہ بشیر النساء بیگم صاحبہ، بلقیس بانو بیگم صاحبہ، بیگم صاحبہ ڈاکٹر زور صاحب اور سعیدالنساء بیگم صاحبہ سے انتظامات اور نگرانی کے لئے درخواست کی جائے۔ اسی ضمن میں معتمد کی یہ تحریک کہ سعید النساء بیگم صاحبہ (اہلیہ مولوی عبدالرحمن صاحب مدیر وقت) کو رکنیت شعبہ کی دعوت دی جائے۔ باتفاق آراء قبول کی گئی۔ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے معتمد نے اس بات کی صراحت کر دی کہ پٹرول راشننگ اور دیگر وجوہ سے مجلس عاملہ کے اجلاس ضرور نہیں کہ ہر ماہ ہوا کریں۔ اس لئے سر دست حسب ضرورت مجلس عاملہ کے اجلاس ہوا کریں گے۔ جس سے سب نے اتفاق کیا۔

قیام شاخ ناگرکرنول | بتاریخ ۳۰ر آذر ۱۳۵۵ف بمقام کلب عثمانیہ بہ صدارت عالی جناب مولوی توقیر مرزا صاحب رزاقی ایم اے۔ ایل ایل بی منصف ناگرکرنول، عام جلسہ منعقد کیا گیا جس میں اکثر وکلاء، مقامی وعہدہ داران و معززین آبادی شریک تھے اور منشی، منشی فاضل ادارۂ منصوریہ کے طلبہ نے بھی شرکت کی۔ مولوی حکیم شیخ منصور علی صاحب منصور مولوی فاضل، منشی فاضل، اردو فاضل وکیل ہائی کورٹ و معتمد ادارہ نے اردو کی اہمیت اور اس کی تاریخ پر مختصر سا تبصرہ کیا اور ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے مساعی جمیلہ اور جناب ڈاکٹر زورؔ صاحب کی کوششوں پر اجمالی نظر ڈالی۔ من بعد عہدہ داران شاخ کا انتخاب عمل میں آیا چنانچہ اس شاخ کے صدر بہ غلبۂ آراء جناب مولوی توقیر مرزا صاحب رزاقی منصف ناگرکرنول اور نائب صدر مولوی محمد نور الدین خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ مقرر ہوئے۔ اور مولوی معین الدین صاحب وکیل، مولوی احمد بن علی صاحب وکیل ہائی کورٹ، مولوی محمد شاہ علی خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ و عالی جناب پنڈت بی۔ ایس نارائن صاحب ڈاکٹر دواخانہ ناگرکرنول اور جناب مولوی غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ ناگرکرنول و پنڈت نرسنگ راؤ صاحب وکیل، پنڈت راما ریڈی صاحب وکیل ارکان انتظامی مقرر ہوئے۔ اور منشی فاضل و منشی کے طلبہ نے بھی ارکان ادارہ میں اپنا نام شریک کرایا اور سبھوں نے چندہ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔

شعبۂ طلبہ سنگولی کا دورہ اونڈہ | بتاریخ ۵ر آذر ۱۳۵۵ف چھ افراد پر مشتمل وفد تقریباً ۳ بجے شب سنگولی سے نکل کر ٹھیک ۱۱ بجے دن قصبۂ اونڈہ تعلقہ سنگولی بغرض ترویج و اشاعت اردو و قیام ادارہ وارد ہوا۔

۹ بجے شب بہ صدارت مولوی سراج الحق صاحب صدر مدرس قصبۂ اونڈہ جلسۂ عام ترتیب دیا گیا۔ صاحب موصوف نے صدارت کو بڑی خوشی سے قبول فرمایا اور رونق [illegible] افزائی فرمائی۔ [illegible]

رکھتے ہیں نیز آپ کو قصبہ مذکور میں ہر دل عزیزی حاصل ہے۔ صاحب موصوف اور مولوی منیر الدین صاحب، سرفراز خاں صاحب، مرتضیٰ صاحب، محمد ابراہیم صاحب پٹیل، قاسم میاں صاحب، علی شیر خاں صاحب، شرف الدین صاحب، فیاض الدین صاحب، ظہور الحق صاحب نے وقتاً فوقتاً وفد کی مدد فرمائی و نیز قصبۂ مذکور کے تفصیلی حالات و واقعات سے روشناس کیا۔ خصوصاً مولوی منیر الدین صاحب پیش امام نے تعلیم بالغاں کے لئے آمادگی اور ادارۂ ادبیات اردو سے دلچسپی لی، سرفراز خاں صاحب منتخبہ صدر کی اس تحریک سے دلچسپی، محمد ابراہیم صاحب پٹیل کی خدمت معتمدی کی قبولیت، مولوی شرف الدین صاحب و فیاض الدین صاحب زمیندار و نیز مولوی قاسم میاں صاحب قسیمؔ کی تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش سے وفد بہت زیادہ متاثر ہوا۔

مولوی منیر الدین صاحب پیش امام کی قرأت سے جلسے کا افتتاح ہوا۔ جس میں احمد عارف صدر شعبۂ طلبہ کے خوش گلو ترنم و تقریر و نیز مولوی قاسم میاں صاحب قسیمؔ کی نظم، محمد اسمٰعیل خاں مشتاقؔ، محمد ابراہیم شارقؔ کی نظم و جامع تقریر، محمد مصطفیٰ خاں طالبؔ کی تقریر بہ عنوان "سرسری نظر اونڈہ پر" سے اہلیان قصبہ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور عرصہ تک ان کے دل اس سے متاثر رہیں گے۔ اور امید ہے کہ ان تقاریر سے اردو کی خدمت کے لئے کمربستہ رہیں گے۔

جلسے کے اختتام پر جناب صدر نے ایک پُرزور تقریر کی۔

شعبۂ طلبہ اونڈہ | حسب ذیل انتخابات عمل میں آئے:—

صدر۔ جناب مولوی سرفراز خاں صاحب۔ معتمد۔ محمد ابراہیم صاحب پٹیل قصبۂ اونڈہ
نائب صدر ۔ ،، محمود میاں صاحب۔ شریک معتمد۔ قاسم میاں صاحب۔

ارکان

علی شیر خاں صاحب۔ غلام مرتضیٰ صاحب۔ شرف الدین صاحب۔ فیاض الدین صاحب
شیخ داؤد صاحب۔ ظہور الحق صاحب۔ شیخ توکل صاحب۔ محمد شفیع صاحب

شہاب الدین صاحب ۔ سید عزیز صاحب ۔ عبد القیوم صاحب مندرجۂ بالا اصحاب سے ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنی ذی اثر شخصیت سے اردو کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے کوشاں ہوں گے ۔ نیز محمد اسمٰعیل خاں مشاق اردو فاضل اونڈھوی ہنگولی سے ہر مہینہ وعشرہ آکر وقتاً فوقتاً مدد کرتے رہیں گے ۔

شعبہ طلبہ نارائن کھیڑ | بتاریخ ۲ر آذر ۳۵۳ف بروز جمعہ بوقت چار ساعت روبرو جامع مسجد دار المطالعہ شعبہ طلبہ کا افتتاح کیا گیا دار المطالعہ ہذا میں درسی ادبی وتاریخی کتب کا ذخیرہ (۲۵۰) اعداد پر مشتمل ہے فی الحال ماہواری رسالوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور مجلس انتظامی شعبۂ طلبہ اردو کی خدمت میں مصروف بہ کار ہے ۔ چنانچہ اب تک اردو عالم کے لئے تین امیدوار اردو فاضل کے لئے ایک اردو دانی کے لئے چھے زبان دانی کے لئے دو امیدواروں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے اور آئندہ امیدواروں میں اضافہ کی توقع ہے ۔

مجلس انتظامی شعبہ طلبہ میں یہ تحریک پاس کی گئی ہے کہ سال حال شعبۂ طلبہ کے جملہ معتمدین وارکان ادارۂ ادبیات اردو کے امتحانات میں شرکت ہوں ۔ سال نو ۵۳ ف کے لئے معتمد وصدر کا انتخاب عمل میں آیا جو درج ذیل ہے :-

صدر ۔ مولوی نذیر احمد صاحب

نائب صدر ۔ ؍؍ غلام دستگیر صاحب

معتمد ۔ ؍؍ خواجہ خلیل الرحمن صاحب

نائب معتمد ؍؍ قدرت اللہ بیگ صاحب

شعبہ طلبہ رینا پور | بتاریخ ۲۵ر امرداد ۳۵۲ف بصدارت مسٹر گوبند راؤ صاحب صدر مدرس وصدر ادارہ ادبیات اردو شاخ رینا پور بمقام مدرسہ شعبۂ طلبہ کا ماہانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام ارکان شعبۂ طلبہ اور معزز حضرات قصبہ موجود تھے ۔ معتمد صاحب ادارہ شاخ رینا پور نے ضروریات خانگی کے تحت شریک جلسہ نہ ہو سکے ۔ چونکہ معتمد شعبہ طلبہ و نائب معتمد وبعض ارکان بوجہ کامیابی امتحان اعلیٰ تعلیم کے لئے دوسرے مقامات کو جا چکے ہیں اس لئے اس جلسے میں انتخابات عہدہ داران شعبہ بھی کرنے تھے ۔ بشیر الدین کی حمد سے جلسہ کا آغاز ہوا الٰہی بخش نائب صدر نے گزشتہ جلسہ کی روئداد پڑھی اس کے بعد پنڈھری، شیو لنگ، شفیع الدین، مہالنگ، مظفر علی وغیرہ نے ورزش کے فوائد پر تقریریں کیں ۔ مولوی رؤف الدین صاحب مدرس مولوی احمد محی الدین صاحب مدرس وصدر شعبہ نے بھی ورزش کے فواید کی توضیح کی ۔ حسب ذیل انتخابات باتفاق آرا عمل میں آئے ۔

صدر ۔ مولوی احمد محی الدین صاحب ۔ نائب صدر ۔ الٰہی بخش ۔

معتمد ۔ شفیع الدین قریشی ۔ نائب معتمد ۔ اتم شنکر راؤ ہمبرے ۔

معتمد کتب خانہ ۔ شیو لنگ پردت اپا اور گنڈے ۔

معتمد فروختگی کتب ۔ عشرت اللہ ۔

ارکان ۔ مہالنگ، وشنو ناتھ، شیخ احمد، عبد الحمید، اسمٰعیل، مظفر علی امین صاحب، وامن، وشنو ناتھ شنکر ۔

شاخ پربھنی | ادارۂ ادبیات اردو شاخ پربھنی مولوی غلام افضل صاحب بیابانی ایچ سی ۔ ایس، مولانا محمد ابرار حسین صاحب ایم اے فاضل مصر صدر فوقانیہ کی سرپرستی اور رہبری میں برابر سرگرم عمل ہے اردو امتحانات کی تیاری کرائی جا رہی ہے روزانہ شام مارکٹ ہو ملیس ہال میں درس ہو رہے ہیں جن میں خاص طور پر مولوی اسمٰعیل شریف صاحب ازلی مددگار فوقانیہ مولوی غلام حسن صاحب صدیقی مددگار فوقانیہ مولوی اشرف الدین صاحب نیفتی، مولوی محمد حسین صاحب جلالی، حمید اللہ خاں شیدا معتمد شاخ درس دے رہے ہیں ۔

اس سے پہلے شاخ پربھنی کے زیر اہتمام جلسہ تقسیم اسناد ۱۳۴۲ھ زیر صدارت عالی جناب مولوی ولی حسن صاحب اول تعلقدار ضلع پربھنی نہایت اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا جس میں تمام عہدہ داران مقامی نے

شرکت فرمائی جن میں جناب مولوی غلام افضل صاحب بیابانی ایچ سی ایس مہتمم کروڑگیری، مولوی ابرارحسین صاحب ایم اے فاضل صدر مدرسہ فوقانیہ و صدر ادارۂ ادبیات اردو شاخ پرکھنی، مولوی غلام دستگیر صاحب جھکری مددگار ناظم امداد باہمی، مسٹر پال کشن راؤ ایم اے بی اے تحصیلدار، مسٹر مدھوسودن صاحب ایم اے مددگار مہتمم آبکاری مولوی قاضی سلطان محی الدین صاحب سینیٹری انسپکٹر، مولوی مظہر علی خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ نائب صدر بزم رنداں قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ خوش باش دکلاء و تاجران کی کثیر تعداد شریک جلسہ تھی جلسہ گاہ کے انتظامات مولوی افتخار احمد خاں صاحب معتمد حمید اللہ خاں صاحب شیدا معتمد ادارہ اور مولوی تاج تقی الدین صاحب رکن ادارہ اور مولوی خواجہ خاں صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ تھے۔

مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا معتمد شاخ پرکھنی نے اپنی رپورٹ سنائی اور آخر میں صدر جلسہ سے اسناد تقسیم کرنے کی درخواست کی اس کے بعد صدر جلسہ نے تمام کامیاب طلبہ کو اسناد عطا کئے اور نصیحت آمیز تقریر فرمائی مولانا ابرار حسین صاحب نے اپنے خاص انداز میں تقریر فرمائی اس کے بعد مولوی عبد اللہ صاحب نیر منتظم بال اور مولوی فیاض علی خاں صاحب تلینش نے اپنی نظمیں سناکر خراج تحسین حاصل کیا۔ آخر میں مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا نے شکریہ ادا کیا اور دعائے سلامتی اعلیٰ حضرت بندگان عالی کے بعد نہایت کامیابی کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

شاخ بسمت نگر | مولوی عبد الحی صاحب منصف اور مولوی فرید مرزا صاحب تحصیلدار و صدر ادارۂ ادبیات اردو شاخ بسمت نگر اور مولوی عنایت اللہ خاں صاحب سوداگر پارچہ معتمد شاخ کی کوششوں سے بسمت نگر کو ۱۳۳۲ف کے اردو امتحانات کا مرکز قرار دیا گیا اور پچاس سے زائد طلبہ شریک امتحان ہوئے جن کے ذمہ مولوی افضل احمد صاحب مددگار ... میں ...

مولوی فخر الحسن صاحب کے سپرد تھے۔ دارالمطالعہ کی جدید تنظیم بھی عمل میں آئی۔ مولوی فخر الحسن صاحب مہتمم دارالمطالعہ منتخب ہوئے اور شاخ کے سرگرم معتمد مولوی عنایت اللہ خاں صاحب نے اپنی تمام کتابیں بغرض استفادۂ عام دارالمطالعہ میں دے دی ہیں جس کے لئے ادارہ مشکور ہے۔

شاخ کلیانی | دارالمطالعہ کے لئے مولوی سید نجم الدین حسن صاحب قادری سررشتہ دار عدالت کلیانی نے حسب ذیل کتب مرحمت فرمائی ہیں:-
(۱) تاریخ مسلم لیگ مصنفہ مرزا اختر حسن صاحب (۲) نانی عشو مصنفہ علامہ راشد الخیری مرحوم (۳) شہادت نامہ مصنفہ محمد عبد السلام ذکی (۴) فخر قوم ملا عبد القیوم کی یاد میں (۵) رسالہ مولوی بابت ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ (۶) سب رس ستمبر ۱۹۴۲ء (۷) تنظیم میلاد نمبر بابت ۲۷ ربیع المنور ۱۳۶۱ھ (۸) عالمگیر بابت ماہ مارچ ۱۹۴۲ء و جولائی ۱۹۴۱ء۔

مولوی شیخ حسن صاحب چودھری نے دارالمطالعہ کے نام کہکشاں دہلی اور کامیاب دہلی جاری کروائے اور ان کے علاوہ حسب ذیل کتب بھی دارالمطالعہ کو عنایت کیں۔ (۱) اسرار الشہادتین (۲) تحفۃ الاسلام (۳) النشائے خلیفہ فارسی (۴) قصہ گل با صنوبر (۴) ہزار مسائل ہندی (۵) جنگ نامہ حضرت علی (۶) لیلیٰ مجنوں اردو (۷) یوسف زلیخا اردو (۸) طوطا کہانی۔

مولوی میر احمد علی صاحب داروغہ اعراس نے بھی حسب ذیل دو کتب عنایت کیں:-

(۱) آداب النبیؐ (۲) وینس کا سوداگر۔

کتب معطیہ مولوی محمد نظام علی خاں صاحب مددگار تعلقدار ستقر کلیانی (۱) محسوسات ماہر (۲) مضمرات جنگ اور قائد ملت (۳) حیدرآباد کا سنہ قتل (۴) حالات حضرت یوسف صاحب شریف صاحب قبلہ (۵) تاریخ مجلس اتحاد المسلمین مملکت آصفیہ (۶) ہندوستان و پاکستان

کتب معطیہ مولوی سید تاج الدین صاحب منشی فاضل صیغہ دار دلیسکھی و نائب معتمد شعبۂ تقریر :-
(۱) خلافت اور ہندوستان (۲) شرح اسمائے حسنیٰ (۳) کلمۂ حق (۴) اصلاح کار (۵) اصلی حقیقت (۶) آداب النبیؐ (۷) وظیفہ (۸) عطر الوردہ فی شرح بردہ (۹) پیغام رسولؐ

کتاب معطیہ مولوی میر مظہر علی صاحب متعلم منشی (۱) طوطا کہانی

مولوی خواجہ معین الدین صاحب } خطبۂ صدارت اجلاس شعبۂ ترقی
فرزند غلام محی الدین صاحب } اسعد آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل ۔ ایک جلد

مولوی محمد علی خاں صاحب اردو عالم (۱) پرانا خواب (۲) تاریخ ایران
معتمد شعبۂ (۳) حسن انجلینا (۴) منصور موہنا (۵) بھارت سپوت (۶) تاریخ عرب و عراق و عمان

معتمد شاخ ہذا ۔ ۲ کتب ۔ (۱) کیا روح جسم سے علحدہ چیز ہے (۲) اظہار کس

مولوی شیخ حسن صاحب چودہری ۳۰ کتب :-
(۱) بیمار محبت (۲) مرثیہ میرانیس (۳) دفتر غم (۴) خریدار محبت (۵) سلسلۂ دینیات حصۂ چہارم (۶) آج کی رات (۷) ہمارا طوطا ۔ (۸) زہر عشق و خنجر عشق (۹) دفتر الم (۱۰) شریف بدمعاش (۱۱) جلوۂ محبوب (۱۲) خوبصورت بلا (۱۳) سلسلۂ دینیات حصہ اول و سوم (۱۴) میں جتنی گئی بیت اگائے (۱۵) مجموعہ وفات نامہ فاطمہ زہراؓ (۱۶) لاکھوں سلام (۱۷) دکن کی تاریخی کہانیاں (۱۸) آداب النبیؐ (۱۹) تعلیم الاسلام تیسرا حصہ (۲۰) حکایات لطیف (۲۱) جغرافیہ سلطنت ہند (۲۲) ایمان کے فضائل (۲۳) حبیب الاولیاء (۲۴) انجمن سہیلا (۲۵) صمد ساجد اسلام (۲۶) اردو کی چوتھی کتاب (۲۷) سوانح عمری غازی انور پاشا حصہ اول (۲۸) سوانح عمری غازی انور پاشا حصہ دوم (۲۹) سوز دل (۳۰) کمال اتاترک (۳۱) قومی تشہیر ۔

جناب مولوی محمد اکبر شمس الدین صاحب سب انسپکٹر کوتوالی کلیانی نے رسالہ اہم مرحمت فرمایا ہے ۔

ناظرین دار المطالعہ کی تعداد (۴۰۰۱) رہی اور (۲۴) کتب گھر پر مطالعہ کے لئے دی گئیں ۔

کلیانی میں ایک شعبہ طلبہ بھی قائم ہے ۔ چنانچہ ارکان شعبہ مذکور کو معروف رکھنے کے لئے ان سے وقتاً فوقتاً مختلف موضوع پر تقاریر بھی کرائی جاتی ہیں ۔ اب اس سلسلہ کو پھر منظم طور پر جاری کردیا گیا ہے کارپردازان شعبۂ تقریر مولوی محمد امین الدین صاحب اور مولوی سید تاج الدین صاحب کی دلچسپی نے اس ہفتہ یعنی بتاریخ ۱۹ امرداد ۱۳۵۲ف بمقام دار المطالعہ شاخ کلیانی شہری اور دیہی زندگی پر مباحثہ کا موقع پیدا کردیا یہ مباحثہ مولوی مرزا محمد بیگ صاحب معتمد شعبۂ تقریر کی صدارت میں شروع ہوا مولوی محمد عبدالکریم صاحب وکیل اور محمد حسین صاحب اور مظفر علی صاحب نے دیہی زندگی پر اور مولوی غلام معین الدین صاحب نے شہری زندگی کی برتری پر تقریر کی آخر میں جناب صدر نے اپنی تقریر میں ہر دو زندگیوں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر واضح کیا کہ ہر زندگی بجائے خود اہم ہے اور کسی زندگی سے بھی اغماض نہیں کیا جاسکتا آئندہ مباحثہ ۲۶ شہریور ۱۳۵۲ف کو قرار پایا ہے اور اس کے لئے "سینما انسانی زندگی کے لئے مضر ہے یا مفید" عنوان تجویز کیا گیا ہے ۔

بتاریخ ۲ شہریور ۱۳۵۲ف دار المطالعہ میں بعنوان "سینما انسانی زندگی کے لئے مفید ہے یا مضر" تقاریر ہوئیں ۔ آئندہ تقریر کا عنوان "سینما ذہنی [illegible] مفید ہے یا مضر" تجویز کیا گیا ہے ۔

[illegible] ۱۳۵۲ف [illegible] "سینما ذہنی انسانی زندگی کے لئے مفید ہے یا مضر" بمقام [illegible] تقاریر ہوئیں [illegible]

پہلو پر مقررین نے کافی روشنی ڈالی اس جلسے کی روئداد اور مقررین کی تقریروں کا خلاصہ مولوی تاج الدین صاحب منشی فاضل نائب معتمد شعبۂ تقریر نے دلچسپ انداز میں قلمبند کر کے دفتر شاخ ہذا میں ارسال کیا ہے۔ آئندہ تقریر کے لئے عنوان "تجارت و ملازمت" مقرر کیا گیا ہے۔

شعبۂ طلبہ پربلی معائنہ مخدوم محی الدین صاحب ایم اے | مجھے ادبیات سے بے انتہا مسرت ہوئی کہ ادارہ کی شاخ شعبۂ طلبہ پربلی میں بھی ہے بڑی خوش قسمتی تھی کہ بسر راہ مولوی سعید الدین صاحب صدیقی معتمد سے ملاقات ہوئی ادارہ کے کتب خانہ کو دیکھ کر مسرت ہوئی کارکنوں کی بلند ہمتی و اخلاق نے مجھے متاثر کیا یہ نوعمر بچے اس ادارے کو جس حسن و خوبی کے ساتھ چلا رہے ہیں وہ بڑوں کے لئے سبق آموز ہے"۔

دستخط مخدوم محی الدین ایم اے

شعبۂ طلبہ ہنگولی | دفتر شعبۂ طلبہ ادارہ ادبیات اردو شاخ ہنگولی ندیم منزل میں قائم ہوا ہے۔ دفتر فرنیچر سے کچھ آراستہ ہوا ہے۔ ہر ہفتہ بزم مشاعرہ بزم مباحثہ، بزم تقاریر و تحریری ادبی مضامین کے جلسے منعقد ہوا کرتے ہیں۔ یہاں کا نوجوان طبقہ بڑی سرگرمی کے ساتھ تعاون عمل کر رہا ہے نیز زبان اردو سے دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ دفتر شاہراہ عام پر واقع ہونے کی باعث ہر ایک مذہب و ملت لوگ شرکت کرتے رہتے ہیں۔

مجلس انتظامی شعبہ

صدر دائمی۔ مولوی عثمان خان صاحب آیلی معتمد ادارہ ادبیات اردو شاخ ہنگولی

صدر اعزازی۔ حبیب احمد عارف

معتمد۔ احمد خان ندیم

شریک معتمد۔ عبداللہ بیگ قمر

خازن۔ عبدالرؤف اختر

ارکان۔ محمد یعقوب، اسمٰعیل خان مشتاق، ابراہیم شارق

بزم مشاعرہ | اس جلسہ کے انعقاد میں تمام طلبہ نے نمایاں حصہ لیا۔ احمد خاں ندیم کی تحریک صدارت اور جناب اختر صاحب کی تائید پر حبیب احمد عارف تالیوں کی گونج میں کرسی صدارت پر تشریف لائے اور جلسہ ۹½ بجے شب شروع ہوا۔ محمد مصطفےٰ خاں طالب نے پروفیسر وحید الدین سلیم کی نظم "دب کی طرح ہے دب دب کے نکلنا سیکھو" سنا کر حاضرین جلسہ کو عبرت و عمل کا سبق دیا موقع بموقع صدائے تحسین بلند ہوتی تھی۔ محمد یعقوب صاحب کی غیر طرحی طبع زاد غزل بہت مقبول ہوئی اور جلسہ کو کامیاب بنایا۔ اسمٰعیل خاں مشتاق کے تفکرات سادہ بیانی قابل ذکر ہے (جلسہ کے انتظام میں آپ کا بہت کچھ ہے) احمد خاں ندیم کے پُردرد اور جوشیلے تخیلات اور بلند پروازی پر واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔

محمد ابراہیم شارق نے علامہ اقبال کی نظم سنا کر حاضرین کو درس عبرت دیا۔ جناب عبداللہ بیگ قمر کی غیر طرحی طبع زاد غزل باترنم سنا کر سامعین کو محظوظ کیا اور خراج تحسین حاصل کی۔ عبدالرؤف اختر کی شیریں بیانی اور رسیلے پن سے جلسہ کامیاب رہا۔

آخر میں جناب صدر نے موثر انداز میں اردو کی بقا و ترقی کے لئے حاضرین کو متوجہ کرتے ہوئے اردو شاعری سے دلچسپی رکھنے کا اظہار کیا اس طرح ۱۱½ بجے شب جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا جلسہ بروز جمعہ ۲۷ مہر ۱۳۵۲ف منعقد کیا گیا جس میں دی ہوئی طرحوں پر غزلیں اور طبعی مضامین سنائے گئے۔

تیسرا جلسہ۔ بزم مباحثہ ۱۱ آبان ۱۳۵۲ف بہ تحریک محمد ابراہیم شارق بعنوان "روشنی بہتر ہے" منعقد کیا گیا۔ جس کے مخالف محمد اسمٰعیل خاں مشتاق تھے۔ مدلل دلائل پر بڑی بحث ہوتی رہی۔ صدر کے فیصلہ کے بموجب محرک کی تحریک کامیاب رہی۔

چوتھا جلسہ بہ تحریری ادبی مضامین ۱۸ آبان ۱۳۵۲ف۔ زیر صدارت حبیب احمد عارف عمل میں آیا۔ جس میں اسمٰعیل خاں مشتاق نے

آپ بیتی، پناہ، ابراہیم شارق نے "خاموشی کا پتلا" آدم علی خاں کمالی نے غمگین دل، حبیب احمد عارف نے "غریب کی موت" اپنے اپنے طبع زاد مضمون سنائے اور ہر ایک صاحب کا مضمون کامیاب رہا۔ خصوصاً سمیع اللہ خاں مشتاق کی "آپ بیتی" ابراہیم شارق کا "خاموشی کا پتلا" نہایت شاندار رہا۔

پانچواں جلسہ بتاریخ ۲۵ آبان ۱۳۵۲ف زیر صدارت جناب اظہار احمد صدیقی متعلم بی۔ اے۔ (عثمانیہ) محرک غلام احمد قریشی بہ عنوان "سائنس مضر ہے" عمل میں آیا جس کی مخالفت مصطفےٰ خاں طالب نے کی، موئدین، مخالفین نے اپنی دلیلوں کے ذریعہ اپنی اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ آخر صدر صاحب کی تائید و باتفاق آرا محرک کی تحریک ناکام رہی ہے۔ صدر صاحب نے بتایا کہ اگر سائنس کا صحیح استعمال ہو تو مفید ہے۔ کوئی چیز بذات خود بری نہیں بلکہ اس کا استعمال اس کو اچھا برا بناتا ہے۔

۱۹۴۳ء کا دوسرا امتحان اُردو دانی — مختلف مقامات اور اضلاع کے اصحاب کی متعدد درخواستوں کی بنا پر مجلس انتظامی اردو امتحانات نے اس سال صرف اردو دانی کا دوسرا امتحان لینے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ یہ امتحان ۲۴ر ڈسمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۰ بہمن ۱۳۵۳ف کو حسب ذیل مراکز پر ہوگا۔

(۱) اودگیر (۲) اورنگ آباد (۳) بمبئی (۴) پربھنی (۵) داور ورنگل (۶) مومن آباد (۷) نظام آباد (۸) بلدہ حیدرآباد۔

یہ امتحان صرف ایک دن ہوگا۔ صبح میں تحریری اور دوپہر میں زبانی امتحان لیا جائے گا۔ بلدہ کے امیدواران ذکور کی نشستوں کا انتظام مرکز فتح پو بلیں [illegible] کیا گیا ہے۔ امیدواران اناث کا امتحان حسب سابق مدرسہ فوقانیہ [illegible] میں ہوگا۔ ہال ٹکٹ ۱۰ر ڈسمبر کو دفتر سے روانہ کئے جائیں گے۔ اگر کسی امیدوار کو ۱۵ر ڈسمبر تک ہال ٹکٹ نہ ملے تو دفتر ادارہ کو مطلع کردے ورنہ بغیر ہال ٹکٹ کے امتحان گاہ میں شرکت کی اجازت نہ مل سکے گی۔ بلدہ کے امیدوار اپنے ہال ٹکٹ دفتر ادارہ سے باوقات ۱۰ تا ۵ ساعت شام حاصل کرسکتے ہیں۔

ادارہ کی شاخوں کے معتمدین اور مراکز کے بانیوں کو امتحان گاہ، نشستوں اور سیاہی کا انتظام پہلے ہی سے کرلینا چاہئے۔ صدر نگران کار صاحب امتحان سے ایک روز قبل پہنچ جائیں گے۔ امیدواروں کو جوابی بیاضیں ادارہ کی طرف سے دی جائیں گی۔ ان کو اپنے ساتھ قلم لانا چاہئے۔

وقت نامہ امتحان

روز جمعہ ۲۴ر ڈسمبر مطابق ۲۰ر بہمن ۱۳۵۳ف

پہلا پرچہ	تحریری	۱۰ تا ۱۲	ساعت صبح
دوسرا	زبانی	۲ تا ۴	شام

ہندستانی تمدن — ایک [illegible] جامعہ عثمانیہ کے ایک ہونہار دماغ "[illegible]" کی تخلیق ہے۔ کتاب کا موضوع ایک اچھوتے رجحان اور [illegible] کا نتیجہ ہے۔ آج کل ہندستانی تمدن کی [illegible] ماضی کے [illegible] انقلابات اور تغیرپذیر [illegible] کو دخل رہا ہے [illegible] اور گروہوں کے عہد بہ عہد ارتقائی اثرات [illegible] نہایت ٹھوس [illegible]

ہندستانی تمدن [illegible] تاریخ کا ایک ایسا طالب علم ہے جس نے [illegible] فکری زاویوں سے ابھارا ہے [illegible] کرکے تحقیقی دور [illegible] ہندستان کی تہذیبی بہائی [illegible] کے مذاہب [illegible] ہندستانی تمدن کی شناخت [illegible] تمدنوں کے [illegible] کو [illegible]

امتحان اردو دانی کے نگران کار | "تعلیم بالغان سے متعلق اردو دانی کا دوسرا امتحان بابتہ سنہ ۱۹۴۳ء بجمعہ ۴ ۲ دسمبر کو ۹ مقامات پر منعقد ہوا جن میں سات سو سے زیادہ امیدوار شریک تھے۔ حسب ذیل صدر نگران کار صاحبان اپنے اپنے مرکز پر تشریف لے گئے جن کا منجانب ادارہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اودگیر مولوی رحیم الدین صاحب کمال، اورنگ آباد مولوی خواجہ حمید الدین صاحب شاہد بی اے، بمبئی مولوی محمد بن عمر صاحب ایم اے، پربنی مولوی قاضی حبیب الدین صاحب، دادر، واڑی مولوی محمد ابراہیم صاحب، مومن آباد مولوی محمد عبد الکریم صاحب، نظام آباد مولوی سید مراد علی صاحب طالع اردو فاضل۔

بلدہ میں امیدواران اناث کا امتحان مدرسۂ فوقانیہ نسواں نام پلی میں لیا گیا۔ صدر نگران کار محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر تھیں۔ محترمہ مسز ڈاکٹر زور اور محترمہ مسز محمد عبد الرحمن نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا۔ ان سب خواتین کا منجانب ادارہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور امیدواران ذکور کا امتحان پولیٹین فتح میدان اور سالار جنگ ہال نظام کالج میں لیا گیا جن کے صدر نگران کار مولوی سید محمد صاحب ایم اے پروفیسر محمد صدیقی صاحب تھے۔ مسٹر شنکرن آر ٹی ایگزیکٹیو افسر، مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی، مولوی اطہر الدین اور مولوی احمد محی الدین صاحب نے بھی نگرانی میں مدد فرمائی۔ ان سب اصحاب کا ادارہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

تذکرۂ اردو مخطوطات | ادارۂ ادبیات اردو میں اب تک جو پندرہ سو قلمی کتابیں محفوظ ہو چکی ہیں ان میں سے صرف دو سو پچھتر اردو مخطوطات کا تفصیلی تذکرہ بڑی سائز کے چار سو صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس میں سنہ ۸۲۵ھ سے سنہ ۱۳۱۹ھ کے درمیانی زمانے کے تقریباً تین سو مصنفین و شعرائے اردو کے تفصیلی حالات اور کلام و تصانیف پر روشنی ڈالی گئی ہے جن میں سے نصف کے قریب ایسے ہیں جن کو اردو دنیا بالکل بھول چکی تھی اور جن کے نام اور کام پہلی دفعہ اب منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اس تذکرہ کو ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد اعزازی ادارہ نے جدید تحقیقاتی طرز پر مرتب کیا ہے اور اس کے اشارے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں جن تین سو شعراء و مصنفین کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ ان کے علاوہ پندرہ سو سے زیادہ ارباب علم اور کتب و آثار قدیمہ زیر بحث رہے ہیں۔"

زیر طبع کتب | ادارے کے مختلف شعبوں کی جانب سے کتابوں کی ترتیب اور طباعت کا کام جاری ہے۔ بعض کتابیں سنہ ۱۹۴۳ء ہی میں شائع ہونی تھیں لیکن طباعت کا کام مکمل نہ ہو سکا اس لئے توقع ہے کہ اوائل سنہ ۱۹۴۴ء میں چھپ کر منظر عام پر آ جائیں گی۔

شعبۂ ادب اطفال | اس شعبہ کی طرف سے حسب ذیل تین کتابیں زیر طبع ہیں جو اوائل ماہ فروری میں شائع ہو جائیں گی۔

۱۔ مرزا غالب از سعیدہ مظہر صاحبہ بی اے۔
۲۔ حیدرآباد از رضیہ سلطانہ صاحبہ متعلمہ بی اے
۳۔ اشوک اعظم از سیدہ جعفری صاحبہ " "

یہ شعبہ محترمہ رفیعہ بیگم نواب زین یار جنگ بہادر پرنسپل کلیہ اناث کی صدارت میں بچوں اور بچیوں کے لئے مفید کتابیں تیار کر رہا ہے۔

شعبۂ تاریخ | اس شعبے کی مرتبہ حسب ذیل تین کتابیں اس وقت

زیر طبع ہیں۔

۱۔ غفران مکاں میر محبوب علی خاں آصفجاہ سادس از مولوی سید مراد علی صاحب طالع۔

۲۔ سیاسیات از مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی۔

۳۔ یورپ جنگ سے پہلے از پروفیسر ہارون خاں صاحب شروانی ایم اے بیرسٹر ایٹ لا۔

۴۔ غفران مکاں حضرت آصفجاہ اول از مولوی سید مراد علی صاحب طالع۔ (اس عنوان پر پہلے شیخ چاند مرحوم کی ایک کتاب ادارے کی طرف سے شائع ہو چکی تھی لیکن وہ سلاطین آصفی کے حالات کا جو سلسلہ ادارے نے تیار کرایا ہے اس کے مطابق نہ تھی اس لئے مولوی مراد علی صاحب طالع سے ایک نئی کتاب لکھوائی گئی ہے)

۵۔ سپہ سالار جنگ مختار الملک از مولوی فیض محمد صاحب ایم اے (دوسرا ایڈیشن) شعبۂ تاریخ کی جانب سے اور چند کتب زیر ترتیب ہیں جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱) مال والے از مولوی سید مراد علی صاحب طالع۔

(۲) فیروز شاہ بہمنی از مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی۔

(۳) ارسطو جاہ " " " " (ترتیب ثانی)

(۴) تاریخ احمد نگر " " " " "

(۵) حیدرآباد کا ایک تاریخی پس منظر از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔

شعبۂ اردو امتحانات | اس شعبہ کی جانب سے تعلیم بالغان کے سلسلہ کی ابتدائی دو کتابیں (یعنی اردو دانی کی پہلی اور دوسری) نظر ثانی کے بعد دوبارہ شائع کی گئی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں مولوی محمد سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج کی خاص نگرانی میں مرتب کرائی گئی تھیں اور ان کی نظر ثانی بھی پرنسپل صاحب موصوف ہی کی ہدایات کے تحت کی گئی ہے۔

ان دو ابتدائی کتابوں کے علاوہ حسب ذیل دو کتب سلسلۂ سے بھی زیر طبع ہیں جو قریب میں شائع ہو جائیں گی۔

۱۔ رفیق اردو داں از مولوی عصمت اللہ بیگ صاحب۔

۲۔ معلم بالغاں از مولوی زاہد حسین صاحب صدر مدرسہ مشقی تحتانیہ آباد۔

شعبۂ سائنس | سنہ ۱۹۴۳ء کے آخری چند مہینوں کے اندر اس شعبہ کی جانب سے حسب ذیل کتابیں شائع ہوئی ہیں

۱۔ پودوں کی کہانی خود ان کی زبانی۔ از پروفیسر محمد سعید الدین صاحب صدر شعبہ نباتیات جامعہ عثمانیہ۔

۲۔ طبیعیاتی کائنات۔ از پروفیسر محمد علی خاں صاحب۔

اور حسب ذیل کتاب زیر کتابت ہے۔

زہریلے پودے از مولوی محمد عبدالسلام صاحب ایم ایس سی۔ حسب ذیل کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔

۱۔ پودوں کی بیماریاں از مولوی عبدالباری صاحب ایم ایس سی۔

۲۔ علم الشمس از راے مہندر راج صاحب سکسینہ ایم ایس سی۔

۳۔ زہر گی از مولوی محمد معین الدین صاحب ایم ایس سی۔

۴۔ جوہر کی ساخت از مسٹر ستیا نارائن راوڑا ایم ایس سی۔

۵۔ مکھی از مولوی مہدی علی صاحب ایم ایس سی۔

یہ شعبہ پروفیسر محمد سعید الدین صاحب صدر شعبۂ نباتیات جامعہ عثمانیہ کی معتمدی میں خاص طور پر سرگرم عمل ہے۔

شعبۂ نسواں | ادارہ کا شعبۂ نسواں خواتین حیدرآباد کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں بدستور اضافہ کر رہا ہے چنانچہ اواخر سنہ ۱۹۴۳ء میں اس شعبہ نے طے کیا تھا کہ ہر تین مہینے میں ایک بار ایک ادبی مجلس کی جائے گی اور اس کے مطابق اس شعبہ کی جانب سے آنجہانی اودھالی پر خاص علمی اجلاس سنہ ۱۹۴۳ء میں منعقد

ہو چکے ہیں جن کی تفصیلی روئدادیں، مقالے اور نظمیں سب رس کے جنوری ۱۹۴۴ء کے شمارے میں شائع کی جارہی ہیں۔

تاریخی نمائش گاہ

ادارے کی جانب سے قلعہ گولکنڈہ میں قطب شاہی اور دیگر دکنی آثار کی تاریخی نمائش گاہ کی تعمیر کے لئے جو وسیع زمین بطور پٹہ حاصل کی گئی ہے اس کی حصار بندی کا کام شروع ہو چکا ہے اور پلین کا نقشہ نواب زین یار جنگ بہادر تیار کر رہے ہیں۔ اس زمین کی حصار بندی اور اس پر جو متعدد ثمردار درخت ہیں ان کی حفاظت کے کام میں مشہور علم دوست اور مورخ کرنل نذیر الاسلام خاں صاحب بی اے کمانڈر سالار جنگ بٹالین ادارے کی خاص اعانت فرما رہے ہیں جس کے لئے ادارہ ان کا ہمیشہ شکر گزار رہیگا۔

اردو امتحانات کی تاریخیں

ادارے کے امتحانات بابتہ ۱۹۴۴ء (اردو فاضل، اردو عالم، اردو زباندانی، اردو دانی، خوشنویسی وغیرہ) ۱۲ تا ۱۴ شہریور ۱۳۵۳ ف م ۱۸ تا ۲۰ جولائی ۱۹۴۴ء بلدہ اور اضلاع ممالک محروسہ میں مختلف مقامات پر ایک ساتھ لئے جائیں گے۔ وصول درخواست کی آخری تاریخ ۱۰ تیر ۱۳۵۳ ف مقرر کی گئی ہے۔ وہی مقام مرکز مقرر ہو سکے گا جہاں سے کم از کم پچاس امیدوار شریک امتحان ہوں گے۔

مرکزوں کی روئدادیں

۲۴ ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو اردو دانی کا جو دوسرا امتحان لیا گیا اس کے مرکزوں کی چند روئدادوں کے اقتباس درج ذیل ہیں۔

مرکز پرینڈہ

بتاریخ ۱۹ بہمن ۱۳۵۳ ف تقریباً ۱۲ ساعت شب پرینڈہ پہنچنے کا موقع ملا۔ مقررہ تاریخ و وقت پر امتحان شروع ہوا اور بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔

شاخ ادارہ ادبیات اردو موقوعہ متعلقہ پرینڈہ ضلع عثمان آباد کے معتمد مولوی سید قدرت اللہ صاحب قادری ہیں جو اردو فاضل کامیاب ہیں۔ صاحب موصوف مدرسہ تحتانیہ پرینڈہ کے مڈل ٹرینڈ صدر مدرس ہیں۔ شاخ ادارہ کے قیام اور بقا کا سہرا صاحب موصوف ہی کے سر ہے۔

امتحان گاہ کے لئے مدرسہ تحتانیہ کی عمارت منتخب کی گئی تھی۔

جناب ناظر صاحب تعلیمات حلقہ دوم ضلع مذکور کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ انھوں نے حین معائنہ بکمال خوشی مدرسہ کی عمارت بطور امتحان گاہ استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ صدر مدرس صاحب کے مکان کا ایک ہال امتحان گاہ اناث کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ نگرانی کے لئے صدر نگران کار کے علاوہ جناب معتمد صاحب ادارہ، جناب سید عثمان حسینی صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ مان کیسر، جناب جبار حسن راؤ صاحب، مددگار مدرسہ تحتانیہ پرینڈہ اور جناب صمصام الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ کوڑ گاؤں منتخب کئے گئے۔ امتحان گاہ اناث کی نگرانی محترمہ محل سید قدرت اللہ قادری صاحب، محترمہ کبری بیگم صاحبہ مددگارہ مدرسہ نسواں مان کیسر اور محترمہ بسم اللہ بی صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ نسواں پرینڈہ نے کی۔

امتحان میں جملہ (۵۰) امیدوار (بشمول اناث) شریک اور حاضر تھے۔

قاضی محمد حبیب الدین

مرکز نظام آباد

۲۳ ڈسمبر ۱۹۴۳ء ۵ بجکر ۲۰ منٹ شام سے چل کر رات کے پونے بارہ بجے نظام آباد پہنچا۔ اسٹیشن پر مولوی محمد حسین خاں صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ قلعہ و معتمد شاخ ادارہ موجود تھے۔

چونکہ رات ہی میں میں نے مولوی محمد حسین خاں صاحب سے زنانہ و مردانہ مرکز کے انتظامات سے متعلق تمام ضروری امور دریافت کر لئے تھے اس لئے ۲۴ ڈسمبر کی صبح نہایت اطمینان سے ٹھیک پونے دس بجے امتحان گاہ یعنی عمارت مدرسہ فوقانیہ میں پہنچا۔ ذکور میں تمام امیدوار حاضر تھے کیونکہ بلحاظ اناث کے تمام شرکا حاضر ہو گئے۔ لفافہ

چاک کیا جاکر ٹھیک وقت پر پرچے تقسیم کیا گیا۔ دوپہر میں زبانی امتحان تین بجے سے شروع کر دیا گیا جو ٹھیک چھ بجے ختم ہوا۔

مرکز و کور میں نگرانی کی حد تک جن حضرات نے صدر نگران کار کا تعاون فرمایا ان میں خاص طور پر مولوی محمد حسین خاں صاحب معتمد شاخ ادارہ اور مولوی اعجاز اللہ خاں صاحب اول مددگار و انچارج صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ نظام آباد قابل ذکر ہیں۔ زنانہ مرکز کا امتحان محترمہ بیگم سرتاج عالم صاحب مہتمم پولیس اور محترمہ بیگم بشیر حسین صاحب مددگار انجمن امداد باہمی کی نگرانی میں ختم ہوا۔

امتحان گاہ میں نشستوں کا معقول انتظام تھا۔ حصۂ اناث کے لئے مدرسہ فوقانیہ کا ایک وسیع ہال مختص کر دیا گیا تھا۔ ہال کے باہر خواتین کی سہولت کی خاطر قنات گھیر دی گئی تھی اور ہال کے ہر دروازہ پر چلمنیں آویزاں تھیں۔ مدرسۂ نسواں اردو کی گاڑیاں اور خادمائیں مصروف انتظام تھیں۔ اس خصوص میں محترمہ رحیم النساء بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ نسواں اردو نظام آباد تشکر کی مستحق ہیں۔

صاحبزادہ جناب مولوی میر احمد علی صاحب مہتمم تعلیمات ضلع نظام آباد بھی خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ صاحب موصوف نے زنانہ مرکز کے انتظامات میں معتمد شاخ کا بڑی حد تک تعاون فرما کر ادارۂ ادبیات اردو اور اردو امتحانات سے متعلق اپنی دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ صاحب موصوف سے جب میں نے ملاقات کی تو اردو امتحانات کی ترویج، مقبولیت اور ان امتحانات کے بانی و موجد کے متعلق گہری ہمدردی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور امتحانات کی ترویج اور توسیع و اشاعت کو فرض سمجھ کر جو حضرات ایثار اور خلوص، خاموشی اور مستعدی کے ساتھ یہاں کمربستہ ہیں ان میں خاص طور پر مولوی محمد حسین خاں صاحب معتمد شاخ ادارۂ

مولوی غلام احمد صاحب وکیل اور جناب کاشی ناتھ راؤ صاحب وکیل قابل ذکر ہیں۔ جناب کاشی ناتھ راؤ صاحب وکیل رکن شاخ ادارہ کی نسبت یہ معلوم کر کے مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ بعض موقعوں پر آپ نے غریب و نادار امیدواروں کی شرکت کے لئے امتحان کی فیس اپنی جیب سے ادا کی۔ مسٹر موصوف کا یہ وہ کام ہے جو باقیات صالحات میں شمار کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے نظام آباد کے ارکان ثلاثہ کا لائق ستائش اتحاد ادارہ کی دوسری شاخوں اور مرکزوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

مولوی محمد حسین خاں صاحب معتمد شاخ ادارہ ایک ذی علم اور تجربہ کار، فرض شناس اور سنجیدہ مزاج، مستعد اور خاموش کارکن افراد میں سے ہیں۔ اس دفعہ نظام آباد کا مرکز امتحانات قرار پانا محض صاحب موصوف کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ امتحان گاہ سے متعلق تمام ضروری انتظامات بروقت اور نہایت عمدگی سے آپ نے انجام دیے۔ صاحب موصوف نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"عالیجناب مولوی مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار نظام آباد نے اردو امتحانات کی مقبولیت کو دیکھ کر ادارہ کی شاخ کے لئے سنہ ۱۳۴۵ف میں مبلغ ساٹھ روپے بطور عطیہ مرحمت فرمائے تھے۔ اس رقم کا ہم نے یہ مصرف کیا کہ ادارۂ ادبیات اردو کے امتحان زباندانی اور اردو عالم کے امتحانات میں مرکز نظام آباد سے بدرجۂ امتیاز کامیاب ہونے والے مسلم و غیر مسلم طالبات کو ہر سال دو نقرئی تمغے عطا کئے جائیں گے چنانچہ بذریعۂ اشتہار اس کا اعلان بھی کیا گیا۔ سنہ ۱۳۵۲ف میں لاڈلی بیگم صاحبہ کو امتیازی کامیابی پر نقرئی تمغہ عطا کیا گیا چونکہ اس سال غیر مسلم طالبات شریک امتحان نہ تھیں اس لئے محمودہ خاتون کو جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر

اچھی تقریر کے صلہ میں دوسرا تمغہ دے دیا گیا۔ ۱۳۵۲ف کے لئے بھی دو تمغے تیار ہو چکے ہیں جس کو میں نے بچشم خود دیکھا۔ تمغے نہایت شاندار اور خوش وضع ہیں۔

ادارۂ ادبیات اردو کی اہمیت اور عام ہر دلعزیزی اردو امتحانات کی ترویج اور بڑھتی ہوئی مقبولیت، ملک کے ہر حصے میں خدا داد خدمت گزاران اردو کی مخلصانہ سرگرمی اور ایثار کو دیکھ کر ادارۂ ادبیات اردو اور اس کے واجب الاحترام موسسین اور معتمد اعزازی کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سید مراد علی طالع

مرکز اورنگ آباد | گزشتہ چار سال سے اردو امتحانات حیدرآباد اور اس کے مختلف اضلاع میں ہر سال منعقد ہو رہے ہیں۔ مرکزی ادارہ کی گوناگوں مصروفیتوں اور مرکز علاوہ ذکر دوائش کے انتظامات وغیرہ کے باعث مجھے اضلاع کے کسی مرکز پر جانے کا موقع نہ مل سکا لیکن میں اس ضرورت کو محسوس کر رہا تھا کہ اضلاع کے مرکزوں کے حالات، انتظامات اور دیگر امور سے بھی مجھے واقف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اس دفعہ میں نے مرکز اورنگ آباد پر بحیثیت صدر نگران کا رہنا طے کر لیا اور مجلس اردو امتحانات نے اس مرکز کے لئے میرا انتخاب کیا۔

سوالات کے پرچوں کے سربمہر لفافے بوالی بیاضات اور دیگر ضروری اشیاء کے ساتھ ۲۳ ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو رات کے دس بجے اورنگ آباد پہنچا۔ اسٹیشن پر شاخ اورنگ آباد کی طرف سے کوئی صاحب مجھے لینے نہیں آئے۔ میں نے ٹانگہ کرایہ پر لیکر سیدھے مولوی عارف الدین حسن صاحب دوم تعلقدار و خازن شاخ ادارہ کے دولت خانہ پر پہنچ گیا۔ صاحب موصوف کلب کے ڈنر سے ابھی واپس ہوئے تھے۔ نہایت خندہ پیشانی سے مجھ سے ملاقات کی۔ رات کا کھانا تیار تھا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ادارہ کے کاموں سے متعلق تبادلۂ خیال کیا گیا۔

صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر ½ ۹ بجے صاحب موصوف کے ساتھ ادارہ کے دفتر آڈلہ باغ شاہ گنج پہنچا جہاں امتحانات کا انتظام کیا گیا تھا۔ اناث کے لئے ایک علحدہ ہال میں انتظام تھا۔ امتحان گاہ میں نشستوں اور دیگر انتظامات مولوی عارف صاحب ہی کو انجام دینے پڑے حتی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عارف صاحب نے اپنے ہاتھوں شطرنجیاں بچھائیں۔ ۱۰ بجے تک کوئی امیدوار نظر نہ آیا حالانکہ شاخ ادارہ کے دفتر میں امتحان کا وقت نامہ لگا دیا گیا تھا۔ شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ اورنگ آباد میں اس زمانہ میں سخت سردی تھی اور بروقت امیدواروں کا حاضر ہونا ذرا دقت طلب تھا۔ دس بجے کے بعد امیدوار یکے بعد دیگرے آنے شروع ہوئے۔ میں نے ۱۰ کے بجائے ½ ۱۰ بجے سوالات کے پرچے تقسیم کئے۔ مردانہ مرکز کی نگرانی میں حسب ذیل علمدوست اصحاب نے میرا ہاتھ بٹایا جن کا منجانب ادارہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مولوی عارف الدین حسن صاحب دوم تعلقدار، مولوی عبدالوہاب صاحب صدر مہتمم لوکلفنڈ، مولوی وجیہہ الدین صاحب ٹاؤن انجنیئر، مولوی سید یحیٰی صاحب منتظم صوبہ داری، مولوی غازی معین الدین صاحب وکیل، مولوی ظفر مہدی صاحب گتہ دار، مولوی حافظ عبدالستار صاحب۔

زنانہ مرکز کی صدر نگران کا رمحترمہ بیگم صاحبہ عبدالوہاب صاحب صدر مہتمم لوکلفنڈ تھیں۔ آپ ۱۰ بجے سے قبل امتحان گاہ تشریف لائیں اور نہایت باضابطگی اور حسن و خوبی کے ساتھ

امتحان گاہ کی نگرانی فرمائیں۔ دوپہر میں گھر تشریف نہیں لے گئیں بلکہ امتحان گاہ پر اپنا کھانا منگوا لیا۔ اس طرح ۱۰ بجے سے ۶ بجے تک مسلسل آٹھ گھنٹے امتحان گاہ میں تشریف رکھیں اور کسی کی شرکت کے بغیر زبانی امتحان بھی نبھا لیا۔ محترمہ کی علم دوستی اور ادارہ کے ساتھ جو ہمدردی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا اور موصوفہ کا ادارہ کی طرف سے پر خلوص شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ٹھیک ایک بجے جوابی بیاضیں امیدواروں سے لے لی گئیں اور اعلان کر دیا گیا کہ زبانی امتحان ۳ بجے سے ہوگا۔ وقت مقررہ پر امیدوار جمع ہو گئے۔ دوپہر میں مولوی عارف الدین حسن صاحب، مولوی غازی معین الدین صاحب، مولوی وجیہہ الدین صاحب میرے ساتھ تھے۔ بنظر سہولت مولوی عارف الدین حسن صاحب کو زبانی امتحان لینے کے لئے میں نے اپنا شریک بنا لیا۔ ۶ بجے زبانی امتحان ختم ہوا۔

امتحان میں جملہ ۴۸ امیدواروں میں سے ۲۱ حاضر تھے۔ زیادہ تعداد کم عمر لڑکوں کی تھی لیکن دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ کسی مدرسے کے طالب علم نہیں ہیں۔ بلکہ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ مولوی عارف صاحب کی حسن سعی اور مالی امداد سے ان کو پڑھنے لکھنے پر لگا دیا گیا ہے۔ حافظ عبدالستار صاحب نے ان امیدواروں کو تعلیم دی۔ مگر تنگیٔ وقت کے سبب تشفی بخش تعلیم نہ دی جا سکی۔ بعض امیدوار بڑی عمر کے تھے جو دفتر آبرسانی، لاسلکی نشرگاہ اورنگ آباد اور ڈویژن کے چپراسی تھے۔ امیدوار اناث (۱۳) شریک ہوئیں جن میں (۱۱) حاضر تھیں۔ اورنگ آباد میں دو روز میرا قیام رہا اور عارف صاحب کا مہمان تھا آپ کی مہمان نوازی کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

اورنگ آباد کے متعلق میرے تاثرات اورنگ آباد ہماری ریاست کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور کسی زمانے میں اردو زبان و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ اورنگ آباد کی خاک پاک سے ولی اور سراج جیسے اردو کے بلند پایہ شاعر پیدا ہوئے اور برسوں تک اس سرزمین میں اردو و ادب نے نشو و نما پائی۔ لیکن آج علم و ادب کا یہ مگر سونا پڑا ہے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ وہاں عالموں کی کمی ہے بلکہ وہ شوق اور ولولے باقی نہیں رہے۔ عوام کو تو کالانعام بولا ہی جاتا ہے مگر صاحبان علم اور دیگر حضرات میں بھی علمی و ادبی تحریکات میں حصہ لینے کے جذبات سرد پڑ گئے ہیں۔ ادارہ کی شاخ قائم ہے اس کا کتب خانہ ہے اور دیگر تفریحی کھیلوں کا انتظام بھی کیا گیا ہے لیکن کوئی بندۂ خدا وہاں قدم نہیں دھرتا۔ روزآنہ شام میں صرف عارف صاحب حاضری دیتے ہیں اور بس۔ بزم سراج برائے نام بزم ہے لیکن اس کی شمع تاریک ہے۔ میں ایک تلخ حقیقت کو عریاں کر رہا ہوں چاہے کوئی برا مانے یا بھلا۔ لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے سب کو ایک جگہ جمع ہو کر اردو زبان و ادب کی خدمت میں حصہ لینا چاہیئے تاکہ ولی اور سراج کی ارواح کو اہل اورنگ آباد کے علمی و ادبی کارناموں سے سکون اور مسرت حاصل ہو۔ ان پڑھوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا ایک ایسی نیکی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ اردو کی خدمت وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور اردو کے ہر بہی خواہ کا یہ مقدس فریضہ ہے کہ اس کام میں ممکنہ مدد سے دریغ نہ کرے۔

خواجہ حمید الدین

مرکز اودگیر یہاں انجمن ترقی اردو کی شاخ قائم ہے جس کی سعی و کوشش سے اردو امتحانات کی افادیت کے نقطۂ نظر سے اودگیر پہلی بار مرکز قرار دیا گیا ہے۔

جب ریل اسٹیشن پہنچا تو منشی عبدالرحمٰن صاحب معتمد موجود نہ تھے لیکن دوران سفر ہی میں پیشکار صاحب تحصیل سے ملاقات ہو گئی تھی جس کے باعث اطمینان کے ساتھ آبادی کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں معتمد صاحب اور مولوی ظہیر الدین صاحب (عثمانیہ) سے

ملاقات ہوئی۔

۲۴ر ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو امتحان مدرسہ فوقانیہ میں شروع ہوا۔ صدر مدرس صاحب ہذا کی اعانت اور دیگر کارکنوں کے تعاون کی وجہ سے امتحانات بخوبی اختتام کو پہنچ سکے۔

دوران امتحان میں مولوی عثمان جعفری صاحب ایچ سی ایس منصف نے امتحان گاہ کا معائنہ فرمایا۔ صاحب موصوف کے ہمراہ صدر مدرس صاحب بھی تھے۔ ان اصحاب سے اردو کی ترویج و ترقی پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔

شام میں دارالمطالعہ کا معائنہ کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ایک عمارت مرکزی مقام پر مختص کردی گئی ہے۔ اخبار اور رسائل میں اضافہ کرنے کے علاوہ مطالعہ کے شوق کو عام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

منشی عبدالرحمن صاحب اور ان کے کارکن نہایت ہی خلوص انہماک اور سرگرمی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مقامی عہدہ داروں کی اعانت اور خاص طور پر مولوی عثمان جعفری صاحب کی سرپرستی کی بدولت یہ شاخ روزافزوں ترقی کررہی ہے۔ کلب میں مولوی زین العابدین صاحب تحصیلدار اور وکلا صاحبان وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ صاحب موصوف سے بھی اردو امتحانات اور ادارہ کے اغراض و مقاصد کے سلسلہ میں بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔

رحیم الدین کمال

بمبئی میں اردو کے امتحانات

ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کا امتحان اردو دانی ۲۵ر ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو صبح ۱۱ بجے انجمن اسلام بمبئی کے ہال میں لیا گیا۔ اس امتحان میں (۲۷) امیدوار شریک تھے جن میں سولہ برس کی عمر سے ۴۰ برس کی عمر تک جوان اور بوڑھے سب ہی موجود تھے۔ امیدواروں میں بمبئی اور اس کے مضافات کے لوگوں کے علاوہ صوبہ سرحد، میسور، آفریقہ اور ملایا کے لوگ بھی موجود تھے۔ امتحان گاہ میں ایک خاتون بھی تھیں جو بمبئی کے اسکول میں ملازم ہیں۔ موصوفہ کا اردو پڑھنے اور لکھنے کا ذوق بمبئی کی دوسری بہنوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

ان حضرات کا میں شکرگزار ہوں جنھوں نے میرے ساتھ نگرانی کے فرائض انجام دیے۔ اور بالخصوص جناب عبدالرزاق صاحب قریشی کا۔ مسٹر قریشی ایک نہایت مستعد اور صاحب ذوق نوجوان ہیں۔ انھیں اردو زبان کی اشاعت اور ترقی سے بیحد دلچسپی ہے۔ یہ ایک زمانہ سے اپنے طور پر بمبئی میں اردو کی ترقی کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے اسمعیل کالج بمبئی ادارہ کے امتحانات سے خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ دوران قیام بمبئی میں آپ سے ادارہ ادبیات اردو اور اردو زبان کے بعض اہم مسائل کے متعلق گفتگو رہی خوش قسمتی سے ادارہ کو آپ کا تعاون عمل حاصل ہوچکا ہے۔

مجھے قوی توقع ہے کہ بمبئی کے اردو نواز حضرات کے مساعی سے وہاں ہماری قومی زبان اردو و ادب کا مستقبل نہایت شاندار رہیگا۔

ذیل میں جناب عبدالرزاق صاحب قریشی معتمد امتحانات ادارہ ادبیات اردو کی روئداد شایع کی جاتی ہے۔ محمد بن عمر

"ایک عرصے سے یہ ضرورت محسوس کیجارہی تھی کہ بمبئی میں عملی طور پر اردو زبان کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کیا جائے چنانچہ پچھلے اکتوبر میں ہم چند دوستوں نے جنھیں اردو زبان سے دلچسپی ہے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور ادارۂ ادبیات اردو سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کی گئی۔ جناب ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زورؔ معتمد ادارہ نے بڑی خوشی سے ہم کو بمبئی میں مرکز قائم کرنے کی اجازت دی۔ اور اس سلسلہ کا پہلا امتحان (اردو دانی) ۲۵ر ڈسمبر ۱۹۴۳ء کو انجمن اسلام ہال میں ہوا۔ وقت کی تنگی کے باوجود ہم ۴۲ امیدواروں کی درخواستیں حاصل کرسکے مگر چند در چند مجبوریوں کی بنا پر (۲۵)

امید وار شریک امتحان نہ ہو سکے۔ صرف ۱۲۷ امید وار شریک ہوئے۔

اس سلسلہ میں ادارہ کی طرف سے جناب محمد بن عمر صاحب ایم اے لکچرار جامعہ عثمانیہ بمبئی تشریف لائے۔ ۲۷ ڈسمبر کو تبادلۂ خیالات کی غرض سے بمبئی کے چند اہلِ ذوق اصحاب کی ایک مخصوص مجلس بلائی گئی، جس میں مندرجۂ ذیل حضرات نے شرکت فرمائی۔

۱۔ جناب قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی۔

۲۔ جناب پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے (اسمٰعیل کالج)

۳۔ جناب پروفیسر ترمذی صاحب ایم اے۔ ۴۔ جناب احمد علی نور بھائی صاحب بی اے، رٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ میونسپل اُردو اسکولز۔ ۵۔ جناب مولانا محمود اسرائیلی صاحب ۶۔ جناب سید شہاب الدین صاحب دسنوی بی ایس سی بی ٹی پرنسپل انجمن اسلام ہائی اسکول۔ ۷۔ جناب مولانا مہر محمد خاں صاحب شہاب مالیرکوٹلوی۔ ۸۔ جناب شیخ نور محمد صاحب بی اے، بی ٹی اسسٹنٹ لڑکی آفیسر۔ ۹۔ جناب منصوری صاحب اسسٹنٹ سکریٹری انجمن اسلام۔ ۱۰۔ جناب محمد عباس صاحب بی اے (علیگ) ایس ٹی سی ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ۔ ۱۱۔ جناب ضیاءالدین صاحب برنی بی اے۔ ۱۲۔ جناب حربال صدیقی صاحب بی اے۔ ۱۳۔ جناب نورالدین صاحب بی اے (آنرز) ۱۴۔ جناب تصدیق حسین صاحب بی اے بی ٹی۔ ۱۵۔ صوفی صاحب بی اے۔ ۱۶۔ جناب محمد عمر صاحب بی اے (جامعی) ۱۷۔ عبدالرزاق قریشی۔

جناب سید شہاب الدین صاحب دسنوی پرنسپل انجمن اسلام بمبئی ہائی اسکول نے محمد بن عمر صاحب، ایم اے کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے اردو زبان کی ترقی و اشاعت کے سلسلہ میں ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن جو بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے اور بالخصوص اس کا شعبۂ امتحانات اردو کو عوام میں پھیلاؤ کے لئے جو منظم جدوجہد کر رہا ہے اس کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بمبئی میں بھی ادارہ کے امتحانات نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

صاحب موصوف کے بعد مولوی محمد بن عمر صاحب نے نہایت دلچسپ و شگفتہ انداز بیان کے ساتھ اردو کی ابتدا سے لے کر آج تک حیدرآباد کے مختلف سلاطین اور ادبی اداروں بالخصوص جامعہ عثمانیہ اور ادارۂ ادبیات اردو نے اردو کی جو خدمات انجام دیں اور دے رہے ہیں، ان کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا۔ صاحب موصوف کی معلومات آفریں تقریر کے بعد ادارہ ادبیات اردو کی علمی و ادبی مساعی کے پیش نظر بمبئی میں اردو زبان کی ترقی و اشاعت کے مختلف مسائل پر دیر تک تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔

ڈاکٹر زور صاحب بانی ادارۂ ادبیات اردو کی بے لوث مخلصانہ اور ہمہ گیر اردو خدمات پر اظہار تحسین کیا گیا۔ اس کے بعد ادارہ کے امتحانات کی اہمیت و افادیت اور دوسرے پہلوؤں پر بڑی دلچسپ بحث ہوئی جس میں محمد بن عمر صاحب کے علاوہ پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی، قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڑھی، معتمد مرکز امتحانات اور دیگر حضرات نے بھی حصہ لیا۔ تمام حضرات اس بات پر متفق تھے کہ ادارہ کا شعبۂ امتحانات نہایت اہم و مفید چیز ہے اور ہم کو ہر طرح سے اس کام میں حصہ لینا چاہیے۔ پروفیسر نجیب اشرف صاحب ندوی سکریٹری انجمن ترقی اردو، صوبہ بمبئی نے اس خصوص میں ہر طرح سے (دامے، درمے سخنے) امداد کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ اسی وقت بمبئی میں ادارہ کے اردو امتحانات کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں ایک مجلس انتظامی بنائی گئی۔

ادارہ کے دوسرے ادبی کاموں، بالخصوص السائیکلوپیڈیا کی تیاری پر حاضرین مجلس نے نہایت مسرت کا اظہار کیا۔ یہ دلچسپ صحبت تقریباً دو گھنٹے رہی۔

عبدالرزاق قریشی

ادارۂ ادبیاتِ اردو دنیائے اردو کی نظر میں

۱۹۴۳ء میں اردو رسائل و جرائد نے ادارے کے علمی و ادبی
م سے متعلق جو رائیں ظاہر کیں ان کے مختصر اقتباس یہاں درج
ے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے ماہ جنوری میں ادارے نے ۲۰۰ سے
۲ صفحات کی ایک کتاب بعنوان "ادارۂ ادبیاتِ اردو ۱۹۴۲ء میں"
شایع کی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہور کے موقر ماہی اورینٹل کالج
میگزین نے لکھا کہ:۔

"حیدرآباد میں زبان اردو کی توسیع و ترقی کے لئے جو کوششیں جاری ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں منجملہ اُن اداروں کے جو وہاں اردو کی خدمت میں مصروف ہیں ایک ادارۂ ادبیاتِ اُردو ہے جو تقریباً بارہ سال سے اُردو ادب کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں یہ ادارہ ڈاکٹر سید محی الدین زور اور اُن کے رفقاء کی تحریک سے قائم کیا گیا۔ اس قلیل عرصے میں نوّے کے قریب اُردو کی کتابیں کارکنان ادارہ کی کوشش سے شایع ہو چکی ہیں۔

منجملہ دیگر خدمات کے جو ادارہ انجام دے رہا ہے سب سے زیادہ مفید اور نمایاں کام یہ ہے کہ وہ اس وقت اُردو انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تکمیل میں مصروف ہے ہمیں سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ کارکنان ادارہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہیں اور اپنے ملک کی زبان کو ترقی دینے میں یکساں سرگرم ہیں۔

ادارہ کے صدر نواب مہدی یار جنگ بہادر اور معتمد ڈاکٹر سید محی الدین زور ہیں۔ ان علم نواز بزرگوں کے نام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ادارہ کا مستقبل شاندار ہوگا"

اورینٹل کالج میگزین۔ لاہور۔ بابت مئی ۱۹۴۳ء

ماہنامۂ البیان امرتسر نے رائے دی کہ:۔

"اردو ادب کی اشاعت و ترقی میں دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو اس رپورٹ کا مطالعہ کرنا چاہئے"

البیان امرتسر۔ بابت مئی ۱۹۴۳ء

ماہنامۂ نئی زندگی الہ آباد نے (جو مشہور قومی رہنما ڈاکٹر محمود کی سرپرستی میں شایع ہوتا ہے) لکھا کہ:۔

"ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن نے حال میں اپنی سالانہ رودادا شایع کی ہے جس میں اپنی مختلف مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کی ان خدمات کا مجمل خاکہ پیش کیا ہے جو ۱۹۴۲ء میں اس ادارے کے ذریعہ انجام پائی ہیں۔

یہ روداد اس ادارے کے بارھویں سال کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اپنی زندگی کا ایک جگ گزار لیا۔

اس ادارے نے زبان اردو کی چند نہایت ہی بنیادی خدمات انجام دی ہیں۔ اس وقت اس ادارے کو حیدرآباد کے چوٹی کے عمائدین کی حمایت حاصل ہے۔ اور ایک حد تک حکومت کی سرپرستی بھی۔ پھر قدرت نے بھی ادارے کی اس معاملے میں بڑی فیاضی سے مدد کی ہے یعنی جامعۂ عثمانیہ نے جو ہر فن کے یگانۂ روزگار لوگوں کو جمع کر رکھا ہے وہ سب کے سب ادارۂ ادبیات کو مفت مل گئے ہیں اور جناب زور ان سبھوں سے بیگاری لیتے رہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں کام کرنے سے زیادہ مشکل دوسروں سے کام لینا ہے اور یہ سلیقہ

بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سید محی الدین زورؔ صاحب کام کرنا اور کام لینا دونوں ہی فنون سے آگاہ ہیں۔

ادارۂ ادبیات اردو نے اپنا کام بارہ مختلف شعبوں پر تقسیم کیا ہے (۱) زبان (۲) تنقید (۳) تالیف و ترجمہ (۴) تاریخ (۵) شعراء و مصنفین (۶) سائنس (۷) نسواں (۸) ادبیات اطفال (۹) طلبہ (۱۰) اردو امتحانات (۱۱) کتب خانہ (۱۲) اردو انسائیکلو پیڈیا ان میں سے ہر ایک شعبہ کسی نہ کسی ماہر فن کے زیر نگرانی ہے اور اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔

ادارہ اس سال کاغذ کی دقتوں کے باوجود آٹھ مفید کتابیں شایع کر سکا ہے۔ (۱) گارساں دتاسی (۲) بلاغت (۳) نظام علی خاں آصف جاہ ثانی (۴) سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (۵) کشمکش تانی (۶) عرب اور عربستان (۷) آریائی زبانیں (۸) شاد اقبال۔

رسالۂ سب رس اور بچوں کا سب رس بھی برابر نکلتا رہا اور ان میں بدستور مفید مضامین شایع ہوتے رہے۔

زبان کی ترقی کے لئے جو انجمن بھی قائم ہو اس کے لئے کتابیں چھاپنے سے زیادہ ضروری ان کتابوں کے پڑھے جانے کے لئے مناسب فضا پیدا کرنا ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ ادارۂ ادبیات، انجمن ترقی اردو (ہند) کے برخلاف نہ صرف کتابیں چھاپتا ہے بلکہ اس کے لئے مناسب فضا پیدا کرتا ہے۔ شعبۂ امتحانات نے ایک کورس مقرر کر دیا ہے اور اس کورس پر وہ اپنے قاعدہ قانون کے مطابق اُردو دانی، زبان دانی وغیرہ کے امتحانات لیتا ہے اور لوگوں کو سندیں دیتا ہے۔ رپورٹ مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ ادارے نے اس قسم کے امتحانات میں شامل ہونے والے ایک ہزار طلبہ کو سندیں تقسیم کیں جو بجائے خود ایک بہت بڑا کام ہے۔

ہمارے خیال میں ادارۂ ادبیات اردو کا سب سے بڑا کارنامہ اردو انسائیکلو پیڈیا کی تدوین و تکمیل ہوگی۔ بشرطیکہ یہ کام پورا ہو گیا۔

سب سے آخر میں مجھے ادبیات اردو کی جس امر میں تعریف کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حیدر آباد کی روایات کے برخلاف اس نے اپنی تحریروں کی زبان نسبتاً کم سمت اور عام فہم رکھی ہے۔ حیدر آباد اس معاملے میں اب کافی بدنام ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب ہندستان کی زبانوں کی فہرست میں حیدر آبادی اردو بھی شامل کر دی جائے گی اور یہ فہرست کچھ اس طرح مرتب کی جائے گی —— مرہٹی، گجراتی، بنگلہ، تامل، تلگو، ملیالم، کنڑی، ہندی، اردو، حیدر آبادی اردو وغیرہ۔

نئی زندگی بابت اگست ۱۹۴۳ء

علامہ سر محمد اقبال اور مہاراجہ شادؔ کے خطوط کا مجموعہ "شاد اقبال" بھی ۱۹۴۳ء کے اوائل میں شایع ہوا۔ اس بالتصویر علمی و ادبی مجموعۂ جواہر کی نسبت اردو دنیا نے اپنے تاثرات کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

"زعما کے خطوط کی اشاعت کا احساس اُردو ادب کے لئے ایک نیک فال ہے۔ یہ خطوط بڑے آدمیوں کی زندگیوں کے مختلف پہلو اجاگر کرنے کے لئے مورخ اور سیرت نگار کو ایک نہایت مفید اور صحیح مواد بہم

پہنچاتے ہیں۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد اور علامہ اقبال کی شخصیتوں کو بے شمار مضامین میں پیش کیا جا چکا ہے۔ لیکن ان ہر دو زعما کی خط و کتابت یقیناً خارجی تاثرات کے مقابلہ میں صحیح اور صاف معلومات بہم پہنچاتی ہے۔

ادب لطیف لاہور اگست ۱۹۴۳ء

"باہمی خط و کتابت کا ایک قابل قدر مجموعہ ہے جسے ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور حیدرآباد دکن نے نہایت خوش اسلوبی سے مرتب کیا ہے۔ کتاب گویا دونوں محترم بزرگوں کے پرخلوص تعلقات باہمی کا آئینہ ہے۔

مجموعے کے شروع میں ڈاکٹر محی الدین زور کا لکھا ہوا ایک بسیط مقدمہ ہے جس کے پڑھنے سے مہاراجہ شاد اور اقبال کے تعلقات باہمی پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ کتاب میں مہاراجہ اور اقبال کی تصاویر اور دونوں کی تحریروں کے عکس بھی شامل ہیں۔ جہاں کہیں ضرورت ہوئی ہے واقعات سمجھانے کے لئے فاضل مرتب نے حاشیہ بھی دے دیا ہے۔ الغرض یہ کتاب نہایت دلچسپ اور مطالعہ کے قابل ہے۔ لکھائی، چھپائی، کاغذ سب عمدہ۔"

زمانہ۔ کانپور۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

"یہ کتاب اپنے اندر کافی دلچسپی کا سامان لئے ہوئے ہے"

البیان امرتسر مئی ۱۹۴۳ء

"یہ مراسلت نہ صرف دو مشاہیر ہند کے ذاتی تعلقات بلکہ [illegible] ان کے ادبی میلانات اور

رجحانات کو بھی منعکس کرتی ہے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور جنھوں نے ان قابل قدر تاریخی خطوط کو ترتیب دیا ہے ہمارے شکریے کے مستحق ہیں"

ہمایوں۔ لاہور۔ جون ۱۹۴۳ء

"شاد اور اقبال کے تعلقات کی جو جھلک ان خطوط میں پائی جاتی ہے اس کو تعجب کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ خاص کر وہ شخص جسے مہاراجہ مرحوم سے ادبی خدمات کے سلسلے میں نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان خطوط کو پڑھ کر پورا لطف اٹھا سکتا ہے۔ قابل مولف نے بڑا کام کیا کہ ان خطوط کو جمع میں اردو ادب کی ادبی شان نمایاں ہے پبلک کے سامنے پیش کر دیا۔ اس مجموعے کے شائع ہونے سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ اقبال کے کردار کا وہ پہلو جو اُن کی نجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے مداحین کے سامنے آ گیا"

ذوالقرنین۔ بابت ۱۹۴۳ء

"مہاراجہ کشن پرشاد کی ذات مشرقی تہذیب و شرافت اور اخلاق و مروت کا نمونہ تھی جس سے ایک مرتبہ تعلقات پیدا ہو گئے اس کو عمر بھر نباہا۔ وہ خود صاحب کمال تھے اور ارباب کمال کی قدر دانی ان کا خاص جوہر تھا۔ اس بنا پر ہندستان کے بہت سے اصحاب علم سے ان کے تعلقات تھے۔ سر اقبال مرحوم سے بہت مخلصانہ تعلق تھا۔ اور باہم خط و کتابت بھی رہتی تھی۔ اتفاق سے یہ خط محفوظ رہ گئے تھے ڈاکٹر سید محی الدین صاحب نے ان کو شاد اقبال کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ یہ خطوط

مختلف حیثیتوں سے قابل قدر اور پڑھنے کے لائق ہیں۔ دونوں اعلیٰ ادبی مذاق کے حامل تھے۔ اس لئے ان خطوط میں ادبی محاسن نمایاں ہیں۔ گو دونوں کے مراتب و خیالات میں بڑا فرق تھا لیکن وسعت قلب نے ان میں باہم جو اخلاص و اعتماد پیدا کر دیا تھا اس کا اندازہ ان خطوط کے پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے محرم راز تھے۔ خانگی معاملات میں مشورہ لیتے تھے۔ ایک دوسرے کے حفظ مراتب کا کتنا لحاظ تھا۔ مہاراجہ اپنی وجاہت کے باوجود اقبال کے ساتھ کس اخلاص و محبت کا برتاؤ رکھتے تھے۔ اقبال اپنے استغنا کے باوجود مہاراجہ کے ساتھ کس نیازمندی سے پیش آتے تھے۔ اقبال کے خطوط سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پرائیویٹ زندگی میں بھی کیسے مومن صادق تھے۔ یہ خطوط دو بڑی ہستیوں کی سیرت، اخلاق اور حفظ مراتب کا آئینہ ہیں"۔

معارف اعظم گڈھ۔ مارچ ۱۹۴۳ء

"ہم ان خطوط کو بے حد قابل احترام سمجھتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ وہ ہندستان کی دو بہت بڑی ہستیوں کے باہمی تعلقات کا مرقع ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ موجودہ نسل کے لئے درس عبرت ہیں۔ خطوط کے مطالعہ سے پڑھنے والے پر اس پاک محبت اور دلی عقیدت کا گہرا اثر ہوتا ہے جو ان دو بزرگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تھی۔ یہ عقیدت اور محبت ان باہمی تعلقات کا ایک نمونہ ہے جو پرانے بزرگوں میں جلا امتیاز مذہب دیکھنے میں آتے ہیں اور جن کا موجودہ نسل میں ڈھونڈنا بے سود ہے۔

ذاتی حالات کے علاوہ ان خطوں میں ادبی تبادلۂ خیالات بھی ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو نے اس کتاب کی اشاعت سے بہت عمدہ خدمت انجام دی ہے۔ شروع میں چالیس صفحے کا ایک مقدمہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ کا لکھا ہوا ہے جس میں بہت سی مفید اطلاعات درج ہیں"۔

اورینٹل کالج میگزین۔ لاہور۔ مئی ۱۹۴۳ء

" خود مرتب کے الفاظ میں خطوط خود اپنی آپ تعبیر ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ہندستان کے دو بڑے انسانوں کے قلبی و ذہنی رجحانات بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان میں ان کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کی لڑائیاں آئینے کی طرح صاف و شفاف نظر آتی ہیں۔ یہ خطوط اس حقیقت حال پر سے پردہ اٹھا دیتے ہیں کہ دوستی اور محبت کو نبھانے اور اس کو ترقی دینے کے لئے قلب و دماغ کو کیسی وسعتیں درکار ہیں اور دو انسان وطن۔ مذہب اور مرتبے کی وسیع سے وسیع تر خلیجوں اور اختلافات کے باوجود کیونکر ایک دوسرے کے رنج و راحت کے شریک اور کمالات کے معترف رہ سکتے ہیں

شاد اقبال ان دو بزرگوں کی عالی مقامی کی تصویر ہے اور اس تصویر میں علامہ مرحوم کی زندگی کے بعض خد و خال جو ہم میں سے بہت سوں کی نظروں سے اب تک اوجھل ہیں۔ صاف طور پر نمایاں ہیں۔

امید ہے کہ زیر نظر کتاب حضرت علامہ کے نیازمندوں کے حلقے میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھی جائے گی۔ اور وہ مرتب کے ممنون ہوں گے کہ ان کی توجہ اور سعی سے مرحوم کی زندگی کے یہ چند

نقوش دنیا کے سامنے آگئے۔"

ماہنامہ کتاب۔ لاہور۔ جنوری ۱۹۷۳ء

"ڈاکٹر زور نے ان خطوط کو شائع کرکے اقبال کی زندگی کے ایک نہایت اہم گوشے سے پردہ اٹھایا ہے۔ اقبال کے خطوط بنام شاد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت دوست پرست اور نرم طبیعت کے انسان تھے حقیقت یہ ہے کہ اب تک اس بلند انسان کی کوئی لائف نہیں لکھی گئی اس موضوع پر بانگ درا کی ابتدا میں سر عبدالقادر کے قلم سے ایک مختصر مضمون ہے جو "ٹائمز آف انڈیا" یا "ریک" کی سوانح عمریوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس کے بعد بھی جن لوگوں نے قلم اٹھایا ہے ان کا مسالہ بھی کم و بیش وہی رہا ہے۔ سیالکوٹ اسکول کالج سے گول میز کانفرنس تک۔

بہر حال ضرورت ہے کہ زندگی کے مختلف مرحلوں پر اقبال کو جہد للبقا کے لئے کیا کیا تگ و دو کرنی پڑی۔ ان کی ذہنی کشمکش کیا کیا تھیں اور زندگی کے وہ کون سے تجربات تھے جو اقبال کی شاعری کا پس منظر ہیں۔ کوئی اہل قلم لکھے۔

مثلاً ان خطوط سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کی نظر میں ایک شاعر کی حیثیت تھی یا کہ وہ اس سے بھی کہیں زیادہ ذہین تھے۔

اقبال اور شاد کی مراسلت سے موخر الذکر کے کردار کی زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد اس تہذیب کے نمائندے تھے جسے ہم ہندوستانی تمدن کہہ سکتے ہیں وہ ہندو تہذیب اور اسلامی تہذیب دونوں کی نمائندگی کرتے تھے تعصب اور تنگ نظری سے وہ پاک تھے اور ہر مذہب کی عزت کرتے اور اس کی خوبیوں کو اپناتے تھے۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ وہ کونسی چیز تھی جو مہاراجہ سرکشن پرشاد اور سر اقبال کے درمیان ان گہرے روابط کا باعث ہوئی۔ یعنی وہ ان کا مشترک کلچر تھا جو ان دونوں کو اس قدر قریب لایا۔ اگر ہم اس ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اسی قسم کے کلچرل روابط اور اتحاد مذاق پیدا کر سکیں تو یہ ان سارے جھگڑوں کا ایک علاج ہے۔

بہر حال کتاب بہت خوب ہے اور پڑھنے کے لائق ہے ان خوبیوں کے علاوہ خطوں میں کہیں کہیں ایسے ایسے ادبی ٹکڑے مل جاتے ہیں کہ طبیعت پھڑک جاتی ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین زور کا مقدمہ قابل مطالعہ ہے۔

نئی زندگی۔ الہ آباد۔ جون ۱۹۴۳ء

"ڈاکٹر زور صاحب کا زور قلم ادارۂ ادبیات اردو کی سرپرستی کرکے کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے۔ ابھی کچھ ہی دنوں کی بات ہے کہ "روح غالب" کو وہ کاغذی "پیکر" میں لائے تھے۔ اب ملک کے دو نامور "ترجمان حقیقت" ڈاکٹر سر محمد اقبال اور مشہور صوفی منش و ادب نواز رئیس مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد آنجہانی کی باہمی مکاتبت کے ایک بہت بڑے حصے کو خاص ترتیب و سلیقہ کے ساتھ شائع کرکے ادب اردو کے ذخیرہ میں ایک نئے اضافہ کے باعث ہوئے ہیں۔ مشاہیر اردو کے مکاتیب کے مجموعے یوں تو متعدد شائع ہو چکے ہیں، لیکن ایسا مجموعہ جس میں طرفین کی مکاتبت محفوظ رکھی گئی ہو اس سے قبل صرف ایک ہی "مکاتیب محسن الملک و وقار الملک"

کی شکل میں شائع ہوا تھا۔ کتاب کے شروع میں فاضل
مرتب کے قلم کا ایک دلچسپ، پُر از معلومات مقدمہ ہے
جس میں مہاراجہ آنجہانی اور علامہ اقبال کے باہمی تعلقات
اور ملاقاتوں کا تذکرہ اور ان خطوط پر تفصیلی تبصرہ کیا ہے۔"

صدق۔ لکھنؤ۔ بابت فروری ۱۹۴۳ء

پروفیسر ڈاکٹر سدھیشور ورما شاستری ایم اے ڈی لٹ سے ادارۂ ادبیات اردو نے اردو کے آغاز و ارتقا کے ایک پہلو کو روشنی میں لانے کے لئے ایک کتاب لکھوائی جو بعنوان "آریائی زبانیں" اوائل ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔ اس مفید لسانیاتی رسالے کے متعلق اردو صحافت نے ان خیالات کا اظہار کیا۔

"یہ تصنیف لسانیات کے پُرپیچ اور دقیق مسائل پر اردو زبان کی شاید دوسری کتاب ہے۔ زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے ان آریائی زبانوں پر ایک مختصر لیکن پُرمعنی نظر ڈالی ہے جو زیادہ تر ہندستان اور ایران میں بولی جاتی ہیں۔

اردو ادب کا دامن ایسی پرمغز تصانیف سے ابھی تک تہی رہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ تصنیف کئی دوسری ایسی تصانیف کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

ہمایوں لاہور۔ جون ۱۹۴۳ء

"ڈاکٹر سدھیشور ورما ہندستانی زبانوں کے ماہرین میں خاص درجہ رکھتے ہیں۔ اور ان کی کتابیں اور مقالے ہندستانی زبانوں کی لسانیاتی و صوتیاتی کتب میں خاص وقعت رکھتی ہیں۔ یہ مختصر رسالہ موصوف نے بڑی کاوش سے رقم کیا ہے۔ یہ کتاب ان اصحاب خصوصاً طلبہ کے لئے بے انتہا مفید ثابت ہوگی جو اردو زبان کا فنی نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔"

ہل۔ الہ آباد اکتوبر ۱۹۴۳ء

"آریائی زبان کے ماخذ و تاریخ پر ماہرانہ بحث کی ہے اس رسالے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر کافی ریسرچ کیا ہے۔"

نگار۔ لکھنؤ۔ بابت مارچ ۱۹۴۳ء

"ڈاکٹر سدھیشور ورما ایم اے۔ ڈی لٹ پروفیسر سنسکرت و لسانیات پرنس آف ویلز کالج جموں کی تحقیقی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ کتاب کے چار باب ہیں۔ پہلے باب میں ہندوی یعنی اردو زبان کی ابتدا اور نشو و نما پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں آریائی زبانوں کی تفصیل اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور انہیں دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی ہند آریائی اور ایرانی آریائی۔ تیسرے باب میں ہند آریائی زبانوں کی قسمیں اور ان کی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور چوتھے باب میں ایرانی زبانوں پر بحث کی گئی ہے۔ جن حضرات کو علم لسانیات سے دلچسپی ہے ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔"

زمانہ۔ کانپور۔ بابت جون ۱۹۴۳ء

"اردو زبان میں لسانیات پر بہت کم کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس فن کے جاننے والے اس ملک میں بہت کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے موجودہ لسانی جھگڑے کے سلسلے میں جو مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں ان میں اکثر محض سطحی اور جذباتی باتوں سے پُر ہوتے ہیں۔ اور ہمیں ہر موقعہ پر گریرسن کے حوالے کے سوا کوئی دوسری سند نہیں ملتی۔ اس ملک میں فن لسانیات کے طالب علم کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ یہاں ۲۲۵ زبانیں

بولی جاتی ہیں اور مقامی بولیوں کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچتی ہے۔ جن کا مطالعہ اہل علم اور صاحب ذوق کو دعوت مبارزت دیتا ہے۔ بہرحال اردو لٹریچر میں اس قسم کی ٹھوس کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ تاکہ لوگ زبان کے مسئلے پر جذباتی اور فرقہ وارخیالات سے الگ ہو کر خالص علمی نقطۂ نظر سے حقیقتوں کا ادراک کرسکیں۔ اور انھیں اس معاملے میں ایک صحت مند نقطۂ نظر حاصل ہو۔

موجودہ تصنیف پر ہم ادارۂ ادبیات اردو کو مبارک باد دینا چاہتے ہیں کہ گرچہ یہ مختصر رسالہ ہے لیکن اس کی اشاعت نے اس راستے پر ایک شمع رکھ دی ہے۔

کتاب میں آرین زبانوں کی مختلف شاخیں۔ ان کا ارتقاء اور اس سے موجودہ ہندی۔ ہندوی اردو یا ہندستانی کی پیدائش، پہلوی زبان سے ہندستانی آرین زبانوں کا رشتہ وغیرہ پر نہایت فاضلانہ طور پر بحث کی گئی ہے۔

لسانیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔"

نئی زندگی۔ الہ آباد۔ جولائی ۱۹۴۳ء

"زبانوں کے تغیر و تبدل پر اردو میں بہت کم کتابیں شائع ہوئی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لئے کہ ہندستان میں ماہرین لسانیات بہت کم ہیں اور زبانوں کا مسئلہ ہے بھی بہت اہم کہ ان کے ماخذ اور تبدیلیوں کی تلاش میں دماغ کو تھکا دینے والے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ زیرنظر کتاب گو مختصر ہے لیکن بڑی معلومات آفریں ہے جس میں قدیم آریائی زبانوں کی ارتقائی صورتوں ایرانی زبانوں اور ہندستان میں بولی جانے والی زبانوں پر سیرحاصل بحث کی گئی ہے۔ اردو ہندی کا ماخذ و ارتقاء ہندی اردو اور ہندستانی پراکرت فارسی اور سنسکرت وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے مضامین پر کوئی تفصیلی تبصرہ ممکن نہیں اس لئے کہ واقعات و حالات اتنے نازک ہیں اور تبدیلیوں کا بیان اتنا طویل کہ کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی کسی نتیجے پر پہونچا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب سب کے لئے مفید ہے۔"

شاعر۔ آگرہ۔ دسمبر ۱۹۴۳ء

۱۹۴۳ء کے اواخر میں ادارۂ ادبیات اردو کے شعبۂ سائنس کی جانب سے پروفیسر سید محمد علی خاں اے آر سی ایس۔ بی ایس سی (آنرز) لندن صدر شعبۂ طبیعیات نظام کالج کی کتاب "طبیعیاتی کائنات" شائع ہوئی تھی جس پر اس وقت تک صرف معارف اور ادب لطیف کے تبصرے شائع ہوچکے ہیں جن کے اقتباس یہ ہیں:۔

"لائق مولف نے اس رسالے میں کائنات کے عناصر اور ان کے حالات پر فن طبیعیات کی رو سے روشنی ڈالی ہے۔ اور کواکب، حرارت، مادہ، نور مقناطیسی برق، ایتھر، آواز، شعاعوں کے اقسام اور جوہر فرد وغیرہ کائنات میں ان کے عمل کی نیرنگیوں کو مختصر الفاظ میں لکھا ہے۔ یہ رسالہ خالص فنی اور سائنس کے ابتدائی درجوں کے طلبہ کے لئے مفید ہے۔"

معارف۔ اعظم گڈھ۔ بابت نومبر ۱۹۴۳ء

"اس کتاب میں کائنات کی مختلف کیفیات پر طبعی نقطۂ نظر سے تبصرہ کیا گیا ہے۔ پیرایۂ بیان عام فہم ہے۔ کتاب چار حصوں میں منقسم ہے جس میں فلکی اجسام نظریہ تحرک، نظریۂ اضافیت، آواز، جوہری ساخت اور موجی میکانیات۔ غرض اس مضمون کے جملہ ضروری موضوعات آجاتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں طبیعیات کی انگریزی اصطلاحات کے تراجم بھی دئے گئے ہیں جو قاری کے لئے بے حد مفید ہیں۔"

ادب لطیف۔ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

طبیعیاتی کائنات کی طرح ادارے کی ایک اور کتاب "ہندستانی تمدن" بھی اواخر ۱۹۴۳ء میں شایع ہوئی تھی اس پر بھی تبصرے ہو رہے ہیں۔ اب تک صرف صدق لکھنو اور ادب لطیف لاہور نے اظہار خیال کیا ہے۔ یہ کتاب تاریخ تمدن ہند کے مشہور ماہر پروفیسر ڈاکٹر ایشورا ٹوپا ڈی فل کی معرکہ آرا تصنیف ہے۔ پروفیسر صاحب مذکور اس کی بقیہ دو جلدیں بھی مرتب فرما رہے ہیں۔

"یہ اردو تصنیف جامعہ عثمانیہ کے ایک ہونہار دماغ "ایشورا ٹوپا" کی تخلیق ہے۔ کتاب کا موضوع ایک اچھوتے رجحان اور ہندستانی ادب میں بڑھتے ہوئے جدید تحقیقاتی تقاضوں کا نتیجہ ہے۔ آج کے ہندستانی تمدن کی ترتیب و تزئین میں ماضی کے کتنے انقلابات اور تغیر پذیر افکار کو دخل رہا۔ ہندستانی سماج پر جماعتوں اور گروہوں کے عہد بہ عہد ارتقائی اثرات نے کتنی تہذیبی چھاپیں لگائیں۔ ان سب امور کے متعلق نہایت ٹھوس حقائق کی روشنی میں بحث کی گئی ہے تمدنی ہیئتوں میں چند ظاہری حرکات کے پس منظر ایک ایسی باطنی ہلچل بھی ہوتی ہے جو غیر محسوس دور رس نتائج کی تخلیق میں مصروف رہتی ہے۔ اور جب وہ داخلی تحریکیں اپنے پورے جاہ و جلال اور امٹ شکلوں میں ہمارے سامنے ظاہر ہوتی اور ہم کو اپنے مستحکم نظریات میں جکڑاتی دکھائی دیتی ہیں تو ہم چونک اٹھتے ہیں۔

ہندستانی تمدن کا مصنف تاریخ کا ایک ایسا طالب علم ہے جس نے جماعتی مسائل کے مختلف عوامل کو نئے نئے فکری زاویوں سے ابھارا ہے۔ وہ قدم قدم پر ہمارے استعجاب میں حقائق کی آمیزش کر کے تحقیقی دور کا ایک جدید باب کھولتا چلا جاتا ہے۔ پھر ہندستان کتنی ہی قومی، سیاسی اور معاشی تہذیبوں سے مرکب ہے۔ کتنی ہی اقوام اور کتنے ہی مذاہب اپنی مخصوص آبائی روایات کی بتدریج ملاوٹ سے ہندستانی تمدن کی ساخت میں حصہ لیتے رہے۔ فاضل مصنف نے ان سب تمدنوں کے عمل و ردعمل کو بالخصوص پیش نظر رکھا ہے"

ادب لطیف۔ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

"قدیم ہندی یا ہندستانی تمدن کی تاریخ کا موضوع بہت وسیع ہے اور اسی قدر اہم بھی۔ ضرورت تھی کہ اردو میں اس پر مفصل مسالہ ہو ضرورت خاصی حد تک ادارۂ ادبیات اردو کی اس جدید کتاب نے پوری کردی۔

خاصی تفصیل کے ساتھ آگئی ہے۔ اور اردو خوانوں کے ہاتھ میں موضوع سے متعلق ایک اہم اور

مستند اور بیسے کام کی دستاویز دکھائی ہے۔ ڈراوڑی تہذیب، آریائی تہذیب، رگ وید کا دور، پروہت کی حکومت اپنشد کا دور، دھرم شاستر کا دور، جینی اور بدھی فلسفے، بھگوت گیتا کا اثر، برہمنی تحریک، ڈراما اور رقص اور موسیقی کی اہمیت ہندی تہذیب میں اس قسم کے سارے مسائل وعنوانات پر کتاب کے اندر معلومات ملیں گی۔ کتاب کی اہمیت قدیم ہندی تاریخ کے طلبہ کے لیے تو ظاہر ہی ہے لیکن عام شائقین وناظرین بھی بہت سی باتیں اپنے کام اور مذاق کی ان اوراق میں پا جائیں گے۔"

صدق لکھنو۔ نومبر ۱۹۴۳ء

۱۹۴۳ء کے وسط میں مولوی عزیز احمد صاحب بی اے (آنرز) لندن پکچرار انگریزی جامعہ عثمانیہ کا ان کی نظموں کا مجموعہ "ماہ لقا" ادارے کی جانب سے شائع ہوا۔ اس پر حسب ذیل رائیں شائع ہوئیں:-

"عزیز احمد صاحب کی واقفیت انگریزی ادب اور مغربی شاعری سے "نئے ادب" کے اکثر علمبرداروں کی طرح سطحی اور طفلانہ نہیں۔ گہری اور استادانہ ہے۔ انھوں نے بہترین انگریزی رنگ میں ڈوب کر اپنانے اور سلیقے کے ساتھ اس کا چربہ اتارنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی شاعری کسی "لوفر" (آوارہ مزاج) کی شاعری نہیں۔ ایک "اسکالر" (صاحب علم) کا کلام ہے۔ اردو خوانوں کو اگر اپنی ادبی نظر وسیع کرنا ہے تو انگلستانی ادب، امریکی ادب، جرمن ادب، چینی ادب، روسی ادب سب سے واقفیت ناگزیر ہے اور یہ اردو کو بگاڑنا نہیں۔ اس کی ایک سنجیدہ اور باوزن خدمت کرنا ہے۔ شروع انگریزی میں اسی قسم کی کوششیں مولوی محمد حسین آزاد وغیرہ اپنی بساط واستعداد کے موافق کر بھی چکے ہیں۔ ایک مفصل و پُر مغز تمہید کے بعد اس میں ماہ لقا کے علاوہ دو نظمیں اور ہیں۔

شاعر محض صنعت گر یا فن کار نہیں ہے دل بھی حساس رکھتا ہے۔ مغرب کے تماشے خوب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مغرب کی زن پرستی سے عاجز آچکا ہے۔ شیخ و واعظ بن کر نہیں رندی کے روپ میں یہ وعظ سنا جاتا ہے

صدق لکھنو بابت۔ نومبر ۱۹۴۳ء

"ان کے تخیل اور طرز بیان پر انگریزی شاعری کا غلبہ ہے۔ یہ تینوں نظمیں اس کا بین ثبوت پیش کرتی ہیں۔ آخری نظم "فردوس بر روئے زمیں" میں انھوں نے آج کل کی مہمل اور "ترقی پسندانہ" شاعری کا خوب مذاق اڑایا ہے اس سے شاعر کی سلامت طبع کا اندازہ ہوتا۔ اگرچہ ن۔ م راشد اور میراجی کا "مستہ چڑانے" میں خود شاعر کا "دہن بھی بگڑ گیا ہے" لیکن اس میں شک نہیں کہ نقل مطابق اصل ہوگئی ہے۔ شروع کی دو نظمیں کسی قدر پیچیدہ اور مغلق ضرور ہیں اور بحر کے اعتبار سے بھی نامانوس ہیں لیکن مہمل اور بے معنی نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی جدت کی حامل ہیں

برہان دہلی۔ دسمبر ۱۹۴۳ء

ادارے کے شعبۂ سائنس کے معتمد پروفیسر محمد سعید الدین صاحب ایم ایس سی بی ایس سی (آنرز) ایڈنبرا صدر شعبہ نباتیات جامعہ عثمانیہ کی کتاب بھی "پودوں کی کہانی" ادارے نے اسی زمانے میں شائع کی۔ اس پر یہ رائیں موصول ہوئیں۔

"پودوں کی کہانی خود ان کی زبانی نہایت شگفتہ اور سلیس پیرائے میں ہر ممکن وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔ پودوں کی نمو، پرورش اور ان کے بیجوں کے انتشار وغیرہ کے متعلق نہایت دلچسپ معلومات ہیں ۔

محمد سعیدالدین صاحب نے ایسے خشک موضوع کو بچوں
کے لئے پریوں کی کہانی کا سنگھار دے دیا ہے۔"

ادب لطیف ۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

"انسانی زندگی کی راحت و آسایش میں پودوں کا جتنا
بڑا حصہ ہے وہ ظاہر ہے ۔ یہ پودے غذائیں، دوا
ہیں، مکان کی تعمیر، تزئین میں اور لباس وغیرہ میں کام
آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کے متعلق اردو زبان
میں جو معلومات ہیں وہ کم کیا کالعدم ہیں ۔ اسی ضرورت
کو پورا کرنے کے لئے یہ مختصر رسالہ لکھا گیا ہے جس میں
پودوں نے اپنی کہانی خود اپنی زبانی بیان کی ہے اور
عام فہم انداز میں تصویروں کی مدد سے یہ سمجھانے کی
کوشش کی ہے کہ پودے بھی احساس و تاثر رکھتے ہیں
اور توانائی اور غذا حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اس کی
صورتیں مختلف ہیں ۔ اس کے علاوہ پودے نائٹروجن
سے بھی جو کثیر مقدار میں ہوا میں موجود ہوتی ہے استفادہ
کرتے ہیں۔ رسالہ عام فہم معلومات کے لحاظ سے بہت مفید ہے

برہان ۔ دہلی ۔ ڈسمبر ۱۹۴۳ء

"زیر نظر کتاب پودوں کی زندگی پر ایک اجمالی مگر تحقیقی
تبصرہ ہے پودوں کی خصوصیات ان کے اثرات و افعال
شناخت وغیرہ وغیرہ کا ذکر بڑے دلچسپ پیرائے میں ہے ۔
یقیناً ہمیں پودوں کی کہانی سے واقف ہونا چاہئے ۔
اس لئے کہ ان کا ہماری زندگی سے بہت قریبی تعلق ہے

شاعر ۔ آگرہ ۔ ڈسمبر ۱۹۴۳ء

محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم اے لکچرار جامعہ عثمانیہ ادارے کی ایک قدیمی
رفیق ہیں انھوں نے ادارے کے شعبۂ ادب اطفال کے لئے **عرب اور عربستان**
لکھی جس کی اشاعت پر حسب ذیل رائیں شایع ہوئیں :-

"لایق مصنفہ حیدرآباد کی صاحب قلم خاتون ہیں ۔
ان کے مضامین وہاں کے رسالوں میں نکلتے رہتے ہیں۔
مسلمانوں میں تہذیب جدید کے غیر اسلامی طریقوں
کے بارے میں مصنفہ کے خیالات لایق ستائش ہیں ۔
جس کی توقع آج کل تعلیم یافتہ خواتین سے کم کی
جاسکتی ہے ۔ یہ کتاب بھی بچوں اور بچیوں کے لئے مفید ہے"

معارف اعظم گڈھ ۔ بابت ستمبر ۱۹۴۳ء

"بچوں کے لئے جزیرہ نمائے عرب کے تاریخی ۔ جغرافی
و معاشرتی حالات نہایت آسان زبان میں قلمبند
کئے ہیں ۔ نقوش و تصاویر سے اس کی دلچسپی اور
زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں ادارۂ
ادبیات اردو حیدرآباد کی طرف سے اچھی اچھی کتابیں
شایع ہو رہی ہیں ۔

نگار ۔ مارچ ۱۹۴۳ء

"یہ کتاب خاص طور پر بچوں کے لئے ان کی سادہ و
سلیس زبان میں لکھی گئی ہے ۔
جگہ جگہ تصاویر اور نقشوں نے اس کتاب کی
افادیت میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔"

ہل ۔ الہ آباد اکتوبر ۱۹۴۳ء

"آسان اور سہل زبان میں عربوں کی تاریخ اور ان کی
تہذیب کو پیش کر کے مصنفہ نے ایک نہایت مفید کام
کیا ہے ۔ عربوں کی شہری اور بدوی زندگی کے عام پہلوؤں
کو نہایت دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔ سرورق کی
تصویر موزوں اور مناسب ہے ۔ بچوں کے لئے اس
کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے

ادب لطیف ۔ لاہور ۔ مارچ ۱۹۴۳ء

"جس میں ملک عرب کے جغرافیائی، تاریخی، معاشرتی اور تمدنی حالات اختصار کے ساتھ مگر دلچسپ پیرائے میں درج کئے گئے ہیں۔ بچوں کو اس رسالہ کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ اگرچہ کتاب اپنے دامن میں بڑوں کے لئے بھی سامان دلچسپی رکھتی ہے۔ جگہ جگہ تصویریں دی گئی ہیں جن سے کتاب کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ چونکہ کتاب بچوں کے لئے ہے اس لئے زبان عام اور آسان ہے۔

رسالہ دلچسپ اور سبق آموز ہے۔"

زمانہ کانپور۔ نومبر ۱۹۴۳ء

"بچوں کے لئے جزیرہ نمائے عرب کے تاریخی جغرافی و معاشرتی حالات نہایت آسان زبان میں قلمبند کئے ہیں۔ نقوش و نقشہ اور بیت سے اس کی دلچسپی اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں ادارۂ ادبیات اردو (حیدرآباد) کی طرف سے اچھی اچھی کتابیں شایع ہورہی ہیں۔"

نگار۔ لکھنو مارچ ۱۹۴۳ء

"انداز بیان بے حد دلچسپ اور عام فہم ہے۔ کتابت واضح اور کاواک ہے۔ تاکہ بچے آسانی سے پڑھ سکیں غرض یہ مختصر تاریخ ماضی کی طویل داستانوں کا نچوڑ ہے اور اس قابل ہے کہ ہر بچہ کے مطالعہ میں رہے۔"

شاعر۔ آگرہ۔ بابت نومبر ۱۹۴۳ء

"یہ مختصر مگر دلچسپ کتاب سلیس اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب بچوں کی معلومات، وسعت نظر اور تہذیب کے لئے نہایت اہم ہے۔"

ہمایوں۔ لاہور۔ ۱۹۴۳ء

"کتاب میں آسان پیرائے میں عربوں کی زندگی کی تمام چھوٹی چھوٹی حسین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ جس سے اس ملک اور اس کے باشندوں کی متشکل پسند زندگی کی ایک خوبصورت اور رومانی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ جگہ جگہ نقشے اور تصویریں دے کر کتاب کو اور زیادہ دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔ زبان بچوں کے لحاظ سے نہایت سلیس اور حروف موٹے اور واضح ہیں۔

کتاب بہت مفید ہے اور بچوں کے لئے اس قسم کے صحت مند لٹریچر کی ضرورت ہے۔"

نئی زندگی۔ الہ آباد۔ جون ۱۹۴۳ء

"نہایت ہی دلچسپ انداز میں عرب اور وہاں کے بسنے والوں کے حالات لکھے ہیں۔ طرز بیان سادہ اور سلیس ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو نے اس کتاب کو شایع کرکے بچوں کی عمدہ اور مفید کتابوں کی کمی کو پورا کردیا ہے۔ بچوں کے لئے پُراز معلومات کتاب ہے"

ہماری کتابیں حیدرآباد۔ فیروری ۱۹۴۳ء

پروفیسر عبدالقادر سروری کے افسانوں کا مجموعہ **"نذرات کا جھولا اور دیگر افسانے"** اگرچہ ۱۹۴۲ء کے اواخر میں چھپا تھا لیکن اس پر تبصرے ۱۹۴۳ء میں بھی شایع ہوتے رہے جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

"پروفیسر عبدالقادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی اردو کے نامور ادبا میں سے ہیں ان کی تحریریں افسانے کے آرٹ اور ناقدانہ نظر کی حامل ہیں۔ زیر نظر مجموعے میں ان کے گیارہ افسانے شامل ہیں جن میں سے بیشتر ملک کے ممتاز رسائل میں شایع ہوچکے ہیں۔ سروری صاحب کا انداز بیان آج کل کی روش کے خلاف ہوتا ہوا بھی اچھوتا اور دلکش ہے۔ ان افسانوں میں کردار کی

اہمیت کو نمایاں کرنے میں سروری صاحب نے بہت کاوش سے کام لیا ہے۔ یہ مجموعہ یقیناً اردو ادب میں ایک قیمتی اضافہ ہے"۔

ہمایوں لاہور۔ مئی ۱۹۴۳ء

"افسانے زیادہ تر سماجی اور معاشی بیہودگیوں کی پردہ دری کے لئے لکھے گئے ہیں اور اس لحاظ سے مصنف کی کوشش کامیاب سمجھنی چاہئے۔ زبان صاف ستھری استعمال کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مجموعہ اردو لکھنے پڑھنے والوں میں مقبول ہوگا"۔

البیان امرتسر۔ مئی ۱۹۴۳ء

"پروفیسر عبدالقادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی کے گیارہ افسانوں کا مجموعہ ہے جو مختلف رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ سروری صاحب حیدرآباد کے ممتاز اہل قلم سے ہیں اور افسانہ نگاری میں کافی مشق رکھتے ہیں"۔

نگار ۔ لکھنو۔ مارچ ۱۹۴۳ء

"پروفیسر عبدالقادر سروری ان فاضل ادبا میں سے ہیں جن کی تصانیف قبول عام کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ سروری صاحب متعدد تنقیدی، علمی، اور ادبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ افسانوی ادب پر بھی ان کی تین کتابیں، دنیائے افسانہ، کردار اور افسانہ، اور قدیم افسانے شایع ہو چکے ہیں۔ ان کتب میں موصوف نے افسانہ نگاری کے اصول اور مبادیات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ گویا افسانہ نگاری کے اصول ان کے دل و دماغ پر پوری طرح مرتسم ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں خود ان کا افسانے لکھنا کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ ہر شخص خود کر سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں سروری صاحب کے گیارہ طبع زاد افسانے ہیں اور سب کے سب بے حد دلچسپ۔ ہر افسانہ میں نفسیات کے گہرے نقوش پائے جاتے ہیں۔ زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا ایک مسلسل مربوط اور رنگین خاکہ افسانوی رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ زبان وہی ہے جو افسانوں کے لئے ہونی چاہئے۔

اور ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ ایک کامیاب افسانہ نگار بھی ہیں"۔

شاعر ۔ آگرہ۔ جولائی ۱۹۴۳ء

ادارے کے شعبہ ادب اطفال کی طرف سے ۱۹۴۲ء کے اواخر میں مولوی شجاع احمد صاحب قائد کی کتاب "باتیں" چھپی تھی جس پر ۱۹۴۳ء میں جو تنقیدیں شایع ہوئیں ان کے اقتباس یہ ہیں:۔

"اس کتاب میں چھے مکالمے شامل ہیں جو معلومات سے لبریز ہیں۔ جگہ جگہ نہایت ہوشیاری سے مزاح بھی پیدا کیا گیا ہے جو بچوں کے لئے اولین حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مکالمے نشرگاہ حیدرآباد سے نشر بھی ہو چکے ہیں"

ادب لطیف لاہور۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء

"ادارۂ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن کا ایک شعبۂ اطفال بھی ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ وہ باتیں (مکالمے) ہیں جو وقتاً فوقتاً حیدرآباد کی نشرگاہ سے نشر ہوئیں۔ سائنس، حفظان صحت، عام معلومات، اور بچوں کی دلچسپیوں پر یہ باتیں مشتمل ہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہیں"۔

صدق ۔ لکھنو۔ نومبر ۱۹۴۳ء

۱۹۴۲ء میں مولوی مرزا ظفر الحسن صاحب بی اے کے افسانوں کا مجموعہ "محبت کی چھاؤں" شائع ہوا تھا اس پر اب تک تبصرے ہو رہے ہیں۔ ۱۹۴۳ء کے ایک تبصرے کا اقتباس یہ ہے :۔

"مختصر افسانہ نویسی ایک بہت مشکل فن ہے جسے زمانہ میں بہت کم افسانہ نویس کامیاب ہو سکے ہیں۔ خوشی کا مقام ہے کہ مرزا ظفر الحسن صاحب انہیں کامیاب افسانہ نویسوں میں سے ہیں۔

بالخصوص "ان کی جیت" "بی بی پھوپھی" "ان کی بھول" اور "ٹیلی فون" میں افسانہ نویس نے کمال دکھایا ہے۔ تقریباً تمام افسانے گھریلو زندگی کے واقعات سے پر ہیں اور مصنف نے گھر کی گفتگو کا جو انداز دکھایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کتاب پڑھنے والے ان کے گھر بیٹھے باتیں سن رہے ہیں۔ یہی تصویر کشی دراصل افسانہ نویسی کا کمال ہے۔"

کتاب۔ لاہور۔ جولائی ۱۹۴۳ء

۱۹۴۳ء میں ادارے کے شعبہ ادب اطفال کی جانب سے مولوی علی ابن الحبیب الحضرمی کا بچوں کا ڈراما "سچ کا جادو" شائع ہوا تھا جس پر ۱۹۴۳ء میں حسب ذیل تبصرے شائع ہوئے :۔

"یہ ایک تعلیمی اور اخلاقی سبق آموز ڈراما ہے جو مصنف نے اپنے اسکول میں اسٹیج پر لانے کے لئے لکھا تھا۔

درمیان میں علم و عمل کے متعلق بعض نہایت سبق آموز مقالے بھی آ گئے ہیں۔ تمثیل بہرحال مفید اور دلچسپ ہے۔"

برہان۔ دہلی۔ دسمبر ۱۹۴۳ء

"اصلاحی نقش اور زبان کی سلاست کے لحاظ سے کامیاب ہے۔ بچوں کے مطالعہ کے لئے مفید چیز ہے۔"

الرسالہ امرتسر۔ جنوری ۱۹۴۴ء

ادارے نے حیدرآباد کے شعراء کے کلام کے جو مجموعے ۱۹۴۲ء میں شائع کئے تھے ان میں مولوی علی منظور صاحب کا "نمود زندگی" بھی تھا جس پر ۱۹۴۳ء میں یہ تبصرہ شائع ہوا :۔

"منظور صاحب حیدرآباد کے ممتاز شعراء میں سے ہیں۔ آپ کے اس مجموعے میں غزلوں کی نسبت نظمیں زیادہ ہیں اور وہ منظر کشی کے علاوہ اصول و مقاصد کے ماتحت کی گئی ہیں۔

نظموں کا انداز بیان خاصا دلکش ہے۔ خیالات نہایت سلجھے ہوئے اور پاکیزہ ہیں۔

بلاشبہ منظور صاحب کی نظمیں قوم اور ملک کے حق میں بہت مفید ہیں اور قوی امید ہے کہ ملک کے فرزند ان سے استفادہ کر کے رہیں گے۔

آپ کی تمام نظمیں اور غزلیں جیسا کہ اندراجات سے ظاہر ہے اچھے اچھے اور مشہور ادبی رسائل میں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی شاعری کا ماحول نیا نہیں پرانا ہے۔ جسے نبھانے میں خاص کمال دکھایا گیا ہے۔

کتاب میں جہاں بڑوں کے لئے نظمیں اور غزلیں درج ہیں۔ وہاں بچوں کے لئے بھی شامل ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ اس سلسلے میں بھی آپ کامیاب ہیں۔ غزلوں میں بھی آپ کا رنگ تغزل آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے کلام کی پختگی اور انداز بیان کی شگفتگی سخن فہموں کو گرویدہ بنا رہی ہے۔"

کتاب۔ لاہور۔ جولائی ۱۹۴۳ء

اردو زبان و ادب کی بلند پایہ کتابوں کے لئے سب رس کتاب گھر خیریت آباد۔ حیدرآباد دکن کی خدمات حاصل کیجئے۔

۱۹۴۳ء کے دوسرے امتحان اُردو دانی کا نتیجہ

حسب ذیل امیدواروں نے علی الترتیب سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے

۲۸۸۔ میجر تاج احمد خاں اول (بلدہ فوج)

۵۹۰۔ عبد البصیر (دوم)۔ داور دواڑی

۶۲۹۔ کبری بی (سوم) (״)

مرکز بلدہ فوج

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۔ نایک کلرک محمد عثمان خاں

۶۔ حوالدار عبد الحمید

۸۔ سولجر کلرک معظم علی

۵۱۔ لانس نایک عمر خاں

۵۹۔ شیخ محمد

۶۶۔ رکروٹ بشیر احمد

۶۸۔ ״ گنیش سنگھ

۷۲۔ رسالدار عابد علی خاں

۸۵۔ غلام احمد

۸۷۔ کلرک جعفر حسین

۸۹۔ رکروٹ کلرک عبد القوی

۹۱۔ ״ محمد خواجہ خاں

۱۲۸۔ جمعدار سید عبد الرحمٰن

۱۲۹۔ صوبہ دار عبد الغنی

۱۳۷۔ حوالدار شرف الدین

۱۳۹۔ ״ عمر بن محبوب

۱۴۰۔ ״ سعید بن محمد

۱۴۱۔ لانس حوالدار نرسما سوامی

۱۴۲۔ نایک احمد خاں

۱۴۸۔ نایک مصطفیٰ احمد

۱۵۴۔ لانس نایک نیاز محمد

۱۵۵۔ مرزا ذوالفقار علی بیگ

۱۵۶۔ سید اکبر حسینی

۱۵۹۔ رکروٹ سید نور الدین

۱۶۱۔ رکروٹ ضیاء الدین

۱۶۲۔ نایک خواجہ محمد عثمان

۱۶۳۔ نایک حامد علی خاں

۱۶۶۔ کمپنی کوارٹر ماسٹر سید حسین

۱۶۷۔ حوالدار میجر محمد بن زیاد

۱۶۸۔ ״ ״ عبد اللہ بن یثرب

۱۶۹۔ حوالدار محمد با حارث

۱۷۸۔ نایک عبد العزیز بغدادی

۱۷۹۔ ״ محمد بن حسن باجہرہ

۱۸۳۔ اسلم بن احمد باجوہ

۲۰۷۔ جمعدار کلرک محمد یار خاں

۲۰۸۔ جمعدار کوارٹر ماسٹر غلام حسین

۲۱۱۔ ایکوئیش دفعدار جنگم لچھیا

۲۱۳۔ دفعدار محمد شریف

۲۲۳۔ ڈرائیور کلرک محمد جعفر (دوم)

۲۲۵۔ لانس دفعدار محبوب علی خاں

۲۲۷۔ ״ قاسم خاں

۲۲۸۔ ״ شہیم حیدر خاں

۲۴۶ جمعدار سکندر بخش

۲۵۰۔ شیخ بشیر علی

۲۵۵۔ دفعدار شیخ اسمٰعیل

۲۶۴۔ جمعدار۔ سالم

۲۶۵ ״ ناصر

۲۶۶۔ ״ سعید

۲۶۷۔ حوالدار بشیر خاں

۲۶۸۔ ״ سید حسین

۲۶۹۔ ״ شیخ محبوب

۲۷۵۔ نایک شا مراؤ

۲۷۶۔ ״ عطاء الرحمٰن خاں

۲۸۰۔ ״ عبد الوہاب

۲۸۱۔ ״ ابراہیم خاں

۲۸۳۔ غلام غوث الدین (نایک)

۲۸۴۔ نایک شیخ احمد دوم

۲۸۸۔ میجر تاج احمد خاں

(مرکز میں اول)

کامیاب

۱۔ حوالدار شیخ سلطان مسعود

۲۔ سولجر کلرک عبد القادر

۴۔ ״ محمد عبد السلام

۵۔ حوالدار۔ محمد حنیف

۳۶۰۔ جے رام

۹۔ حوالدار شیخ کمال

۱۰۔ ״ غوث الدین

۱۱۔ ״ حبیب خاں

۱۲۔ نایک عبد الکریم

۱۵۔ ״ سید عبد القیوم

۱۶۔ لانس نایک عبد الحمید خاں

۱۷۔ ״ محمد اکبر

۲۴۔ محمد سالار

۲۷۔ عبد الشکور خاں

۳۹۔ صوبیدار عبد الکریم

۴۰۔ ״ محمد مراد

۴۱۔ حوالدار میجر شیخ بندہ علی

۴۲۔ کوارٹر ماسٹر حوالدار محمد صدیق

۴۳۔ کمپنی حوالدار میجر گنیش پرشاد

۴۴۔ حوالدار۔ عبد الحسین

۴۶۔ نایک جعفر حسین

۴۷۔ ״ شیخ بھکن

۴۹۔ ״ [illegible]

۵۴۔ [illegible] الدین

۵۷۔ امین الدین

۵۸۔ سید وحید الدین

۶۰۔ مرزا مرتضیٰ بیگ

۶۱۔ عبد الرحمٰن (دوم)

۶۳۔ فخر الدین

۶۴۔ عبد اللہ خاں

۶۷۔ رکروٹ عبد العزیز

۶۹۔ ״ تراب علی خاں

۷۰۔ سید احمد

۷۴۔ جمعدار واحد علی بیگ

۷۵۔ ״ افضل خاں

۷۶۔ ״ علی بہادر خاں

۷۷۔ دفعدار عبد الحمید خاں

۸۴۔ کلرک عبد القدوس

۸۶۔ ״ عبد الحمید

۸۸۔ عبد الحفیظ

۹۲۔ رکروٹ عبد اللطیف

۹۳۔ ״ افضل حسین

۹۴۔ ״ میر عمر علی

۹۵۔ ״ اکبر حسین

۹۶۔ ״ محمد صدیق حسین

۹۷۔ ״ محمد عبد الرحیم

۹۸۔ دفعدار محبوب خاں

۱۰۰۔ لفٹننٹ ایم۔ ایم بہروچہ

۱۲۵۔ صوبیدار مومن علی

۱۲۶۔ ״ ابراہیم خاں

۱۲۷۔ ״ معین الدین

۱۳۴۔ حوالدار عبد الجبار

۱۳۵۔ ״ [illegible] علی

۱۳۶۔ حوالدار مصطفیٰ خاں

۱۳۸۔ ״ محمد افضل

۱۴۳۔ نایک موحیدار خاں

۱۴۴۔ ״ خواجہ معین الدین

۱۴۶۔ ״ محمد عزیز حسن خاں

۱۵۱۔ لانس نایک نور محمد

۱۵۳۔ ״ بابو راؤ

۱۵۷۔ محمد شرف الدین

۱۶۴۔ نایک مرزا فتح اللہ بیگ

۱۷۰۔ کمپنی حوالدار میجر احمد لحجی

۱۷۱۔ حوالدار شیخ جعفر

۱۷۲۔ ״ غلام محمد خاں

۱۷۴۔ نایک سید محمد بغدادی

۱۷۵۔ ״ حسن سومالی

۱۷۶۔ ״ شیخ عمر عمودی

۱۷۷۔ ״ سید علوی بغدادی

۱۸۰۔ لانس نایک محمد بن عبد العزیز الکسادی

۱۸۱۔ ״ طلحہ ایمانی

۱۸۵۔ ״ عبد اللہ قریشی

۱۸۶۔ ״ حسن ابی اللبیل

۱۸۷۔ عبد القادر باحشوان

۱۸۸۔ عمود یا معلم

۱۸۹۔ احمد بالنقیب

۱۹۰۔ علی محمدی

۱۹۱۔ احمد جابری

۱۹۲۔ صالح بامسق

۱۹۳۔ عمر الکسادی

۱۹۴۔ سعید بایزیدی

۱۹۵۔ سید صالح جیلانی

۱۹۶۔ عبید بن خلیفہ
۱۹۷۔ احمد بن محمد شملان
۱۹۹۔ سلطان احمد الکثیری
۲۰۰۔ سید محمد رفاعی
۲۰۱۔ بدر مکادی
۲۰۲۔ سید علی العیدروس
۲۰۴۔ محمد ایمانی
۲۰۹۔ کپتی کوارٹر ماسٹر سید احمد باقتیل
۲۱۰۔ دفعدار میجر غلام محی الدین
۲۱۲۔ کوارٹر ماسٹر ملیبا
۲۱۷۔ دفعدار عبداللہ خان
۲۱۸۔ جعفر حسین
۲۱۹۔ لانس دفعدار تاج حسین
۲۲۰۔ " محمد یعقوب
۲۲۱۔ قربان بن نصیب
۲۲۲۔ لانس دفعدار خواجہ معین الدین
۲۲۹۔ محمد قاسم (دوم)
۲۳۱۔ عبدالاحد
۲۳۲۔ نظام الدین
۲۳۸۔ لانس دفعدار عبدالحمید خان
۲۴۱۔ محبوب علی
۲۴۷۔ جمعدار سید افضل حسین
۲۴۸۔ دفعدار میجر شیخ فرحت اللہ
۲۵۱۔ " سید دستگیر
۲۵۱۔ " محمد خان
۲۵۲۔ " محمد حسین اول
۲۵۱۔ " عبدالسلیم
۲۵۱۔ " شیخ محمد
۲۵۱۔ " غلام تقی الدین

۲۵۹۔ لانس دفعدار عبدالرشید خان
۲۶۲۔ دفعدار محمد حسین (دوم)
۲۶۳۔ جمعدار محمد نور خان
۲۸۰۔ " حسن بن محمد
۲۸۲۔ جمعدار شیخ علی
۲۸۳۔ " سید عثمان الدین
۲۸۴۔ نائب [illegible]
۲۸۸۔ " [illegible]
۲۸۹۔ " [illegible]
۲۹۵۔ [illegible]

مرکز مومن آباد

کامیاب

۲۹۰۔ [illegible] سید [illegible] دستگیر
۲۹۱۔ محمد [illegible]
۲۹۵۔ جمعدار [illegible]
۲۹۶۔ " سید [illegible] علی
۲۹۹۔ " سید علیم الدین
۳۰۱۔ " غلام حسین
۳۰۳۔ دفعدار [illegible] حسین خان
۳۰۷۔ " عبدالمجید
۳۱۰۔ " شیخ نبی
۳۱۲۔ " سید غوث
۳۱۴۔ " شیخ محمد
۳۱۵۔ لانس دفعدار [illegible]
۳۱۶۔ نقیب محمد
۳۱۸۔ " شیخ محمود (مرکز میں اول)
۳۱۹۔ نثار علی خان
۳۲۰۔ " سید عبدالجبار
۳۲۱۔ " سید افضل حسین

۳۲۵۔ دفعدار نثار احمد
۳۲۶۔ " محمد جعفر

مرکز اودگیر

کامیاب

۳۲۸۔ احمد
۳۳۲۔ محمد شریف خاں
۳۳۵۔ ابراہیم
۳۳۶۔ سید جعفر
۳۳۸۔ سید اسمٰعیل
۳۳۹۔ سید انور قادری
۳۴۰۔ شیخ امام
۳۴۱۔ محمد اسحٰق الدین
۳۴۲۔ محمد نواز الدین
۳۴۴۔ محمد یٰسین
۳۴۵۔ نیورتی
۳۴۶۔ محمد یعقوب
۳۴۷۔ سوپان راؤ
۳۴۸۔ شیخ محبوب
۳۴۹۔ نارائن
۳۵۰۔ ایوب خاں
۳۵۱۔ عبدالرحمٰن
۳۵۲۔ امیر الدین
۳۵۳۔ سید زین العابدین (مرکز میں اول)
۳۵۶۔ سوپان راؤ
۳۵۷۔ کبیر

مرکز اورنگ آباد (ذکور)

کامیاب

۳۷۵۔ شیخ احمد

۳۸۴۔ محمد عبدالحمید
۳۸۶۔ محمد شریف (مرکز میں اول)
۳۸۸۔ اقبال احمد

مرکز اورنگ آباد (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۰۹۔ خدیجہ کبریٰ (مرکز میں اول)

کامیاب

۴۰۳۔ عابدہ بیگم
۴۰۶۔ حورا بیگم
۴۱۰۔ یوسف النسا بیگم
۴۱۲۔ امیر النسا بیگم

مرکز بلدہ (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۱۳۔ محمد یعقوب (مرکز میں اول)

کامیاب

۴۱۷۔ اے بالارام
۴۱۸۔ مرزا اقبال ظفر بیگ
۴۲۲۔ محمد خواجہ
۴۲۳۔ جسونت مل
۴۲۴۔ نواب بشیر الدین خاں
۴۲۵۔ مرزا مسعود سکندر بیگ

مرکز بلدہ (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۴۲۸۔ انور النسا (مرکز میں اول)

کامیاب

۴۲۹۔ کلثوم بیگم عرف پتلی بیگم
۴۳۰۔ عظیم النسا بیگم
۴۳۱۔ بشیر النسا بیگم
۴۳۲۔ لئیق النسا بیگم
۴۳۳۔ سلطانہ بیگم

۴۳۴۔ ریاض النسا بیگم
۴۳۵۔ کلیمی بانو
۴۳۸۔ زیب النسا بیگم
۴۳۹۔ صغرا بیگم

مرکز بمبئی

کامیاب

۴۴۱۔ چمپاوتی
۴۴۲۔ بھگوان داس
۴۴۳۔ عبدالغنی
۴۴۴۔ پربھاکر
۴۴۵۔ ہری
۴۴۷۔ عبدالحمید
۴۵۲۔ وکیل احمد
۴۵۳۔ صادق حسین
۴۵۵۔ یٰسین
۴۶۱۔ ایم ایم کویا (مرکز میں اول)
۴۶۷۔ حبیب اللہ
۴۷۰۔ محمد اسحٰق
۴۷۱۔ شاہ محمد
۴۷۳۔ نور محمد
۴۷۴۔ مستقیم احمد
۴۷۶۔ محمد صدیق
۴۷۸۔ اسمٰعیل
۴۸۵۔ مشتاق احمد
۴۸۶۔ عبدالغنی
۴۹۰۔ حسن علی
۴۹۲۔ عبدالاحد

مرکز پرینڈہ (ذکور)

کامیاب

۴۹۳۔ حبیب حسین

۴۹۴۔ حبیب احمد مقبل
۴۹۵۔ محی الدین مخیر
۴۹۶۔ رحیم خاں
۴۹۷۔ عباس خاں
۴۹۸۔ محمد الیاس
۴۹۹۔ بھگوان موے
۵۰۰۔ بلونت راؤ کلکرنی (مرکز میں اول)
۵۰۱۔ احمد لعبید بلیہ
۵۰۲۔ عبدالغفور
۵۰۳۔ سید موسیٰ
۵۰۴۔ وشنو روجو
۵۰۵۔ محمد سکندر
۵۰۶۔ سری پتی
۵۰۷۔ عبدالصمد
۵۰۸۔ وشنو
۵۰۹۔ وینکٹیش
۵۱۰۔ محمد یوسف
۵۱۱۔ محمد خلیل
۵۱۲۔ بشیر الدین
۵۱۳۔ نصیر الدین
۵۱۴۔ محمود علی
۵۱۵۔ نارائن
۵۱۶۔ بوبکر بن صالح
۵۱۷۔ شیخ داؤد
۵۱۸۔ محمد اسحق
۵۱۹۔ محبوب علی
۵۲۰۔ عبدالمنان
۵۲۱۔ عبدالغنی
۵۲۳۔ روہی داس
۵۲۴۔ محمد حسین
۵۲۵۔ جالندھر
۵۲۶۔ سمیع الدین
۵۲۷۔ پنڈھری گیانبا
۵۲۸۔ وشوناتھ

مرکز پرینڈہ (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۵۲۹۔ حسینہ بیگم (مرکز میں اول)
۵۳۰۔ مہر النسا بیگم
۵۳۲۔ زہرہ بی

۵۳۷۔ قیصر بیگم

کامیاب

۵۳۱۔ اقبال بیگم
۵۳۳۔ بسم اللہ بی
۵۳۴۔ شریف بی
۵۳۵۔ زیب النسا بیگم
۵۳۶۔ حذاقت بیگم
۵۳۸۔ بشیر النسا بیگم
۵۳۹۔ پرمیلا بائی
۵۴۰۔ روشن بی
۵۴۱۔ منا بی
۵۴۲۔ اختر بیگم

مرکز داورواڑی (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۵۴۷۔ کھنڈے راؤ بھوسلے
۵۶۴۔ دیولتش سومانی
۵۷۵۔ محسن محمد
۵۷۷۔ فیض محمد
۵۸۳۔ محمد عمر خاں
۵۸۸۔ معین الدین
۵۹۱۔ عبدالبصیر
۵۹۲۔ عبدالرزاق خاں
۵۹۳۔ امان اللہ خاں
۵۹۶۔ ثناء اللہ خاں
۵۹۷۔ عبدالجلال
۵۹۹۔ عطاء اللہ خاں
۶۰۱۔ احمد الدین
۶۲۰۔ رام بلاس لکھوٹے

کامیاب

۵۴۵۔ اناجی
۵۴۹۔ لکشمن بندھے
۵۵۱۔ رام راؤ بھوسلے
۵۵۴۔ بالو
۵۵۶۔ کشن تانگڑے
۵۵۷۔ چھنی لال بھنڈاری
۵۵۸۔ پنڈت تانگڑے
۵۵۹۔ شیش راؤ کالے
۵۶۰۔ بینورتی تانگڑے
۵۶۱۔ گلاب چند لکھوٹے
۵۶۳۔ بالکشن
۵۶۵۔ بھاؤ راؤ گرو
۵۶۶۔ رام راؤ اوٹی
۵۶۷۔ دتو تانگڑے
۵۶۸۔ مدن لال سارڈا
۵۶۹۔ کشن
۵۷۰۔ گنگا بشن
۵۷۱۔ راجہ بھاؤ
۵۷۳۔ عبدالکریم
۵۷۶۔ عبدالقادر خاں
۵۷۸۔ حیات اللہ خاں
۵۷۹۔ عبدالمجید خاں
۵۸۰۔ شیخ کریم
۵۸۱۔ سرفراز خاں
۵۸۵۔ زین الدین
۵۸۶۔ محمد بن سالم باحشوان
۵۸۷۔ عبدالغفور
۵۹۵۔ عبدالنصیر
۵۹۸۔ رضاء اللہ خاں
۶۰۰۔ عزیز اللہ خاں
۶۰۲۔ ونایک راؤ تانگڑے
۶۰۵۔ حفیظ اللہ خاں
۶۰۶۔ عبدالولی
۶۰۷۔ انوار اللہ خاں
۶۰۹۔ عبدالغنی
۶۱۰۔ رحمت اللہ خاں
۶۱۱۔ محمد زبیر
۶۱۲۔ حمید اللہ خاں
۶۱۴۔ عطاء الرحمن
۶۱۵۔ رحمن بیگ
۶۱۶۔ عبدالخالق خاں
۶۱۷۔ بابو مورے
۶۱۸۔ بالو
۶۱۹۔ رام راؤ تانگڑے
۶۲۱۔ رگھوناتھ تانگڑے
۶۲۴۔ شیش راؤ کھرات
۶۲۶۔ کرڈو مہاپورے
۶۲۷۔ اسارام تانگڑے
۶۲۸۔ پربھاکر پوکھارے

مرکز داورواڑی (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۶۳۰۔ نور النسا
۶۳۱۔ زہرہ بی
۶۳۲۔ آمنہ بی
۶۳۳۔ آمنہ بی
۶۳۴۔ کریمہ بیگم
۶۳۵۔ معراج بیگم
۶۳۶۔ کریمہ بی
۶۳۷۔ کریمہ بی

مرکز نظام آباد (ذکور)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۶۳۸۔ عبدالنبی
۶۵۲۔ مسرت علی خاں
۶۵۳۔ محمد یوسف خاں
۶۵۴۔ محمد ہاشم علی
۶۵۶۔ مرزا اسد اللہ بیگ
۶۵۷۔ شیخ محمد
۶۵۸۔ شیخ احمد
۶۶۴۔ صادق علی (مرکز میں اول)

کامیاب

۶۳۹۔ صاحب حسین
۶۴۰۔ سید اقبال
۶۴۱۔ احمد عبداللطیف خاں
۶۴۲۔ سید حامد حسین
۶۴۳۔ سید اکبر حسین
۶۴۴۔ خواجہ محی الدین
۶۴۵۔ سید عمر
۶۴۶۔ محمد اعظم علی
۶۴۷۔ محمد قاسم
۶۵۰۔ خواجہ سید بشیر الدین
۶۵۱۔ خواجہ معین الدین
۶۵۵۔ کریم اللہ
۶۵۹۔ عبدالکریم
۶۶۳۔ گالیا
۶۶۴۔ بنسی دھر
۶۶۵۔ لکشمی پتی
۶۶۶۔ گنگادھر راؤ
۶۶۸۔ لنگا ریڈی

مرکز نظام آباد (اناث)

کامیاب بدرجۂ امتیاز

۶۷۴۔ عباسی بیگم
۶۹۲۔ رشید النسا بیگم (مرکز میں اول)

کامیاب

۶۷۲۔ عابدہ بیگم
۶۷۳۔ فاطمہ النسا بیگم
۶۷۵۔ پدماوتی
۶۷۶۔ کے۔ رتنما
۶۷۸۔ مریم النسا بیگم
۶۷۹۔ لطیف النسا بیگم
۶۸۰۔ رابعہ بیگم
۶۸۲۔ عزیز خاتون
۶۸۳۔ اشرف بیگم
۶۸۴۔ قاسم بیگم
۶۸۵۔ ساجدہ بیگم
۶۸۶۔ زیب النسا بیگم
۶۸۷۔ یحییٰ بیگم
۶۸۹۔ قمر النسا بیگم
۶۹۰۔ شمس النسا بیگم
۶۹۱۔ آمنہ بی بی
۶۹۳۔ حسینی بیگم
۶۹۴۔ سیدہ بیگم
۶۹۶۔ عائشہ سعید
۶۹۷۔ سیدہ ہاشمہ بانو کاظمی
۶۹۹۔ کریم النسا بیگم
۷۰۰۔ عصمت بیگم
۷۰۲۔ جیندر بھاگا
۷۰۵۔ خدیجہ بیگم
۷۰۶۔ کماری شکنتلا بائی
۷۰۷۔ کماری اندرا بائی
۷۰۸۔ کماری تارا بائی
۷۰۹۔ کشوری لکھپا لکر

اردو امتحانات | سنہ ۱۹۴۳ء کے دوسرے امتحان اردو دانی کے زیر غور امیدواروں میں سے حسب ذیل کامیاب ہوئے۔

۱۷۔ محمد حسین کامیاب
۱۴۷۔ نعیم اللہ خاں امتیاز } مرکز فوج بلدہ
۳۱۳۔ ڈی پتمبر راؤ کامیاب مرکز مومن آباد

کتبخانہ | ادارہ کا کتب خانہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا جارہا ہے سنہ ۱۹۴۳ء میں نواب میر سعادت علی صاحب رضوی، مولوی مرزا ضامن علی صاحب غازی، محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیرؔ، سیٹھ محمد ابا صاحب مبیوا اور سید جلال ید اللہی صاحب نے متعدد مطبوعہ و قلمی کتب بطور تحفہ ادارے میں داخل کئے۔ محترمہ صغریٰ بیگم (ہمایوں مرزا مرحوم) نے بعض تاریخی تصاویر اور متعدد مشاہیر کے تاریخی و ادبی خطوط بھی ادارے کو بطور تحفہ عطا کئے جن کے لئے منجانب ادارہ ان سب کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

سیٹھ محمد ابا صاحب کے عطیے میں حسب ذیل قلمی نسخے خاصکر قابل ذکر ہیں:-

۱۔ سالونزا فارسی بالتصویر از عبداللہ بن صیفی حسب فرمائش احمد شاہ ولی بہمنی بمقام گلبرگہ تصنیف سنہ ۸۱۵ھ۔
۲۔ سر الاسرار عربی از حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانیؒ۔
۳۔ دیوان اردو فی الحال شاہ مرید سید قدرت اللہ شاہ۔
۴۔ مقالا پارسی از محمد سعید بہمنی۔
۵۔ مجموعہ ادعیہ و رسالہ جات رمل، نجوم، کف دست وغیرہ۔

سید جلال ید اللہی صاحب نے حسب ذیل مطبوعات بطور عطیہ داخل کئے۔

(۱) جلد ہندستانی اخبار (۲) مجموعہ واسوخت اردو جلد اول و دوم۔

(۳) سول اگزیبیشن دہلی دربار سنہ ۱۹۱۱ء۔

اس سال تقریباً ڈیڑھ سو نادر قلمی کتب ادارے کی جانب سے خریدی بھی گئیں اور ۲۷۵ اردو مخطوطات کی تذکرہ نگاری کے علاوہ اردو، فارسی، عربی اور ہندی مخطوطات کی تنظیم بھی کی گئی۔

مطبوعات میں بھی حسب معمول اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ان کے کارڈ انڈیکس مصنفوں اور کتابوں دونوں کے لحاظ سے تیار کئے گئے ہیں۔

رقمی عطیے | سنہ ۱۹۴۳ء میں ادارے کے مختلف کاموں میں جن اصحاب نے رقمی مدد کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ واضح ہو کہ یہ جملہ عطیے استدعا کے بغیر وصول ہوئے ہیں اس لئے کہ اب تک ادارے نے اپنے کسی مد کے لئے بھی چندوں کی استدعا نہیں کی ہے۔

(۱) آنریبل مولوی غلام محمد صاحب سی آئی ای صدر المہام فینانس۔
بسلسلۂ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ ۵۰۰ حالی

(۲) آنریبل راجہ دھرم کرن بہادر آصفجاہی صدر المہام تعمیرات
بحیثیت سرپرست ادارہ پہلی قسط۔ ۵۰۰ حالی

(۳) پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی صدر شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ علی گڑھ
بسلسلۂ تنظیم اردو امتحانات۔ ۵۰ کلدار

(۴) مولوی عبدالحی صاحب صدیقی ایم اے۔ ایل ایل بی۔
بسلسلۂ تمغہ جات اردو امتحانات۔ ۵۰ حالی

(۵) ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ معتمد اعزازی ادارہ
برائے انتظام تعلیم بالغان۔ ۵۰ حالی

(۶) محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیرؔ شریک معتمد شعبۂ نسواں ادارہ
برائے خریدی مخطوطات۔ ۵۰ حالی

(۷) مولوی عارف الدین حسن صاحب دوم تعلقدار اورنگ آباد
بحیثیت معاون ادارہ۔ ۵۰ حالی

(۸) مولوی احمد عبدالجبار صاحب ایچ سی ایس دوم تعلقدار مومن آباد
مرکز پرلی اناث کی کامیاب ہندو طالبات کے لئے تمغے۔ ۵ اعالی

(۹) مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی مونس ادارہ برائے تمغہ جات ۱۰ اعالی

تمغے — اردو امتحانات ۱۹۴۳ء میں بحیثیت مجموعی یا اپنے اپنے مرکز میں اول آنے والے امیدواروں کو جو تمغے عطا کئے جارہے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

اردو فاضل

(۱) طلائی تمغہ۔ عطیہ آنریبل نواب سر عقیل جنگ بہادر۔
سید عباس علی جعفری دوم (سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے)

(۲) " " عطیہ سکینہ بیگم صاحبہ (محل مولوی سید رحمت اللہ صاحب)
(بیادگار طلعیہ بیگم مرحومہ) چونکہ کوئی امیدوار اس امتحان میں درجہ اول میں کامیاب نہیں ہوئی اسلئے یہ تمغہ عطا نہیں کیا جائے گا۔

اردو عالم

(۱) نقروی تمغہ۔ عطیہ مولوی ریاض الحسین صاحب قریشی ایم ایس سی۔
(چونکہ کوئی امیدوار مرکز پربھنی سے کامیاب نہیں ہوئی اسلئے یہ تمغہ عطا نہیں کیا جائیگا)

(۲) " " عطیہ مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی۔ میر کاظم علی (مرکز ہمنا آباد)
(تاریخ ادب اردو میں اول)

(۳) " " " " " امۃ الرؤف (مرکز بلدہ اناث)
(بیادگار مس جسی نندی) (علم خانہ داری میں اول)

(۴) " " عطیہ آتمارام گنپت صاحب۔ سید نبی (مرکز پرلی میں اول)

(۵) " " عطیہ مولوی محمد عظیم خاں صاحب وکیل۔ حبیب احمد
(مرکز وبیجاپور میں اول)

(۶) " عطیہ ادارہ ادبیات اردو۔ بی وی گوپال راؤ اول
(سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے)

اردو زباندانی

(۱) نقروی تمغہ۔ عطیہ حاجی سلیمان احمد صاحب۔ سید غلام مرتضیٰ۔
(مرکز پرلی میں اول)

(۲) " " جناب وینیمانند جوائنٹ سکریٹری۔ عبدالکریم۔
(مرکز پرلی میں اول)

(۳) " " " ڈاکٹر سندر راج صاحب میڈیکل افسر و نائب صدر شعبۂ طلبہ پرلی — غوثیہ بیگم (مرکز پرلی میں اول)

(۴) " عطیہ مولوی عظمت اللہ حسینی صاحب بی اے بی ایڈ۔ اقبال النساء بیگم
(مرکز پرلی اناث میں اول)

(۵) " عطیہ محترمہ بیگم صاحبہ مولوی سید نصیر الدین صاحب نہری جاگیردار
ومنصف وبیجاپور۔ معین الدین (مرکز وبیجاپور میں اول)

(۶) " عطیہ مولوی محمد سعد اللہ خاں صاحب وکیل وبیجاپور۔ بی نصرت النساء
عرف حاجی بیگم (مرکز وبیجاپور اناث میں اول)

اردو دانی

نقروی تمغہ۔ عطیہ جناب مولوی احمد عبدالجبار صاحب ایچ سی ایس
دوم تعلقدار مومن آباد۔

(۱) " " " " تانو بائی
(۲) " " " " کملا بائی
(۳) " " " " کسوم بائی
— مرکز پرلی اناث کی ہندو طالبات جنہوں نے علی الترتیب سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے۔

(۴) نقروی تمغہ عطیہ مسٹر وی وی واس راؤ صاحب بی اے
مہتمم مارکٹ وصدر شعبۂ طلبہ پرلی۔ شیخ اسمٰعیل (مرکز پرلی میں اول)

(۵) نقروی تمغہ مولوی میر حسن علی صاحب وظیفہ یاب امین کروڑگیری و
صدر شاخ وبیجاپور۔ غلام دستگیر خاں (مرکز میں اول)

(۶) نقرئی تمغہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ (محل مولوی سید رحمت اللہ صاحب ناظم ریٹائرڈ پنشن) معتمد شعبہ نسواں و رکن مجلس ادارت سب رس۔
کریم النساء بیگم (جیتاپور) (ممالک محروسہ میں اول)

نئے ارکان | سنہ ۱۳۴۳ف میں جن خواتین و اصحاب نے ادارے کی رکنیت قبول فرمائی ان کے اسمائے گرامی معہ رقم رکنیت درج ذیل ہیں۔

۱۔ شاہ نور السلام صاحب طالب علم فوقانیہ جالنہ ۔ سے
۲۔ سید محی الدین احمد صاحب قادری تحصیلدار سلوڑ ضلع اورنگ آباد لے
۳۔ محمد عبد القادر صاحب وکیل گنگاپور ۔ سے
۴۔ خواجہ کلیم اللہ صاحب مہتمم صدر خزانہ اورنگ آباد ۔ سے
۵۔ محمد حسن الدین خاں صاحب اسسٹنٹ لیبر آفیسر اورنگ آباد سے
۶۔ سید نور محمد صاحب نوری گیلوی (عثمانیہ) لے
۷۔ ابو الخیر سید ابراہیم حسینی صاحب بی اے (عثمانیہ) منیجر محبوبیہ شکر مِل نظام آباد ۔ لے
۸۔ ایس شنکرن صاحب آرمی اکونٹنٹ افواج باقاعدہ سرکار عالی لے
۹۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور رکن شعبہ نسواں لے
۱۰۔ " " " مولوی عبد القیوم خاں صاحب مہتمم تعمیرات جامعہ عثمانیہ رکن شعبہ نسواں سے
۱۱۔ " عظمت النساء بیگم صاحبہ (محل ظہور الحسن انصاری مرحوم) رکن شعبہ نسواں سے
۱۲۔ محترمہ سعید النساء بیگم صاحبہ (محل مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب ایڈیٹر وقت) سے

شعبہ نسواں بنگلور | محترمہ حبیب النساء بیگم صاحبہ ایم اے معتمد شعبہ نسواں بنگلور نے اطلاع دی ہے کہ ان کا شعبہ برابر سرگرم عمل ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میں وہ دوسرا سالانہ اجلاس عالیجناب ڈاکٹر زور صاحب کی صدارت میں منعقد کر رہی ہیں۔ شعبہ کی مجلس انتظامی نے سال میں ۱۹ اجلاس منعقد کئے۔ اور مجلس انتظامی کے نئے انتخابات بھی عمل میں آئے۔ اب حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے ہیں۔

صدر :۔ محترمہ عقیلہ بیگم کلی ایم۔ آر۔ اے
سکریٹری۔ حبیب النساء بیگم صاحبہ۔
اسسٹنٹ سکریٹری۔ شمیمہ زیب النساء بیگم صاحبہ۔
ارکان مجلس عاملہ :۔ مذکورہ بالا عہدہ داروں کے علاوہ۔

محترمہ محبوب جان صاحبہ بی۔ اے
" عالیہ بیگم صاحبہ بی۔ اے
" زلیخا بی " بی۔ اے
" صابرہ بیگم صاحبہ
" رفعت خلیلہ صاحبہ
" ملکہ حفیظ صاحبہ

مرکز مومن آباد کی روداد | بتاریخ ۱۹ بہمن سنہ ۱۳۵۳ف راہی مومن آباد ہوا۔ اسٹیشن پرلی پر مولوی شیخ حسین صاحب رکن ادارہ، مولوی نواز الدین صاحب رکن، مولوی عبد الستار صاحب سابق خازن، مولوی نجم الدین صاحب نائب معتمد شعبہ طلبہ اور مولوی سعید الدین صاحب معتمد شعبہ طلبہ نے رات کے ۱۱½ بجے شدت کی سردی میں میرا استقبال کرنے کی زحمت گوارا فرما کر گلپوشی فرمائی جس کا میں مشکور ہوں۔ چونکہ پرلی پر ریل گاڑی دیر میں پہونچی اس لئے مومن آباد کی بس روانہ ہو چکی تھی۔ مجبوراً اسٹیشن ہی میں شب گزارنی پڑی۔ اگرچہ کہ معتمد صاحب پرلی نے آبادی میں میرے قیام کا انتظام فرما دیا تھا لیکن صبح وقت سے پہلے مومن آباد پہونچنا تھا اس لئے اسٹیشن پر ہی رات گزاری گئی۔ صبح ٹھیک

، بجے مومن آباد پہونچ کر امتحان گاہ گیا نشستوں کا معقول انتظام کیا گیا تھا۔ البتہ نشستوں پر ہال ٹکٹ کے نمبر درج نہیں تھے۔ نمبر درج کرائے گئے۔ پرلی سے دیوی داس راؤ صاحب میری امداد کے لئے تشریف لانے والے تھے لیکن بوجہ جاترا مومن آباد انہیں بس میں جگہ نہ ملنے سے وہ نہ آسکے۔ البتہ مولوی سعید الدین صاحب معتمد نے میری امداد فرمائی۔ اور آخر وقت تک وہ میرے شریک کار رہے۔ ہمارا انتظام خورد و نوش انڈین آفیسر میس (MESS) میں کیا گیا تھا۔ مولوی غلام حسین صاحب ایگزیکٹیو جمعدار اور مولوی محمد درویش صاحب اور مولوی خواجہ بدیع الدین صاحب کلرک فوج کی ہمدردیاں میرے شامل حال رہیں جس کی وجہ سے امتحان گاہ میں باضابطگی رہی۔ اس لئے میرا یہ خوشگوار فریضہ ہے کہ میں ان جملہ اصحاب کا شکریہ ادا کروں گا۔

امتحان کے بعد میں نے جناب میر مہدی علی صاحب ایچ سی ایس منصف سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ موصوف کو اس امتحان کی پہلے سے اطلاع نہ تھی کیونکہ وہ رخصت پر بلدہ آئے ہوئے تھے۔ ازاں بعد مولوی میر غضنفر علی صاحب وکیل صدر ادارۂ ادبیات اردو سے ملاقات کی۔ موصوف سے بہت دیر تک مقامی ادارہ کے متعلق گفتگو رہی۔ موصوف کے بیان سے ظاہر ہے کہ انھیں فرصت بہت کم ملتی ہے۔ ورنہ موصوف دامے، درمے ہر طرح ادارہ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔

عبدالکریم

مرکز داوروواڑی | میں بحیثیت صدر نگران کار حیدرآباد سے روانہ ہو کر بتاریخ ۱۹ اربہمن سنہ۵۵ ف۔ ۱ ساعت بوقت شب داوروواڑی پہونچا۔ ۵۰ امیدوار حاضر تھے۔ ابوالخلق محمد عبدالخالق خلیق صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ و مددگار مسٹر رنگناتھ راؤ تعلیم دے رہے تھے۔ صدر مدرس صاحب کے پاس قیام رہا۔ میرے قیام وطعام کا عمدہ انتظام تھا۔ نشست ونقشہ امتحان گاہ پہلے ہی ترتیب پاچکا تھا۔ داوروواڑی کے ۵۸ امیدواروں کے علاوہ قصبہ ناندر کے چودہ امیدوار شریک تھے جو مسٹر ترکھم داس صدر مدرس وعلی محمد صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ ناندر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

امتحان وقت مقررہ پر مدرسہ میں شروع ہوا۔ مسٹر ترکھم داس وعلی محمد صاحب وعبدالخالق صاحب۔ مسٹر رنگناتھ راؤ ومسٹر ڈگمبر راؤ۔ عبدالحی صاحب معتمد وآمنہ بیگم صاحبہ صدر معلمہ، زہرہ صاحبہ معتمد شاخ نسواں نے نگرانی میں میری مدد کی جس کا میں مشکور ہوں۔ منجملہ ۱۹۵ امیدواران کے ۷۷ امیدوار حاضر تھے جن میں ہندوؤں کی تعداد ۳۲ اور ۹ عورتیں تھیں۔ صبح میں تحریری اور دوپہر کو زبانی امتحان ہوا۔ بعد ختم امتحان میری زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا جس میں کافی تعداد میں لوگ شریک تھے۔ عبدالحی صاحب معتمد شاخ داوروواڑی نے سالگزشتہ کی رپورٹ پڑھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ سالانہ جلسہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد میں یہاں سے چودہ مرد اور دو عورتیں بحیثیت نمائندگان شریک تھیں۔ دوران سال میں اسی شاخ کا جلسہ تقسیم اسناد زیر صدارت مولوی سراج احمد صاحب تحصیلدار پٹن ہوا تھا۔ رپورٹ کے بعد مسٹر ترکھم داس نے تعلیم بالغاں پر اور خلیق صاحب نے تعلیم وادارہ کے کارناموں کے متعلق خیالات ظاہر کئے۔ آخر میں صدر جلسہ نے ادارے کے اغراض ومقاصد اور تعلیم وامتحانات ادارہ کے فوائد بیان کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ امیدواروں کو شریک امتحان ہونے کی ترغیب دی۔ بعد دعا سلامتی اعلیحضرت بندگان عالی جلسہ برخاست ہوا۔

محمد ابراہیم